شیطان
کا بڑا بھائی
مؤلف
علامہ مولانا ابوالحسن خضر حیات عطاری المدنی
میلاد پبلیکیشنز

فہرست مضامین

آہ! عمل

امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی **نے اپنے ایک شاگرد کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:** ''اگر تو سو سال تک حصولِ علم میں مصروف رہے اور ہزاروں کتابیں جمع کر لے تو غور سے سن! جب تک تیرا اس پر عمل نہیں ہوگا اس وقت تک تو اللہ تعالیٰ کی رحمتِ کاملہ کا مستحق نہیں بن سکتا۔'' (ایھاالولد صفحہ 14)

ایک اور جگہ فرمایا: ''جو علم آج تجھے گناہوں سے دور نہیں کر سکا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کا شوق پیدا نہیں کر سکا، تو یاد رکھ! یہ کل قیامت میں تجھے جہنم کی آگ سے بھی نہیں بچا سکے گا۔ (ایھاالولد صفحہ 20)

تقریظِ جلیل

استاذ العلماء والمدرسین

حضرت علامہ حافظ محمد عبد الستار سعیدی مدظلہ العالی

شیخ الحدیث وناظمِ تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دار العلوم غوثیہ پرانی سبزی منڈی کراچی میں حاضری ہوئی، علماء ومدرسین سے ملاقات کے دوران پیش نظر کتاب **"نفس امارہ کی حقیقت"** دیکھنے کا اتفاق ہوا جو حضرت علامہ ابو الحسن خضر حیات عطاری مدظلہ العالی کی تصنیفِ جلیل ہے۔ موصوف نے اس میں بڑی جامعیت کے ساتھ نفس کی اقسام اور ہر قسم پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے نفس امارہ کے شر سے بچنے کے متعدد طریقے ذکر فرمائے ہیں۔ کتاب ھٰذا میں فاضل مصنف نے تقریباً 69 ماخذ سے اِستفادہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو مصنف کے حق میں باعثِ مغفرت اور خلق خدا کے لئے نافع بنائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ

حافظ عبد الستار سعیدی

جامعہ نظامیہ لاہور

تقریظ

حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل رضوی مدظلہ العالی

شیخ الحدیث ورئیس دارالافتاء دارالعلوم امجدیہ باب المدینہ کراچی

الحمدلولیہ والصلوۃ والسلام علی نبیہ امابعد

بندہ نے اس کتاب کو عزیز مکرم مولانا عارف قادری سلّمہ کی وساطت سے بعض مقامات سے ملاحظہ کیا۔ بِفَضْلِهٖ تعالیٰ وَ بِعِنَایَةِ حَبِیْبِهِ الْاَعْلیٰ اس کو اصلاح کے لئے ایک بہترین کتاب پایا، میں اللہ تعالیٰ سے دُعا گو ہوں کہ فاضل مؤلف عزیزی مولانا ابوالحسن خضر حیات عطاری سَلَّمَہُ الْبَارِی کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ

محمد اسماعیل غفرلہ

تقریظ

حضرت علامہ مولانا مفتی ابوالحسنین محمد عارف محمود رضوی

مفتی ومدرس دارالعلوم غوثیہ فرقان آباد پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارشادِ ربُّ العزت جل مجدہ ہے۔

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ (سورۂ یوسف، پارہ 13، آیت 53)

''بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے''۔

حدیثِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں ہے۔

ان النفس لکذوب او کما قال

یعنی''بے شک نفس بڑا جھوٹا ہے۔''

امام الانام، حجۃُ الاسلام سیدنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی اپنی مایہ ناز تالیفات کیمیائے سعادت، منہاج العابدین، اور مکاشفۃُ القلوب وغیرہم میں دنیا سے بے رغبتی اور نفس وشیطان کی چالوں کا جوذکر کر پر اثر کرتے ہیں وہ واقعی قلبِ مومن کی اصلاح کا بہترین نسخہ ہے۔

اگر ممکن ہوتو ہر سُنّی کو اس کتاب ''نفس امارہ کی حقیقت اور اس کی شرارتوں کا علاج'' از اوّل تا آخر بار بار مطالعہ کرنا چاہئے کہ یہ مذکورہ ودیگر کتبِ تصوف کے بیانات کا عطر ریز مجموعہ ہے۔

علاوہ ازیں فاضل نوجوان، عزیز مکرم مولانا ابوالحسن خضر حیات عطاری

نے اس میں اپنے اور ہمارے آقائے نعمت ، پیرِ طریقت، ولیٔ کامل، عاشقِ رسول، مبلغ برحق، قبلۂ من سیدی و مرشدی امیرِ اہلسنّت ابوبلال مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی کے بیان کے حسین گلدستہ سے چُن چُن کر پھول ڈالے ہیں جنہوں نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے۔

الغرض فاضل عزیز خود بھی ایک شریف النفس اور عمدہ شخصیت کے حامل فرد ہیں اور ان کی یہ کتاب شریف الکتب اور عمدہ انفرادیت کی حامل کتاب ہے، انھوں نے انتہائی محنت و عرق ریزی سے شب و روز ایک کر کے یہ حسین گلدستہ و مجموعۂ ارشاداتِ بزرگانِ دین ہمیں عطا کیا ہے، اسے پڑھنا، سمجھنا، اس کے مطابق عمل کر کے دوسروں کو پڑھانا، سمجھانا دارین کی سعادتوں کا ذریعہ ہے۔ راقم الحروف کی یہ عرض ہے کہ ان کی یہ پہلی کوشش نہایت عمدہ ہے۔ اس کے ساتھ عمدہ سلوک کا تقاضا ہے کہ اس کی اشاعتِ کثیرہ ہو۔

آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ

فقط دُعا گو:

ابوالحسنین محمد عارف محمود خان قادری رضوی غفرلہ

یکم شعبان المعظم 1430ھ بعد از نماز جمعۃ المبارک

شرفِ انتساب

راقم الحروف اپنی اس اولین کاوش کو اس ہستی کے نام کرنا اپنے لئے قابلِ فخر سمجھتا ہے کہ جس کے فیض سے فیضیاب ہوکر لاکھوں کروڑوں کی زندگیاں سنور گئیں، جس کے فیض سے فیضیاب ہوکر ہزاروں لوگ علمِ دین کے زیور سے آراستہ ہوکر علمِ دین کے پیاسوں کو سیراب کرنے میں مشغول ہوگئے، جس کے فیض سے فیضیاب ہوکر راقم الحروف کے اندر بھی قلم اٹھانے کی اِستطاعت پیدا ہوئی، میرے ان الفاظ کی مدلول یقیناً یقیناً وہ ہستی ہے کہ جس کو دنیا اسلام میں **شیخِ طریقت، ولی نعمت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رسالت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر و برکت، امیرِ اہلسنت، ابو بلال حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے

اور

اس کے ساتھ ساتھ میں اپنی اس اولین کاوش کو اپنے اساتذۂ کرام اور اپنے والدین کریمین (مدظلّھم العالیہ) کے نام کرتا ہوں کہ جن کے دم قدم سے اس گناہ گار کو علمِ دین کی مجالس میسر آئیں۔

ابوالحسن خضر حیات عطاری عفی عنہ

خطبہ کتاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صِفَاتُہٗ لَیْسَتْ بِعَیْنِہٖ وَلَا بِغَیْرِہٖ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ "مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی" مِنْ مُعْجِزَاتِہٖ

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ (۱) عَارَضُوا الْکُفَّارَ بِمُھِمَّاتِہٖ

وَعَلٰی مَنْ (2) کَشَفَ اَسْتَارَ الْقُرْاٰنِ وَالْاَحَادِیْثِ بِمُفَقَّھَاتِہٖ

وَعَلٰی مَنْ (3) بَیَّنَ اَفْعَالَہٗ وَاَحْوَالَہٗ بِمَلْفُوْظَاتِہٖ

وَعَلٰی مَنْ (4) رَاسَخَ حُبَّ النَّبِیِّ فِیْ قُلُوْبِنَا بِمُصَنَّفَاتِہٖ

وَعَلٰی مَنْ (5) حَثَّ اُمَّتَہٗ عَلٰی سُنَنِہٖ بِمُفَکَّرَاتِہٖ

وَعَلٰی کُلِّ مَنْ اَعَانَنِیْ عَلٰی ھٰذَا بِمُنَبَّھَاتِہٖ

وَعَفَی اللّٰہُ الْبَارِیْ عَنْ کُلِّ سَیِّئَۃِ عَبْدِہِ الْمُذْنِبِ بِمُبَشَّرَاتِہٖ

اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بوجہِ نقصِ علم راقم الحروف زینتِ قرطاس کیا کرسکتا تھا، لیکن ایک بزرگ ہستی کے فیض کی برکت سے اس کو کچھ نہ کچھ زینتِ قرطاس کرنے کی اِستطاعت حاصل ہوئی۔

وہ بزرگ ہستی کہ جس کے اوصاف بیان کرنے سے قلم وقرطاس قاصر ہیں۔ لیکن عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ کا مژدۂ جانفزا کچھ نہ کچھ تذکرہ کرنے کا داعی بن جاتا ہے۔

ایک ایسی ہستی کہ جو تلقین وتفہیم مظہرِ غزالی ہے تو عشقِ رسول میں مظہرِ رضوی ہے۔

ایک ایسی ہستی جس کے فیض سے فیض یاب ہوکر لاکھوں لوگوں کے نفوس نفسِ اَمّارہ سے مُنقلِب ہوکر نفسِ لوّامہ بنے اور نفسِ مُطْمَئِنّہ کے متمنی رہنے لگے۔

ایک ایسی ہستی جس نے اصلاحِ امت کے عظیم جذبے سے سرشار ہوکر دنیا بھر میں

یعنی

(۱) صحابۂ کرام (۲) امامِ اعظم (۳) غوثِ اعظم (۴) سیدی امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہم (۵) امیرِ اہلسنت مدظلہ العالی

مذہبِ مُہذَّب اہلسنت و جماعت اور مسلکِ اعلیحضرت کے ڈنکے بجادیئے۔
جس کی حکمت بھری کوششوں کی برکت سے بے دینیت کے پرچم سرنگوں اور بد مذہبیّت کے قلعے زمین بوس ہو گئے۔
جس نے ہزاروں نہیں لاکھوں عاصیوں، بھولے بھٹکوں کو معاصی اور بدمذہبوں کے دامِ فریب میں گرفتار لوگوں کو عقائدِ باطلہ سے توبہ کروا کر سچا پکا عاشقِ رسول بنادیا۔
جس کی کوششوں کی برکت سے ہزارہا کفار اپنے گلے سے گمراہی و کفر کا طوق اتار کر گلشنِ اسلام کے مہکتے پھول بن گئے۔
جس نے اپنے بیانات و ملفوظات کے ذریعہ امتِ مسلمہ کو سنت نبویہ عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ایسا جذبہ دیا کہ لاکھوں لوگوں نے دیوانہ وار اپنے آپ کو سنت کے سانچے میں ڈھال لیا۔
جس کے اِفشاءِ علمِ دین کے جذبے سے سرشار ہو کر ہزاروں لوگوں نے اپنی زندگیوں کو فروغِ علمِ دین کے لئے وقف کر دیا۔
جب بھی ان اوصافِ محمودہ کا کوئی ذکر کرے گا تو ہر ایک فرد کے ذہن میں جس شخصیت کا نام ابھرے گا وہ شخصیت یقیناً شیخِ طریقت، ولیٔ نعمت، پروانۂ شمعِ رسالت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر و برکت، امیرِ اہلسنّت، ابو بلال حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطارؔ قادری رضوی ضیائی دَامَت بَرَکَاتُہُم العَالِیَہ کی ہوگی۔ پس اس تالیف میں راقم الحروفؔ نے جو کچھ بھی لکھا وہ انہی کا فیض ہے، ورنہ اس میں اتنی ہمت کہاں۔

کتاب کی تالیف کا پس منظر

امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ اپنے مریدین و متعلقین کو جہاں ظاہری علوم سیکھنے کا جذبہ دلاتے ہیں تو وہیں باطنی علوم سیکھنے کی بھی ترغیب دلاتے رہتے ہیں۔ خاص کر امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی کی کتب کا مطالعہ کرنے کی آپ بارہا ترغیب دلاتے رہتے ہیں۔

راقم الحروف کو جب آپ دامت برکاتہم العالیہ کے دامن سے وابستہ ہونے کی سعادت نصیب ہوئی تو ان کے فیض کی برکت سے تصوف کی کتب کا گاہے گاہے مطالعہ کرنے کی سعادت حاصل ہوتی رہی اور باطنی مُہلِکات سے پردہ اٹھتا رہا۔

تصوف کی کتب میں نفس کی ہلاکتوں کو واضح طور پر بیان کیا گیا تھا، لیکن اس موضوع پر مجتمع مواد مجھے نہ ملا، تو یہ ارادہ بنا کہ کیوں نہ مختلف کتابوں میں پھیلے ہوئے اس مواد کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے جس کو پڑھ کر میں اور میرے مسلمان بھائی فائدہ اٹھا سکیں۔

اس نیت کی تکمیل کی خاطر نفس کے بارے میں مواد جمع کرنا شروع کیا۔ اور بالآخر یہ کتاب تالیف ہو گئی حالانکہ اولاً مجھے اندازہ نہ تھا کہ یہ مضمون ایک کتاب کی شکل اختیار کر جائے گا۔

لیکن میں اس کو طبع کروانے سے رکا رہا کہ میں خود تو ان چیزوں کا عامل ہوں نہیں دوسروں کو اس کی تلقین کیسے کروں، اور یوں تقریباً ایک سال تک یہ کام موقوف رہا۔

پھر سوچا کہ اگر کوئی اس تالیف کو پڑھ کر نفس کی ہلاکتوں سے ہوشیار ہو جائے تو ثوابِ جاریہ کا عظیم خزانہ ہاتھ آئے گا۔ اور کسی اللہ کے پیارے کی دعا مل گئی تو بھی بیڑا پار ہے، لہٰذا میں اس کو چھپوانے کے درپے ہوا۔ اب مسئلہ طباعت کا تھا کہ اس کو چھاپے گا کون؟۔

2009ء میں دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کی باب المدینہ کراچی میں ہونے والی ''تربیتی نشست'' میں مصنفِ ''حق پر کون'' استاذی المکرم حضرتِ مولانا ظفر القادری مدظلہ العالی کی بارگاہ میں اس کا ذکر کیا تو آپ مدظلہ العالی نے حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے فرمایا،

''آپ اس کی کمپوزنگ وغیرہ کروائیں اِنْ شَآءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ طباعت کی ترکیب بن جائے گی''۔

اس سے مجھے کافی حوصلہ ملا لیکن کمپوزنگ وغیرہ کے معمولات نمٹانے کے لئے ایک خطیر رقم کی حاجت تھی اور ایک طالب العلم اتنی رقم کہاں سے لائے؟۔

مگر مرشدِ کریم کا صدقہ یہ مرحلہ بھی آخرکار طے ہوگیا۔اور اب یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔آخر میں مَیں

(1) مولانا اطہر علی شاہ صاحب قادری المدنی

(2) مولانا فضل الٰہی عطاری

(3) مولانا محمد راشد رضا عطاری

(4) اور استاذی المکرم مولانا ظفر القادری المدنی (مَدَّظِلُّھم العَالِیَہ)

کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے کافی حد تک اس کتاب کی طباعت ونظرِ ثانی میں میری مدد فرمائی۔جَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرًا۔

کتاب کا اجمالی تعارف

☆ اس تالیف میں سب سے پہلے تخلیقِ انسانی کے مقصد کو بیان کیا گیا ہے۔ پھر یہ بیان کیا گیا کہ اس مقصد کو حاصل کرنے میں کیا رکاوٹیں ہیں۔ چنانچہ ان تین رکاوٹوں کو بیان کرنے کے بعد ان میں سے ہر ایک کا سدِ باب کرنے کی اہمیت بھی اجاگر کی گئی ہے۔

☆ اس کے بعد یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ان رکاوٹوں میں سے زیادہ مہلک رکاوٹیں نفس و شیطان ہیں پھر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ نفس متعدد وجوہات کی بناء پر شیطان سے بھی زیادہ مہلک ہے، چنانچہ اس کے شیطان سے زیادہ مہلک ہونے کی 15 وجوہات اقوالِ بزرگانِ دین کی روشنی میں پیش کی گئی ہیں۔

☆ نفس کی تعریف اور اس کی تینوں اقسام پر مستقل کلام کیا گیا اور پھر دل میں پیدا ہونے والی خواہشات کی اقسام اور ان کو ایک دوسرے سے ممتاز کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

☆ مجاہدۂ نفس کے فضائل پر 15 آیات کریمہ، 10 احادیث مبارکہ اور صحابۂ کرام (علیہم الرضوان) و بزرگانِ دین (علیہم الرحمۃ) کے 36 اقوال پیش کئے گئے ہیں۔

☆ مجاہدۂ نفس نہ کرنے کی آفات میں 2 آیاتِ مبارکہ 5 احادیث مبارکہ اور بزرگانِ دین (علیہم الرحمۃ) کے 25 اقوال ذکر کئے گئے ہیں۔

☆ نفس کی ہلاکت خیزیوں کے متعلق حکایات بیان کی گئی ہیں۔

☆ نفس کو مغلوب کرنے کے چھ طریقوں کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔

☆ ان چھ طریقوں کو اپنے اوپر نافذ کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

☆ اور آخر میں خواہشاتِ نفسانیہ کی بناء پر ہونے والے کچھ گناہوں کو ذکر کیا گیا ہے:

اس کتاب کی تالیف میں راقم الحروف نے تقریباً 69 کتابوں سے استفادہ کیا ہے خصوصاً امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی کی کتبِ تصوف سے میں نے بھرپور استفادہ کیا۔

اور امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کا بیان ''نفس کسے کہتے ہیں'' تو میرے لئے مشعلِ راہ بنا بلکہ یوں سمجھئے کہ یہ تالیف مذکورہ بیان کی شرح ہے اگر ہو سکے تو شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کے اس بیان کو ضرور سماعت فرمایئے یقیناً آپ کو بے حد فائدہ حاصل ہوگا۔

آخر میں عرض ہے کہ شیطان آپ کو لاکھ سستی دلائے لیکن اس کے تمام وساوس کو دور کر کے اس کتاب کا اول تا آخر ضرور مطالعہ کر لیجئے اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ نفس کی ہلاکتوں کے متعلق آپ کی معلومات میں بے پناہ اضافہ ہوگا۔ اور اس نیت سے کہ ہمارے مسلمان بھائی بھی نفسِ امارہ کی ہلاکتوں سے خبردار ہوں اس کتاب کی زیادہ سے زیادہ تشہیر کیجئے بلکہ ہو سکے تو زیادہ سے زیادہ کتابیں خرید کر اپنے اسلامی بھائیوں کو تحفۃً یا قیمتِ خرید میں دے کر نفسِ امارہ کے خلاف اس جنگ میں شامل ہو جایئے۔

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ کتاب لکھ لینا یا پڑھ لینا کوئی مشکل کام نہیں لیکن اس کو اپنی ذات پر نافذ کرنا ایک مشکل امر ضرور ہے۔ لہٰذا راقم الحروف کے حق میں دعا کیجئے گا کہ اللہ تعالیٰ اسے نفس کی شرارتوں سے مامون فرمائے اور خاتمہ بالخیر کی سعادت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نفسِ مُطْمَئِنَّہ کی دولت سے سرفراز فرمائے۔

کچھ عرصہ قبل اس کتاب کا پہلا ایڈیشن چھپا اور چند ہی ماہ میں پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا۔ پہلے ایڈیشن میں کمپوزنگ کی جو اغلاط سامنے آئیں ان کو درست کرنے کے ساتھ اب دوسرا ایڈیشن حاضر ہے۔

ابوالحسن خضر حیات عطاری عفی عنہ الباری

7 رمضان المبارک 1433ھ

ساکن ڈیرہ غازی خان 0300-6759125

گناہ بخشوانے کا نسخہ

میرے شیخِ طریقت، ولیٔ نعمت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمع رِسالت، عالِمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعث خیر و برکت، امیرِ اہلسنت، ابو بلال حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف نماز کے احکام کے صفحہ نمبر 2 پر دُرودِ پاک کی فضیلت نقل فرماتے ہیں: ''سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، صاحبِ مُعَطّر و معنبر پسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''جس نے دن اور رات میں میری طرف شوق ومَحبت کی وجہ سے تین تین مرتبہ دُرودِ پاک پڑھا اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اُس کے اُس دن اور اُس رات کے گناہ بخش دے۔''

(الترغیب الترھیب ج2ص 328)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ

تخلیقِ انسانی کا مقصد

☆ اللہ عزوجل کا قرآنِ عظیم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور میں نے جن اور آدمی اپنے ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں''

(پارہ 27، سورۃ الذریت، آیت 56)

☆ ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا

ترجمۂ کنزالایمان: ''وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے۔'' (پارہ 29، سورۃ ملک، آیت 2)

اِن آیاتِ قرآنی کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوئی کہ تخلیقِ انسانی کا مقصد بندگی و عبادت کرنا ہے اگر کوئی اِس مقصد پر کاربند رہے تو وہ دارین میں کامیاب ہوگا۔

لیکن انسان کو اللہ عزوجل آزماتا ہے جو کامیاب ہوگیا وہ فلاح پا گیا اور جو ناکام ہوا وہ نامراد ہوا۔

☆ چنانچہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْۤا اَنْ يَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴿۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ''کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ کہیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی''۔

(پارہ 20، سورہ عنکبوت، آیت 1، 2)

یہ آیت مسلمانوں کو ہوشیار کررہی ہے کہ دیکھو کلمہ گوئی اور زبانی دعائے مسلمانی پر تمہارا چھٹکارا نہ ہوگا۔ ہاں ہاں سنتے ہو! آزمائے جاؤ گے، آزمائش میں پورے نکلے تو مسلمان

ٹھہروگے۔ (تمہید الایمان)

راہ حق میں حائل تین رکاوٹیں

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جہاں اُخروی تیاری کی آسانی کے لئے بندے کو مختلف اسباب مہیا فرمائے ہیں وہیں بندوں کی آزمائش کی خاطر راہِ حق میں رُکاوٹ ڈالنے والی کچھ اشیاء بھی پیدا کی گئی ہیں۔ اگر کوئی ذِی فہم شخص اُن رکاوٹوں کا جائزہ لے تو تین چیزیں سامنے آئیں گی۔

جیسا کہ حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''انسان کے دشمن تین ہیں۔ (1) دُنیا (2) نفس (3) شیطان''

(اِحیاء العلوم باب الریاضۃ و الاخلاق جلد 3، صفحہ 116)

دنیا، نفس اور شیطان کا مکالمہ

☆ سُلطان العارفین حضرت سَخی سُلطان باہو رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ''عین الفقر'' میں فرماتے ہیں: ''جب اللہ تعالٰی نے ابلیس کو مرتبۂ رحمت سے معزول کر کے اَسْفَلَ السَّافِلِین کے مرتبۂ لعنت پر بھیجا، مقامِ عِلِّیِّین سے بے دَخل کر کے مقامِ سِجِّین پر پہنچایا۔ تو اِبلیس (شیطان) نفس اور دُنیا نے آپس میں اولادِ آدم کو مرتبۂ ذلت و ہلاکت پر پہنچانے کا عہد کیا اور ایک دوسرے سے دستِ بیعت کی۔

ابلیس نے کہا: ''میں اولادِ آدم کو اطاعت و عِبادت سے روک کر معصیت و گناہ کی طرف راغب کروں گا۔''

دُنیا نے کہا: ''میں خود کو اُن کی نظروں میں آراستہ کر کے اُنہیں اپنی جانب مائل کروں گی اور اُنہیں حرص و بلا میں مُبتلا کر کے ہلاک کروں گی اور خُدا تعالٰی سے دُور کروں گی۔''

نفس نے کہا: ''میں اُنہیں خواہشات و شہوات میں دیوانہ کر کے نظرِ یاری سے گُمراہ کروں گا''۔

لہٰذا معرفتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے طالب کے لیے ضروری ہے کہ وہ اِن تینوں کو اِن کے

اَفعال سے پہچانے اور خود کو ناشائستہ اَفعال سے باز رکھے''۔

(عین الفقر اباب چہارم صفحہ 191)

اَب ہم سب سے پہلے اِن رکاوٹوں کے مُہلِک ہونے کے بارے میں جانیں گے، پھر یہ جانیں گے کہ اِن میں سے سب سے زیادہ مُہلِک کونسی شے ہے۔

راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں پہلی رکاوٹ دُنیا:

ایک مسلمان کے لیے دُنیا راہِ حق پر چلنے کے لیے ایک بہت بڑی رُکاوٹ ہے اور اگر اِس کا سدِ باب نہ کیا جائے تو یہ انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتی ہے۔اس لئے ہر مسلمان کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ وہ اپنے دِل میں دُنیا کی مَحبت کو ہرگز جگہ نہ دے۔ اور اس پر عمل کرنے کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ سب سے پہلے دُنیا کی معرفت حاصل کر لی جائے کہ دُنیا کس شے کا نام ہے۔

دنیا کی تعریف:

زُبْدَۃُ الْعَارِفِیْن قُدْوَۃُ السَّالِکِیْن عُمْدَۃُ الْعَارِفِیْن امام محمد غزالی عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی نے دُنیا کی تعریف اِن الفاظ میں بیان فرمائی کہ:''جو چیز آسمان کے نیچے اور زمین کے اُوپر ہے وہ سب دُنیا ہے سوائے اُن اشیاء کے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہوں۔''

(احیاء العلوم باب مذمتِ دُنیا، جلد 3، صفحہ نمبر 283)

☆ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں:''خیال رہے کہ دُنیا وہ ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے غافل کردے۔عاقل عارف کی دُنیا تو آخرت کی کھیتی ہے اور اُس کی دُنیا بہت ہی عظیم ہے۔اور غافل کی نماز بھی دُنیا ہے جس کو وہ نام ونمود کے لیے ادا کرتا ہے۔ عاقل عارف کا کھانا، پینا، سونا، جاگنا، بلکہ جینا، مرنا دِین ہے کہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ) کی سنتیں ہیں۔حیاۃ الدنیا (دنیا کی زندگی) اور چیز ہے حیاۃ فی الدنیا (دنیا میں زندگی) اور حیاۃ للدنیا (دنیا کے لئے زندگی) کچھ اور ہے۔ جو زِندگی دُنیا میں ہو مگر آخرت کے لیے ہو دنیا

کے لیے نہ ہو وہ مُبارک ہے۔

☆ مولانا روم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

آب در کشتی ہلاک کشتی است　　آب اندر زیر کشتی پشتی است

یعنی: ''کشتی دریا میں رہے تو نجات ہے اور اگر دریا کشتی میں آجائے تو ہلاکت ہے''۔
مومن کا دل مال واولاد میں رہنا چاہیے مگر دل میں اللہ ورسول عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کے سوا کچھ نہ رہنا چاہیے۔　(مراٰۃ المناجیح جلد 7، صفحہ 3)

اِن دو اقوال کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہر وہ شے کہ جو خواہشِ نفس کے لیے ہو وہ دُنیا اور ہر وہ شے کہ جو خالصتاً اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی کے لیے ہو وہ دین ہے۔
مثلاً کوئی مال اس لئے کماتا ہے کہ کسی سے مانگنا نہ پڑے، اپنے اہلِ خانہ ووالِدین کی اچھی طرح خدمت کر سکے، اس مال کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں صدقہ کر سکے، تو اب یہ مال اس کے لئے دنیا نہیں ہے بلکہ دین ہے۔ہاں اگر مال کمانے میں اس کی نیت یہ ہے کہ میں بہت سارا مال اکٹھا کرلوں، لوگوں پر اپنی دھاک بٹھاؤں، لوگوں کی نظروں میں معزز بن جاؤں کہ لوگ میری تعظیم کریں، تو اب اس کا یہ مال کمانا دنیا شمار ہوگا، اسی پر دوسری چیزوں کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے۔

الغرض دُنیا سے اِعراض بہت ضروری ہے اور یہ کیوں ضروری ہے آیئے ملاحظہ کیجئے۔

دنیا سے بے رغبتی وکنارہ کشی کی وجوہات

☆ امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی ''منہاج العابدین'' میں فرماتے ہیں: ''دُنیا سے بے رَغبتی وکنارہ کشی کی یہ وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ: جو دنیا سے محبت رکھتا ہے وہ آخرت کا نقصان کرتا ہے

اے طالب عبادت! دُنیا سے بے رَغبتی اِس لیے ضروری ہے تاکہ تیری عبادت مستحکم وسلامت بھی رہے اور کثرتِ عبادت کے لیے تو محو بھی رہے۔کیونکہ دُنیا کی رغبت تجھے

ظاہری اور باطنی طور پر اپنی جانب مشغول رکھتی ہے۔

دُنیا وآخرت کی مثال دو سوکنوں کی طرح ہے اگر ایک کو راضی کرنے کی کوشش کرو گے تو دوسری ناراض ہو جائے گی۔ اور دُنیا وآخرت میں مشرق ومغرب جیسی دوری ہے ایک کی طرف کوئی مائل ہوگا تو دوسری سے اِعراض اور دوری لازم ہوگی۔

☆ رحمتِ عالم، نورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم، رسولِ مُحتشم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے دُنیا سے محبت کی اُس نے آخرت کا نقصان کیا اور جس نے آخرت کو پسند کیا اس نے دُنیا کا نقصان کیا۔ لہٰذا تم فنا ہونے والی چیز پر باقی رہنے والی چیز کو ترجیح دو''۔

اگر کوئی دنیا سے اِعراض کرے تو اُس کو کیا اِنعام ملتا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

☆ حضرت سیّدنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا زَھَدَ فِی الدُّنْیَا اِسْتَنَارَ قَلْبُہٗ بِالْحِکْمَۃِ وَتَعَاوَنَتْ اَعْضَائُہٗ فِی الْعِبَادَۃِ

''بے شک بندہ جب دُنیا سے بے رغبت ہو جاتا ہے تو اُس کا دل حکمتِ اِلٰہی سے منور ہو جاتا ہے، اور عبادت کے معاملہ میں اُس کے اعضاء اُس کے معاون بن جاتے ہیں''

دوسری وجہ: اِعراض عن الدنیا کی برکت سے عمل کا شرف بڑھتا ہے۔

دُنیا سے اِعراض کی برکت سے عمل کی قدر و قیمت اور اس کے شرف میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایسی حالت میں کئے جانے والے اعمال خالصتاً اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہوتے ہیں۔

☆ چنانچہ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، صاحبِ مُعطّر و مُعنبر پسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کا فرمانِ خوش بیان ہے:

رَکْعَتَانِ مِنْ رَجُلٍ عَالِمٍ زَاھِدٍ قَلْبُہٗ خَیْرٌ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ جَلَّ جَلَالُہٗ مِنْ عِبَادَۃِ الْمُتَعَبِّدِیْنَ اِلٰی آخِرِ الدَّھْرِ اَبَدًا سَرْمَدًا

ترجمہ: ''دُنیا سے بے رغبت اور مزکی قلب عالم دین کی دو رکعتیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیامت تک تکلف سے عبادت کرنے والوں کی عبادت سے بہتر ہے۔''

بس ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس نعمت کے حصول کے لیے دُنیا سے بے رغبت و کنارہ کش ہوجائے۔''

☆ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی کچھ آگے چل کر اپنے شیخ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا قول نقل فرماتے ہیں۔ ''اِنَّ الدُّنْیَا عَدُوُّ اللہِ عَزَّوَجَلَّ وَاَنْتَ مُحِبُّہٗ وَمَنْ اَحَبَّ اَحَدًا اَبْغَضَ عَدُوَّہٗ'' یعنی ''بے شک دُنیا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی دشمن ہے اور تو اس کا دوست ہے اور جو کسی سے محبت رکھتا ہے وہ اُس کے دشمن سے بھی دشمنی رکھتا ہے۔ (کیونکہ دوست کا دشمن بھی دشمن ہوتا ہے)'' (منہاج العابدین صفحہ 77)

تیسری وجہ: دُنیا کی محبت گناہوں کی جڑ ہے۔

اگر ہم اپنے معمولات پر نظر دوڑائیں تو یہ بات مخفی رہے کہ بہت سے گناہوں کی بنیاد محض حبِ دنیا ہوتی ہے آدمی رشوت لے گا تو حبِ دنیا کی وجہ سے، سود کھائے گا تو حبِ دنیا کی وجہ سے، کسی کا مال ظلماً دبائے گا تو حبِ دنیا کی وجہ سے، چوری کرے گا تو حبِ دنیا کی وجہ سے، الغرض ہمارے معاشرے میں ایک تعداد ہے کہ جو محض حبِ دنیا کی وجہ سے گناہوں پر جری ہوتی چلی جاتی ہے لہذا دنیا کی محبت گناہوں کی جڑ ہوئی جیسا کہ

☆ حضرت سیِّدُنا حذیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے، ''نبی اکرم، نورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم، رسولِ محتشم، صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''شراب گناہوں کی جامع ہے، عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں، اور دُنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔''

(مشکوۃ جلد 2، صفحہ 250)

چوتھی وجہ: دنیا حقیر و ذلیل ہے۔

آخرت دُنیا کے مقابلہ میں اعلیٰ اعلیٰ اور اعلیٰ ہے۔ جب کہ دنیا آخرت کے مقابلہ میں

اَنقص وذلیل ہے۔اب اگرکوئی عقل کا مارا انقص کواعلیٰ پرترجیح دے تواس سے بڑا بے وقوف کون ہوگا لہٰذا ایک عقل مند کو چاہیے کہ وہ اعلیٰ کواختیار کرے اور ناقص کوترک کردے۔

☆ حضرت سیِّدُنا جابِر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ''سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ بھیڑ کے مردہ بچے کے پاس سے گزرے توارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ یہ اسے ایک درہم کے عوض ملے۔''

انہوں نے عرض کی: ''ہم نہیں چاہتے کہ یہ ہمیں کسی بھی چیز کے عوض ملے''۔

توارشادفرمایا: ''اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی قسم! دُنیا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں اِس سے زیادہ ذلیل ہے جیسے یہ تمہارے نزدیک ہے''۔ (مشکوۃ جلد2، صفحہ242)

پانچویں وجہ: دنیا نفس وشیطان کی ماں ہے۔

اے بھائی! اگرتم نفس وشیطان سے رہائی چاہتے ہو تو دنیا کو ترک کردو نفس وشیطان بھی تمہارا پیچھا چھوڑ دیں گے۔

☆ سلطان العارفین حضرتِ سخی سلطان باہو رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''نفس، شیطان اور دنیا کیا ہیں؟ نفس بادشاہ ہے، شیطان اس کا وزیر ہے اور دنیا اِن دونوں کی ماں ہے جو دونوں کی پرورش کرتی ہے''۔ (عین الفقر ص 173)

دنیا سے بے رغبتی پیدا کرنے کے اوراد

(1) سورۃِ اخلاص: روزانہ دنیا سے بے نیازی واخلاص کی نیت سے ایک بار پڑھے اور اس میں لفظ ''اَلصَّمَدُ'' کا 313 بار تکرار کرے۔ (مجرباتِ کریمی)

(2) تھوڑے مال پر قناعت اختیار کرے۔

☆ امام بغوی نے ایک حدیث روایت کی ہے کہ سیّدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے فرمایا کہ ''جو شخص سورۃِ واقعہ کو ہر شب پڑھے وہ فاقہ سے ہمیشہ محفوظ رہے گا''

(خزائن العرفان سورۃ الواقعۃ آیت ا بحوالہ خازن)

نوٹ: اگر آپ اپنے مرشدِ کامل کے عطا کردہ اوراد و وظائف پڑھیں گے تو یہ آپ کے لئے زیادہ فائدمند ہونگے اور اگر آپ ابھی تک کسی پیرِ کامل سے مرید ہوئے ہی نہیں ہیں تو صفحہ نمبر 110 کا مطالعہ کریں۔

راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں دوسری رکاوٹ شیطان

ایک مسلمان کے لیے شیطان راہِ حق پر چلنے میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ لہٰذا اب شیطان کے بارے میں کچھ بیان کیا جاتا ہے۔

شیطان نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بے حد بندگی و عبادت کی حتیٰ کہ کوئی ایسی جگہ نہ بچی کہ جہاں اس نے عبادت نہ کی ہو۔ اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کو یہ انعام دیا کہ جن ہونے کے باوجود اس کو ملائکہ کا مُعلّم (اُستاد) بنا دیا اور یہ ملائکہ کو وعظ و نصیحت کرتا رہا۔ لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرنے کے سبب سے اس کو مردود قرار دے دیا گیا۔

شیطان کس طرح مردود ہوا آیئے قرآن مجید کی روشنی میں ملاحظہ فرمایئے۔

شیطان کے گمراہ ہونے کا واقعہ

☆ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ٭ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو، تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہوگیا۔''

(پارہ 1، سورہ بقرہ، آیت نمبر 34)

جب ابلیس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرتے ہوئے حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو سجدہ نہ کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس سے سجدہ نہ کرنے کی وجہ دریافت فرمائی۔

☆ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۷۶﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿ۖۚ۷۷﴾ وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۷۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: (اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد) فرمایا: ''اے اِبلیس! تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اس کے لئے سجدہ کرے جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا، کیا تجھے غرور آ گیا یا تو تھا ہی مغروروں میں''۔

ابلیس بولا: ''میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔

اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے فرمایا: ''تو جنت سے نکل جا کہ تو راندھا (لعنت کیا) گیا اور بے شک تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک۔'' (پارہ 23، سورۃ ص، آیت نمبر 75 تا 78)

جب ربِ قہار عَزَّوَجَلَّ کا ابلیس پر غضب ہوا اور اس کو جنت سے چلے جانے کا حکم فرمادیا گیا۔ تو ابلیس نے یہ تہیہ کر لیا کہ باپ یعنی آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کا بدلہ اولاد سے لوں گا۔ (نور العرفان آیت نمبر 79 سورہ ص)

چنانچہ اِس تہیہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس نے کہا۔

☆ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿ۙ۸۰﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۱﴾ (پارہ 23، سورۃ ص، آیت نمبر 79 تا 81)

ترجمۂ کنزالایمان: (ابلیس) بولا: ''اے میرے رب! ایسا ہے تو مجھے مہلت دے اُس دن تک کہ اٹھائے جائیں''۔

فرمایا: ''تو مہلت والوں میں ہے اُس جانے ہوئے وقت کے دن تک''۔

جب ابلیس کو اجازت مل چکی تو اس نے کہا۔

☆ جس کو (حکایتاً) قرآنِ مجید میں یوں بیان فرمایا:

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۸۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: (ابلیس) بولا: "تیری عزت کی قسم ضرور میں اُن سب کو گمراہ کردوں گا"۔

(پارہ 23، سورۃ ص، آیت نمبر 82)

یعنی ان کی وجہ سے میں جنت سے نکالا گیا تو اِن کی کروڑوں اولاد کو جنت میں نہ جانے دوں گا۔ گمراہ کرنے سے مراد عقائد خراب کرنا اور نیک عمل سے روکنا ہے۔

(نور العرفان آیت نمبر 82، سورہ ص، پارہ 23)

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ ابلیس نے انسان کو گمراہ کرنے کا عزمِ مصمم کر رکھا ہے۔ مگر ابلیس نے بعض افراد کا استثناء بھی کیا، چنانچہ مذکورہ قول کے بعد اس نے کہا۔

☆ قرآنِ پاک میں (حکایتاً) ارشاد ہوتا ہے:

إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿۸۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: "مگر جو اُن میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں"۔

(پارہ 23، سورۃ ص، آیت نمبر 83)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاء اور بعض صالحین پر شیطان کا داؤ نہیں چلتا کہ اُن سے گناہ یا کفر کرادے۔ (نور العرفان آیت نمبر 83، سورہ ص)

مذکورہ آیات سے یہ معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کے لیے راہِ حق میں شیطان بہت بڑی رکاوٹ ہے لہٰذا اس کا سدِ باب کرنا بہت ضروری ہے۔

شیطان کے ساتھ جنگ کرنے کی وجوہات

☆ زُبْدَةُ الْعَارِفِیْن قُدْوَةُ السَّالِکِیْن عُمْدَةُ الْعَارِفِیْن امام محمد غزالی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِی تحریر فرماتے ہیں: (اے بھائی!) شیطان کے ساتھ جنگ اور اس کا ناطقہ بند کرنا بھی تجھ پر ضروری ہے اس کی دو وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ: شیطان انسان کا کھلا گمراہ کردینے والا دشمن ہے۔ اس سے صلح کی

امید رکھنا بے کار ہے۔ بلکہ تجھے مکمل طور پر ہلاکت میں ڈال دینے کے سوا اسے کسی چیز پر صبر نہیں آ سکتا۔ جب یہ دشمنی میں اس اِنتہاء پر پہنچا ہوا ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ اس دشمن سے بے خوف اور غافل رہا جائے، قرآنِ پاک کی اِن دو آیات پر غور وفکر کر کے دیکھو۔

☆ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۶۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ''اے اولادِ آدم! کیا میں نے تم سے عہد نہ لیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے''۔ (پارہ23، سورہ یٰسین، آیت نمبر 60)

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا

ترجمۂ کنزالایمان: ''بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے، تو تم بھی اسے دشمن سمجھو۔''
(پارہ22، سورۃ فاطر، آیت6)

ان آیاتِ بینات میں اِنتہاء درجے کی تَنْبِیه و تَحْذِیر ہے کہ اے ابنِ آدم! خبردار خبردار خبردار شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے اس کی ہرگز اطاعت نہ کرنا۔ اور اگر کسی نے شیطان کی اطاعت کی تو اس کا انجام کیا ہوگا۔

☆ قرآنِ پاک میں ربِ قہار عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے:

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۸۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ''(اے ابلیس) بے شک میں ضرور جہنم بھر دوں گا تجھ سے اور ان میں سے جتنے (انسان) تیری پیروی کریں گے سب سے۔'' (پارہ23، سورہ ص، آیت 85)

دوسری وجہ: دوسری وجہ یہ ہے کہ اے بھائی! شیطان کا تیرے ساتھ دشمنی وعداوت کرنا اس کی فطرت میں شامل ہے۔ تیری دشمنی کے لیے وہ ہر وقت کمربستہ رہتا ہے۔ صبح و شام تجھ پر عداوتوں کے تیر پھینک کر تجھے شکار کرنے کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ اور تو ہے کہ

اس کی دشمنی سے غافل خوابِ غفلت کے مزے لے رہا ہے، سوچ کہ اس صورت میں کیا حالت ہوگی۔ (منہاج العابدین، ص 105 تا 106)

شیطان سے بچنے کی تدبیر:

☆ بعض مشائخ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ کا فرمان ہے: ''شیطان سے بچنے کی تدبیر یہ ہے کہ فقط اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی سے پناہ مانگی جائے۔ کیونکہ شیطان ایک کتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تجھ پر مسلط کیا ہے۔ اگر اس کُتے کو ہٹانے اور اِس سے جنگ کرنے میں تو مشغول ہوگا تو تُو تھک ہار کے عاجز آجائے گا اور اپنے قیمتی وقت کو بھی ضائع کردے گا، جب کہ یہ کتا تجھ پر غالب آجائے گا اور تجھے زخمی کردے گا۔ تو بہتر راہ یہی ہے کہ تو اس کے مالک کی طرف رجوع کر کہ وہ تجھے کتے کے حملے سے بچالے۔'' (منہاج العابدین ص 108)

شیطان کی شرارتوں سے حفاظت کے اوراد:

(1) بِسْمِ اللہِ جَلِیْلِ الشَّانِ عَظِیْمِ الْبُرْھَانِ شَدِیْدِ السُّلْطَانِ مَاشَاءَ اللہُ کَانَ اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم۔

ترجمہ: ''اللہ جلیلُ الشّان عظیمُ البرہان شدیدُ السُّلطان کے نام سے ابتداء، اللہ (عزوجل) جو چاہتا وہی ہوتا ہے، میں پناہ مانگتا ہوں اللہ (عزوجل) کی شیطان مردود سے۔'' (الوظیفۃ الکریمہ صفحہ 8)

صبح شام ایک ایک مرتبہ پڑھنے سے شیطان اور اس کے لشکروں سے حفاظت۔

(2) سورۂ اخلاص: صبح گیارہ مرتبہ پڑھنے سے اگر شیطان مع اپنے لشکر کے اس سے گناہ کرائے نہ کراسکے جب تک کہ یہ خود نہ کرے۔ (الوظیفۃ الکریمہ صفحہ 8)

(3) لاحول شریف روزانہ 121 مرتبہ (مجرباتِ کریمی)

(4) اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم کا وِرد رکھا جائے۔ (شرح قصیدہ بردہ شریف)

(5) ھُوَ اللہُ الرَّحِیْم۔ جو ہر نماز کے بعد سات مرتبہ پڑھ لیا کرے گا اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ شیطان کے شر سے بچا رہے گا، اور اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

(فیضان سنت جلد ۱، صفحہ168)

راہ حق میں تیسری رکاوٹ نفس

اللہ تعالیٰ ہم سب کو **نفسِ اَمَّارَہ** کی شرارتوں سے مامون رکھے ہمارے لیے یہ بات بے حد ضروری ہے کہ ہم اپنے آپ کو نفسِ امّارہ کی ہلاکتوں سے بچائیں کیونکہ نفسِ امّارہ بدترین دشمن ہے۔ اِس کی مصیبتیں انتہائی سخت اور ان کا علاج مشکل ترین معاملہ ہے۔

نفس کی بیماری بہت زیادہ تکلیف دہ اور اسکی دوا بڑی مشکل سے ملنے والی ہے لہذا ایک مسلمان کے لیے نفس راہِ حق میں بہت بڑی رکاوٹ ہوا۔ اس چیز کا احساس تب ہوگا کہ جب اس کی ہلاکت خیزیوں کو جان لیا جائے لہذا اس کی ہلاکت خیزیاں ملاحظہ فرمایئے۔

سب سے بڑا دشمن:

☆ حضورِ اکرم نورِ مُجسّم، شاہِ بنی آدم، رسولِ مُحتَشَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کا فرمانِ فکر انگیز ہے: "**اَعْدٰی عَدُوِّکَ نَفْسُکَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْکَ**"۔

"تمہارا سب سے بڑا دشمن تمہارا نفس ہے جو تمھارے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔"

(کتاب الزھد الکبیر لامام البیھقی حدیث 343، صفحہ157۔ کشف المحجوب صفحہ نمبر 305)

نفس جہنم میں لے گیا:

☆ حضرت سیدنا ابوالحسن رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِیْ نے اپنے والد کی وفات کے دو سال بعد خواب میں اس کو قیر (یعنی ڈامر) کے لباس میں دیکھ کر پوچھا: "یہ کیا میں آپ کو جہنمیوں کے لباس میں دیکھ رہا ہوں؟"

والد نے جواب دیا "پیارے بیٹے! **میرا نفس مجھے جہنم میں لے گیا تم نفس کے دھوکے سے بچ کر رہنا**"۔ (مکاشفۃ القلوب صفحہ60)

صدیقین کا پہلا گناہ:

☆ حضرتِ سَہْل بن عبداللہ تُستَری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "موافقتِ

نفس صدیقین کا پہلا گناہ ہے۔کیونکہ مخالفتِ نفس سے بہتر کوئی عبادت نہیں ہے اور جس نے نفس کو پہچان لیا اس نے خدا(عَزَّوَجَلَّ) کو پہچان لیا"۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ157)

☆ آپ ہی کا ارشاد ہے:"نفس کو پسِ پُشت ڈال دینے کا نام پرہیزگاری ہے اور اِتباعِ نفس کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی خدا عَزَّوَجَلَّ کے دشمن کو دوست رکھے۔"

(تذکرۃ الاولیاء صفحہ157،158)

مجاہد کون؟

☆ نبی کریم،رؤف ورحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کا فرمانِ ہدایت نشان ہے:

اَلْمُجَاھِدُ مَنْ جَاھَدَ نَفْسَہٗ فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ:

یعنی"مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت میں جہاد کرے۔"

(احیاء العلوم جلد3 باب الریاضۃ والاخلاق صفحہ115)

☆ امام شرف الدین بوصیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِیْ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

وخَالِفِ النَّفْسَ وَالشَّیْطَانَ وَاعْصِھِمَا وَاِنْ ھُمَا مَحَضَاکَ النُّصْحَ فَاتَّھِمِ

یعنی"تو **نفسِ اَمّارَہ** اور شیطان دونوں کی مخالفت ونافرمانی کر۔اگرچہ وہ دونوں مخلصانہ نصیحت اور خیرخواہی کر رہے ہوں پھر بھی ان کی نصیحت وخیرخواہی کو مشکوک سمجھا کر"

تشریح: یعنی نفس وشیطان اگرچہ بھلی بات بتائیں تو بھی سوچ سمجھ کر ان کی تعمیل کرنا کیونکہ اس میں بھی کوئی خاص راز پوشیدہ ہوگا۔اس لِئے کہ نفس اور شیطان انسان کے ابدی دشمن ہیں۔اور ابدی دشمن سے خیرخواہی کی امید رکھنا غلطی اور ناعاقبت اندیشی ہے۔

(شرح قصیدہ بردہ شریف صفحہ43)

☆ سیدی اعلیٰحضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّتْ شفیعِ امم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کی بارگاہ میں اِستغاثہ عرض کرتے ہیں:

سرورِ دیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لیجئے اپنے ناتوانوں کی خبر
نفس وشیطان سیدا! کب تک دباتے جائیں گے

☆ میرے شیخِ طریقت عاشقِ اعلیٰحضرت، امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطارؔ قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اپنے دعائیہ کلام میں انکسارؔ افرماتے ہیں:

آہ ہر لمحہ گناہ کی کثرت و بھرمار ہے   غلبۂ شیطان ہے اور نفسِ بداطوار ہے

ایک اور جگہ شفیعِ امم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کی بارگاہ میں یوں استغاثہ عرض کرتے ہیں:

فسادِ نفسِ ظالم سے بچالو از پئے شیخین   کرو شیطان سے میری حفاظت یارسول اللہ!

(ارمغان مدینہ صفحہ 121)

ایک اور جگہ عرض کرتے ہیں:

دل ہائے گناہوں سے بیزار نہیں ہوتا   مغلوب شہا نفسِ بدکار نہیں ہوتا

(ارمغان مدینہ صفحہ 301)

مذکورہ بحث سے دنیا، شیطان اور نفس کا راہ حق میں رکاوٹ ہونا کافی حد تک ظاہر ہوگیا۔ تو اب معلوم یہ کرنا ہے کہ ان تینوں مُہلِکات میں سب سے زیادہ مُہلِک کونسی رکاوٹیں ہیں۔ اگر احادیثِ نبویہ اور بزرگانِ دین عَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃُ کے اقوال کو مدِ نظر رکھتے ہوئے غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ گزشتہ اوراق میں مذکور مُہلِکات میں نفس وشیطان دنیا کے مقابلے میں زیادہ مُہلِک ہیں۔

نفس وشیطان دنیا سے زیادہ مُہلِک کیوں ہیں؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ نفس وشیطان انسان کے باطنی دشمن ہیں اور دنیا انسان کی ظاہری دشمن ہے اور باطنی دشمن ظاہری سے زیادہ مُہلِک ہوتا ہے۔

☆ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا''۔

(پارہ 17، سورہ حج، آیت نمبر 78)

☆ اس آیت کے تحت تفسیرِ صاوی میں **علامہ احمد بن محمد الصاوی** عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْهَادِي فرماتے ہیں: ''یعنی جہاد کرو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں اپنے ظاہری اور باطنی دشمنوں سے۔ **ظاہری دشمنوں سے جہاد یہ ہے کہ گمراہی اور کفر کو شکست دی جائے اور اس جہاد کو ''جہادِ اصغر''** کہا جاتا ہے۔ **اور باطنی دشمن نفس، خواہش، اور شیطان ہیں اور ان سے جہاد یہ ہے کہ ان کو شہوات سے رفتہ رفتہ روکا جائے اور اس کو ''جہادِ اکبر''** کہا جاتا ہے''۔

(تفسیر صاوی جزءِ رابع صفحہ نمبر 1354)

مذکورہ آیت کی تفسیر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ باطنی دشمنوں سے جہاد ''جہادِ اکبر'' ہے اور ظاہری دشمنوں سے جہاد ''جہادِ اصغر'' ہے۔ لہذا یہ بات ظاہر ہوگئی کہ نفس وشیطان دُنیا کے مقابلے میں زیادہ مُہلِک ہیں کیونکہ دنیا ظاہری دشمن ہے اور نفس وشیطان باطنی دشمن ہیں۔

☆ یک اور جگہ یہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور جو اللہ کی راہ میں کوشش کرے تو اپنے ہی بھلے کو کوشش کرتا ہے''۔

(پارہ 20، سورۃ عنکبوت، آیت نمبر 6)

☆ اس آیت کے تحت تفسیر جلالین میں ہے: ''یہاں جہاد سے مراد جہادِ حرب ہے یا پھر اس سے مراد جہادِ نفس ہے۔''

☆ مذکورہ آیت کے تحت تفسیرِ صاوی میں ہے: ''حدیثِ مبارکہ میں وارد ہوا ہے کہ نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے ایک غزوہ سے واپسی پر فرمایا: ''رَجَعْنَا

مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ"۔

یعنی: "ہم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف لوٹ رہے ہیں"۔

عرض کی گئی: "یارسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمْ! اَیُّ جِهَادٍ اَكْبَرُ مِنْ هٰذَا

یعنی "اس سے بڑا کون سا جہاد ہے؟"

آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمْ نے ارشاد فرمایا۔ "جِهَادُ النَّفْسِ وَ الشَّيْطَانِ"

یعنی: "نفس اور شیطان سے جہاد"

(کشف الخفاء حرف الراء المہملہ جلد ۱، صفحہ 375، حدیث 1360)

☆ اس روایت کو نقل فرمانے کے بعد علامہ احمد بن محمد الصاوی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْهَادِي فرماتے ہیں: "جہادِ نفس وشیطان کو جہادِ اکبر کہنے کی وجہ یہ ہے،

باطنی دشمنوں سے جہاد کو جہادِ اکبر کہنے کی وجہ:

(1) شیطان ابنِ آدم میں خون کی طرح تیرتا ہے، اور نفس اس کا (بڑا) بھائی ہے۔

(2) یہ دونوں ہمیشہ انسان کے درپے رہتے ہیں۔

(3) یہ باطنی دشمن ہیں۔

(4) یہ دونوں اپنے صاحب سے مکر کرتے ہوئے محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ بخلاف ان دشمنوں کے جو کفار میں سے ہیں کہ وہ دشمن (ہمیشہ) انسان کے درپے نہیں رہتے اور نہ ہی وہ محبت کا اظہار کرکے مکر کرتے ہیں۔

(5) اور اِسی طرح جب کافر دشمن مسلمان کو قتل کردے تو یہ شہید ہوگا۔ اور اگر یہ اس کافر کو قتل کردے تو غازی ہوگا۔ جبکہ نفس وشیطان کو قتل کرنا ناممکن ہے اور اگر اس (مسلمان) کو اس کا نفس قتل کردے تو یہ یا تو گناہ کا مرتکب ہوگا یا پھر معاذ اللہ (عزوجل) کافر ہوجائے گا، بس اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جہادِ نفس جہادِ کفار سے اکبر ہے"۔ (تفسیر صاوی جزء رابع صفحہ نمبر 1554)

☆ مکاشفۃ القلوب میں امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''جہادِ نفس وشیطان کو جہادِ اکبر کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جنگ کے دن جس کا گھوڑا بھاگ جائے وہ کافروں کے ہاتھ آ جاتا ہے جب کہ جس کا ایمان (نفس کا مقابلہ کرتے ہوئے) بھاگ جائے وہ غضبِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں پھنس جاتا ہے۔اور جو کافروں کے ہاتھ گرفتار ہو جاتا ہے اس کے ہاتھ اور پاؤں نہیں باندھے جاتے، اسے بھوکا پیاسا اور ننگا نہیں کیا جاتا مگر جو غضبِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا مستحق ہو جائے اس کا منہ کالا کیا جاتا ہے اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ باندھ دیئے جاتے ہیں۔اس کے پیروں میں آگ کی بیڑیاں ڈالی جاتی ہیں، اس کا کھانا، پینا اور لباس سب جہنم کی آگ سے تیار ہوتا ہے۔'' (العیاذ باللہ عَزَّوَجَلَّ)۔

(مکاشفۃ القلوب صفحہ نمبر 26)

جہاد کی تین اقسام

☆ ایک عارف کا قول ہے کہ ''جہاد کی تین قسمیں ہیں،

(1) کفار کے ساتھ جہاد۔اور یہ ظاہری جہاد ہے،

☆ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے:

یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (پارہ 6، سورۃ المائدہ، 54)

ترجمۂ کنزالایمان: (وہ لوگ) ''اللہ کی راہ میں لڑیں گے۔''

(2) جھوٹے لوگوں کے ساتھ علم اور دلائل سے جہاد کرنا۔

☆ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ (پارہ 14، سورۃ النحل، آیت 125)

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔''

(3) برائیوں کی طرف لے جانے والے سرکش نفس سے جہاد کرنا۔

☆ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔'' (پارہ 21، سورۃ العنکبوت، آیت 69)

☆ حدیثِ پاک میں ہے:

''اَفْضَلُ الْجِھَادِ جِھَادُ النَّفْس''

''سب سے بہترین جہاد جہادِ نفس ہے''۔ (مکاشفۃ القلوب صفحہ نمبر 61_62)

☆ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں، ''میں قسم اٹھا کے کہتا ہوں کہ نفس و شیطان سے ستر 70 سال جہاد کرنے والا بھی کبھی بے خوف ہو کر نہ بیٹھ جائے کہ اب شیطان کے وسوسوں میں نہیں آوں گا۔ بلکہ (شیطان) اس مقام پر پہنچے ہوئے شخص کے لیے بھی اُسی طرح جال پھیلاتا ہے۔ جس طرح عبادت میں مُبْتَدِی شخص کے لیے اور عبادت و ریاضت میں غافل شخص کے لیے (جال پھیلاتا ہے) اگر نفس و شیطان کامیاب ہو جائیں تو غافلوں کو ہلاک کرنے کی طرح انہیں (یعنی نفس و شیطان سے ستر 70 سال جہاد کرنے والوں کو) بھی رسوا کر دیتے ہیں۔ صاحبِ بصیرت کے لیے اس میں بڑی عبرت ہے''۔

(منہاج العابدین، صفحہ نمبر 268)

نفس و شیطان میں سے زیادہ مُہلِک کون؟

جب یہ بات معلوم ہو چکی کہ مُہلِکات میں سے انسان کے لیے نفس و شیطان دنیا کے مقابلے میں زیادہ خطرناک ہیں تو اب یہ بھی جان لینا چاہیے کہ ان دونوں میں زیادہ خطرناک مُہلِک کون ہے؟

اگر ہم بزرگانِ دین عَلَیْھِمُ الرَّحْمَۃُ کے اقوال و تعلیمات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس معاملہ میں غور و فکر کریں تو یہ حکم ہم پر پوشیدہ نہ رہے گا کہ **نفسِ اَمَّارَہ** شیطان سے بھی زیادہ مُہلِک ہے۔ لہٰذا اب ان وُجوہات کو ذکر کیا جاتا ہے کہ جن کی وجہ سے **نفسِ اَمَّارَہ** انسان کے لیے شیطان سے بھی زیادہ مُہلِک ہے۔

نفس کے بدترین دشمن ہونے کی وجوہات:

☆ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی ''منہاج العابدین'' میں نفس کے بدترین ہونے کی یہ وجوہات بیان فرماتے ہیں:

پہلی وجہ: نفس گھر کا دشمن ہے۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ نفس اندر کا دشمن ہے اور گھر میں چھپے ہوئے چور کی طرح ہے، جب چور گھر ہی کا ہو تو پھر اس کا ضرر بھی بہت بڑا ہوتا ہے اور مکر بھی کم نہیں ہوتا

☆ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

نَفْسِیْ اِلٰی مَا ضَرَّنِیْ دَاعِیْ   تُکْثِیْر اَسْقَامِیْ وَاَوْجَاعِیْ

یعنی ''میرا نفس مجھے ضرر رساں اُمور کی طرف بُلاتا ہے۔میری بیماری اور تکلیفوں کو اور زیادہ بڑھاتا ہے۔''

کَیْفَ اِحْتِیَالِیْ مِنْ عَدُوِّیْ اِذَا   کَانَ عَدُوِّیْ بَیْنَ اَضْلَاعِیْ

یعنی ''میں اپنے اس دشمن سے بچنے کا کیا حیلہ کروں میرا دشمن تو میری پسلیوں کے درمیان چھپا بیٹھا ہے۔'' (منہاج العابدین صفحہ 121)

☆ سلطان العارفین حضرتِ سخی سلطان باہو رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ اپنے فارسی اشعار میں کچھ یوں فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''نفس کیا چیز ہے؟ نفس وجود کے اندر چھپا ہوا کافر ہے جسے صرف یہود ہی دوست رکھتے ہیں۔''

قطعہ کا ترجمہ: ''تیرا واسطہ نفسِ کافر سے ہر وقت پڑا ہے، اسے اپنے دام (جال) میں گرفتار کرلے یہ ایک نادر شکار ہے۔''

''اگر سیاہ ناگن تیری آستین میں گھس جائے تو یہ اس نفس سے کہیں بہتر ہے جو تیرا ہم نشین بنا ہوا ہے۔'' (عین الفقر ص 177)

دوسری وجہ: نفس محبوب دشمن ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ نفس محبوب دشمن ہے اور انسان اپنے محبوب کے عُیُوب کو دیکھنے سے اندھا ہو جاتا ہے اسی لیے نفس کے عیب دکھائی نہیں دیتے۔

☆ جس طرح کسی شاعر کا کہنا ہے:

وَلَسْتَ تَرٰی عَیْباً لِذِی الْوُدِّ وَالْاَخَا   وَلَا بَعْضَ مَافِیْہِ اِذَا کُنْتَ رَاضِیَا

یعنی ”جو تیرا پیارا ہو یا جس سے تیرا رشتۂ اخوت ہو اور تو ان سے راضی ہو تو تجھے اُن کے عیب دِکھائی نہ دیں گے۔“

وَعَیْنُ الرِّضَا مِنْ کُلِّ عَیْبٍ کَلِیْلَۃٌ   وَلٰکِنْ عَیْنُ السَّخَطِ تُبْدِی الْمَسَاوِیَا

یعنی ”رضامندی کی آنکھ تو ہر عیب سے اندھی ہوتی ہے لیکن ناراضی کی آنکھ میں ہر اچھائی بھی برائی کے برابر نظر آتی ہے۔“

☆ ان اَشعار کو نقل فرمانے کے بعد امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی ارشاد فرماتے ہیں: ”جب انسان اپنے نفس کے ہر قبیح عمل کو اچھی نگاہ سے دیکھے اور نفس کے عیوب پہ مطلع نہ ہو وہ نفس کہ جو ہر وقت دشمنی اور نقصان پہنچانے میں معمولی سی غفلت بھی نہیں کرتا تو انسان کے لیے وہ وقت دور نہیں ہوتا جب یہی نفس اُسے ہلاکت اور رسوائی کی گھٹا ٹوپ تاریک گھاٹیوں میں اٹھا پھینکتا ہے۔

ہاں اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور اپنی رحمتِ مخصوصہ سے محفوظ فرما لے تو یہ ایک بہت بڑی سعادت مندی ہے۔“ (منہاج العابدین صفحہ 121)

☆ حضرت خواجہ ضیاء اللہ نقشبندی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”نفس آدمی کے لئے دوست نما دشمن ہے جو شخص اس کا مطیع و فرمانبردار ہو وہ بے شمار خرابیوں اور بلاؤں میں مبتلا ہوتا ہے، صغیرہ و کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے اور آخرت کو سعادت حاصل کرنے سے محروم ہو جاتا ہے“۔ (مقاصد السالکین صفحہ 228)

تیسری وجہ: ہر فتنہ وفساد کی جڑ نفس ہے۔

☆ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: "میں کہتا ہوں اس ایک نکتہ پر غور و فکر کرلو! اور وہ یہ ہے کہ جب تو غور کرے گا تو تجھے پتا چلے گا کہ ہر فتنے، رسوائی، ذلت، گناہ اور آفت جو خلقِ خدا میں واقع ہوتی ہے اس کی بنیاد نفس ہی ہے۔ ابتدائے دنیا سے لے کر قیامت تک کی ہر آفت کی بنیاد یا تو خود تنہا نفس ہے، یا پھر نفس کی معاونت و شرکت اور اس کی کوششیں ہیں"۔ (منہاج العابدین صفحہ 122)

☆ امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی مزید فرماتے ہیں: "قیامت تک ہر شر انگیزی نفس کے سبب سے رہے گی۔ مخلوق میں جو کوئی بھی فتنہ، رسوائی، گمراہی اور نافرمانی ہوتی ہے اس کی بنیاد نفس اور اس کی خواہش ہی ہے ورنہ مخلوق میں سلامتی اور خیر ہی خیر ہے۔ جب دشمن (نفس) اتنا ضرر رساں ہو تو پھر عقلمند کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کے معاملہ کو سنوارنے کا اہتمام کرے"۔ (منہاج العابدین صفحہ 123)

☆ حضور سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "اربابِ طریقت و تصوف کا اس پر اتفاق ہے کہ درحقیقت نفس ہی تمام شرور اور برائیوں کا سرچشمہ ہے جو بڑا امام اور قائد ہے"۔ (کشف المحجوب صفحہ 289)

☆ نفائس المجالس میں ہے۔ "نفس منبعِ عناد و خیانت اور معدنِ شر و جنایت ہے۔ یہی انفس و آفاق (دنیا) میں فتنوں کا مرکز ہے بلکہ علی الاطلاق ظلم کا سرچشمہ یہی نفس ہے۔"

(تفسیر روح البیان جلد 4، صفحہ 276، سورہ یوسف، آیت 53)

چوتھی وجہ: کروڑوں انسانوں کو گمراہ کرنے والے شیطان کو گمراہ کرنے والا کون؟

شیطان کو گمراہ کرنے والا بھی نفس ہی ہے چنانچہ

☆ امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: "سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ذلت ابلیسِ لعین نے اُٹھائی اور اس کا سبب بھی نفس کے تکبر و حسد کے ساتھ

خواہشِ نفسانی تھی۔اسی نفس کی خواہش نے 80 ہزار سال کی عبادت کے بعد شیطان کو ہمیشہ کے لیے ضلالت وگمراہی کے تاریک سمندر میں غرق کردیا۔اس وقت نہ تو دنیا تھی، نہ مخلوق، نہ ہی کوئی اور شیطان بلکہ شیطان کا نفس ہی تھا جس نے تکبر وحسد کی آگ میں اسے جھونک دیا اور اس نے کتنا قبیح عمل کر دکھایا"۔ (منہاج العابدین صفحہ122)

(اسی وجہ سے نفس کو شیطان کا بڑا بھائی کو قرار دیا گیا ہے۔۱۲ عطاری)

پانچویں وجہ: نفس سو شیاطین سے بھی زیادہ مُہلِک ہے۔

☆ شیخ محمد علی حکیم ترمذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "سو بھیڑیے بکریوں کے ریوڑ میں اِتنا پریشان نہیں کر سکتے جتنا ایک شیطان پوری جماعت کو تباہ و برباد کر دیتا ہے اور نفس سو شیاطین سے بھی زیادہ مکار ہے"۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ نمبر 246)

چھٹی وجہ: شیطان کے وساوس کا علاج ہے لیکن نفس کے وساوس؟۔

☆ حضرت جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْهَادِی کا ارشادِ فکر انگیز ہے: "وساوسِ شیطانی سے وساوسِ نفسانی شدید ہیں، اس لیے کہ وساوسِ شیطانی تو لاحول شریف سے دور ہو جاتے ہیں مگر نفس کے وساوس کو دور کرنا بہت دشوار ہے"۔ (ایضاً صفحہ نمبر 207)

☆ حضرت عبداللہ منازل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَادِر فرماتے ہیں: "بہترین ہے وہ وقت جس میں بندہ نفس کے وساوس سے محفوظ رہ جائے"۔ (ایضاً صفحہ نمبر 249)

ساتویں وجہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ اور بندے کے درمیان سب سے بڑا حجاب نفس ہی ہے۔

☆ حضرت ابوالحسن خرقانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: "خدا اور بندے کے درمیان سب سے بڑا حجاب نفس ہے"۔ (ایضاً صفحہ نمبر 337)

☆ حضرت ابوبکر صیدلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کا ارشاد ہے: "بندے کے لیے سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ وہ نفس کی قید سے رہائی حاصل کرلے کیوں کہ نفس ہی اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان بڑا حجاب ہے۔اور جب تک نفس مردہ (مغلوب) نہیں ہو جاتا اس وقت

تک خدا تعالیٰ کی معرفت نہیں ہو سکتی۔" (ایضاً صفحہ نمبر 383)

آٹھویں وجہ: قلب (دل) کا مُہلِک نفس ہے۔

☆ حضرتِ ابنِ علی باقر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَادِر کا ارشاد ہے: "قلب کی موت نفس کی خواہشات سے ہے۔ پس جس نے جس قدر شہوات کو ترک کیا اتنی ہی اس کے قلب کو حیات میسر آئی۔" (عوارف المعارف صفحہ نمبر 162)

نویں وجہ: ابلیس نفس ہی کے ذریعے سے بندے پر غلبہ پاتا ہے:

"نفس بندے کے حق میں ابلیس سے زیادہ دشمن ہے ابلیس اسی کے ذریعے سے بندے پر غلبہ پاتا ہے، لہٰذا تم اس کی خصلت و عادت کے ہر پہلو اور اس کی فطرت پہچان لو!۔

تو سنو! نفس کی فطرت ضعیف ہے لیکن اس کا طمع و حرص قوی ہے، یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت سے نکل کر سرکشی کرنے، تسلط جمانے اور امیدیں بندھانے والا ہے۔

اس کا سچ جھوٹ اور دعویٰ باطل ہے بلکہ اس کی ہر چیز دھوکہ ہے۔ اس کا کوئی فعل نہ محبوب ہے نہ پسندیدہ اس لئے بندے کو چاہئے کہ وہ نفس کی کسی بات پر دھوکہ میں نہ آئے اور نہ ہی اس کی خواہش کا امیدوار بنے۔

نفس کو اگر قید سے آزاد کر دیا جائے تو یہ آوارہ ہو جاتا ہے۔ اگر اس کی بندش کھول دی جائے تو سرکش ہو جاتا ہے۔ اگر اس کی خواہشات پوری کی جاتی رہیں تو بندہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اگر اس کے محاسبہ میں غفلت برتی جائے تو یہ بدحال ہو جاتا ہے۔ اس کا حق و خیر کی جانب بالکل میلان نہیں ہوتا یہ تمام برائیوں کی جڑ، رسوائی کی اصل اور ابلیس کا خزانہ ہے۔ اس کو سوائے خالق عَزَّوَجَلَّ کے کوئی نہیں جانتا۔" (غنیۃ الطالبین صفحہ 692)

دسویں وجہ: نفس بادشاہ ہے اور شیطان اس کا وزیر ہے:

☆ سلطان العارفین حضرتِ سخی سلطان باھو رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ عین الفقر میں تحریر فرماتے ہیں: "نفس بادشاہ کی مثل ہے اور شیطان وزیر کی مثل ہے اگر بادشاہ (نفس) گرفتار ہو جائے تو

وزیر (شیطان) خود بخود اس سے دور بھاگ جائے گا۔" (عین الفقر باب چہارم صفحہ 181)

گیارھویں وجہ: نفس آدمی اور شیطان دم آدمی کی مثل ہے:

"اگر آدمی زندہ ہے تو دم (سانس) اس کے اندر آتا جاتا رہتا ہے اور اگر آدمی مرجائے تو دَم کی آمد و رفت بند ہوجاتی ہے اسی طرح جب کسی کا نفس مرجاتا (مغلوب ہوجاتا) ہے تو اس پر راہِ شیطان بند ہوجاتی ہے"۔ (عین الفقر باب چہارم صفحہ 183)

بارھویں وجہ: رمضان المبارک میں شیطان تو قید ہوتا ہے لیکن آہ! نفسِ امّارہ۔۔۔۔

سوال: جب شیطان مردود نہ ہوا تھا تو زمین پر بسنے والے جنات نے فساد کیوں کیا؟ انہیں کس نے بہکایا؟ اور شیطان کو کس نے بہکایا؟

☆ مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

جواب: "شیطان کو نافرمانی پر اس کے **نفسِ اَمَّارہ** نے اُکسایا، دیکھو رمضان المبارک میں شیطان قید ہوتا ہے مگر گناہ پھر بھی ہوتے ہیں۔ کیوں؟ نفس کی وجہ سے۔ نفس شیطان سے زیادہ خطرناک ہے۔ ہم کو (یعنی انسان کو) گمراہ نفس ہی کرتا ہے شیطان تو نفس کو بری راہ دکھا کر علیحدہ ہوجاتا ہے"۔ (رسائل نعیمیہ صفحہ 380)

تیرھویں وجہ: نفس اوصافِ مذمومہ کا محل ہے:

"جس طرح آنکھ دیکھنے کا، کان سماعت کا، ناک قوتِ شامہ کا، اور منہ قوت ذائقہ کا محل ہے اسی طرح نفس اوصافِ مذمومہ کا محل ہے"۔ (عوارف المعارف صفحہ نمبر 645)

چودھویں وجہ: نفس ابلیس کی جگہ قرار ہے:

☆ شیخ محمد علی حکیم ترمذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا ارشاد ہے: "نفس ابلیس کی جگہ قیام ہے اسی لیے نفس سے ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہیے"۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ نمبر 245)

پندرھویں وجہ: نفس کی مخالفت سب سے مشکل مرحلہ ہے:

☆ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: "راہِ عبادت میں چار رکاوٹوں کو

چار طریقوں سے دور کرنا ضروری ہے۔

(1) دنیا سے بے رغبتی کر کے (2) مخلوق سے گوشہ نشینی اختیار کر کے

(3) شیطان سے ٹکرا کر (4) اور نفس کی مخالفت کر کے۔

مذکورہ چار طریقوں میں سے نفس کی مخالفت سب سے مشکل مرحلہ ہے۔ نہ تو نفس سے چھٹکارا ممکن ہے اور نہ ہی شیطان کی طرح حد سے زیادہ قہر و ذلت ممکن ہے۔

کیوں کہ مقصدِ عبادت کے لیے نفس سواری اور آلہ ہے اس لیے نہ تو حد سے زیادہ سختی ممکن ہے اور نہ ہی مُوافقت کا طمع (لالچ) کر سکتے ہیں۔ ہر اچھے کام کی مخالفت نفس کی سرشت میں شامل ہے لہو و لعب اور خواہشات کی پیروی اس کا وتیرہ (یعنی عادت) ہے۔

لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اسے تقویٰ کی لگام دے کر اپنے قابو میں رکھا جائے تا کہ نہ تو شتر بے مہار ہو اور نہ ہی اسے ڈھیل دی جائے کہ یہ سرکشی اختیار کرے بلکہ اسے کارِ خیر میں استعمال کیا جائے اور ہلاکت و تباہی کے کاموں سے اسے روکا جائے۔''

مزید فرماتے ہیں: ''**نفسِ اَمّارہ** بدترین دشمن ہے اور اس کی مصیبتیں انتہائی سخت اور ان کا علاج نازک معاملہ ہے۔ اس کی بیماری بڑی تکلیف دہ اور مشکل سے مشکل ترین ہے۔''

(منہاج العابدین صفحہ 35)

گزشتہ صفحات کا مطالعہ کرنے سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ مُہلِکات میں سے سب سے زیادہ اور بدترین مُہلِک نفس اَمّارہ ہے۔

اس لئے ہر ایک مسلمان پر لازمی ہے کہ وہ اس کا سدِ باب کرے اور اس کے لیے نفس کی تعریف کہ نفس کس شے کا نام ہے، اور اس کی اقسام کے بارے میں جاننا بے حد ضروری ہے، لہذا اب اس کی تعریف اور اقسام بیان کی جاتی ہیں۔

نفس کی تعریف:

☆ حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی ''کشف المحجوب'' میں

تحریر فرماتے ہیں: ''نفس کے لغوی معنی وجودِ شیٔ اور حقیقت وذات کے ہیں مگر لوگوں کی عادت اور ان کے استعمال میں اس کے بہت معانی جو ایک دوسرے کے بالکل خلاف بلکہ متضاد ہیں۔'' (کشف المحجوب صفحہ289)

نفس کی تحقیق میں متکلمین کا مسلک:

☆ نفس کی تحقیق میں بعض متکلمین کا مسلک تو یہ ہے کہ: ''وہ جسدِ اور ہیکل محسوس ہے'' اور بعض اس طرف گئے ہیں کہ ''نفس سے مراد وہ اجسام اصلیہ باقیہ ہیں جو ابتداءِ عمر سے منتہاءِ عمر (عمر کے آخر) تک رہتے ہیں''۔

نفس کی تحقیق میں اَطِبّاء کا مسلک:

☆ اطباء کی تحقیق یہ ہے کہ: ''نفس ایک قوت مُوَدَّعَہ ہے جو بائیں جانب قلب کے اندر ہے اور اسی کو روحِ حیوانی کہا جاتا ہے۔''

☆ بعض کہتے ہیں کہ: ''نفس ایک قوتِ مُوَدَّعَہ ہے کہ جو دماغ میں ہے اور اس کا نام نفسِ انسانی ہے۔''

نفس کی تحقیق میں حکماء کا مسلک:

☆ حکماء کہتے ہیں کہ: ''نفس ایک جوہرِ مجرد ہے بدن سے اس کا تعلق تدبیر وتصرف میں کچھ نہیں۔ اور اسے نفس انسانیہ کہا جاسکتا ہے اور یہی وہ ہے کہ جو اوامر وتواہی میں مامور من اللہ ہے۔ یہ معدنِ اَخلاق ذمیمہ ہے اور یہی تمام جسم میں ان اخلاق کو تقسیم کرتا ہے۔ اور یہ ضد ہے اس روح رحمانیہ کا کہ جو اعلیٰ علیین میں رہ کر امرِ خیر اور نہی عن الشر (بھلائی کا حکم اور برائی سے منع) کرتی ہے۔ اور یہ نفس ان ارواح کا تابع ہے کہ جو اسفل سافلین میں مثل شیطان کے ہیں، جو اوامر بالشر (برائی کے حکم) کے سوا کچھ نہیں کرتا اور نہی عن الخیر (یعنی بھلائی سے منع کرنے) کے سوا دوسرا کوئی کام اس کو ہے ہی نہیں''۔

(شرح قصیدہ بردہ شریف صفحہ نمبر 56تا57)

نفس کامعنی اربابِ طریقت و تصوف کے نزدیک:

☆ امام ابوالقاسم عبدالکریم القشیری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ''رسالہ قشیریہ'' میں فرماتے ہیں:
''صوفیاء کے نزدیک نفس کا لفظ بول کر بندے کے ایسے اوصاف مراد لیے جاتے ہیں کہ جن میں نقص ہو یا پھر اس سے بندے کے برے اخلاق واعمال مراد لیے جاتے ہیں''۔

(رسالہ قشیریہ صفحہ 165)

☆ حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی ''کشف المحجوب'' میں تحریر فرماتے ہیں: ''اربابِ طریقت کا اس پر اتفاق ہے کہ درحقیقت نفس تمام شر اور برائی کا سرچشمہ ہے''۔ (کشف المحجوب صفحہ نمبر 289)

☆ شیخ طریقت، باعث خیرت و برکت، عاشق اعلیحضرت، امیرِ اہلسنت حضرتِ علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اپنی شہرۂ آفاق تالیف فیضانِ سنت جلد اوّل میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ''حضرت بایزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا ارشاد ہے:
''**نفسِ اَمّارَہ** ایک ایسی صفت ہے کہ جس کو باطل کے سوا تسکین ہوتی ہی نہیں ہے''۔

(فیضانِ سنت جلد اوّل، صفحہ ۴۳۷، بحوالہ کشف المحجوب صفحہ نمبر 289)

☆ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ''عین الفقر'' میں فرماتے ہیں: ''جو راہِ خدا سے روکے اسے نفس کہتے ہیں''۔ (عین الفقر باب چہارم، صفحہ 165)

☆ امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''نفسِ انسان وہ شے ہے کہ جو قوتِ غضب وشہوت کی جامع ہے''۔ (احیاء العلوم باب عجائبات الخلق جلد 3، صفحہ نمبر 14)

☆ شیخ شہاب الدین سہروردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی ''عوارف المعارف'' میں معرفتِ نفس کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں: ''نفس کے تمام اخلاق اور اس کے صفات کی دو بنیادیں ہیں۔ ایک ان میں سے طیش ہے اور دوسری طمع۔ طیش جہل سے پیدا ہوتا ہے اور شر لالچ وحرص سے۔ طیش کے لحاظ سے نفس ایک ایسے مستدیر کرّے سے مشابہ ہوتا

ہے کہ جو ایک شفاف اور چکنے مقام پر رکھا ہو یہ کڑا بالطبع حرکت کرتا رہے گا اور اپنی ساخت کے اعتبار سے کبھی غیر متحرک نہیں ہوگا۔

اور نفس حرص کے اعتبار سے ایک ایسے پروانے کے مشابہ ہے، جو تھوڑی روشنی پر قناعت اختیار نہیں کرتا بلکہ خود کو مرکزِ ضوء (آگ) پر گرا دیتا ہے، جو کہ اس کی ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے۔ طیش کا باعث جلد بازی اور بے صبری ہے اور ظاہر ہے کہ صبر جوہرِ عقل ہے اور طیش صفتِ نفس ہے اور اس کی خواہشات اور اس کی روح (اصل) پر صبر ہی سے قابو پایا جا سکتا ہے۔ عقل کے ذریعے خواہشات کا قلع قمع ہوتا ہے۔

☆ شیخ فریدالدین عطار عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: ''زہریلی گھاس کی مثل نفس امارہ کا رنگ دلکش ہے، لیکن اس کا ذائقہ ترش اور بو ناپسند ہے۔ نفس امارہ کا علاج صرف بھوک ہی میں ہے تاکہ تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں راضی رہے۔'' (پندنامہ)

صفات نفس کی نوعیت

بعض صفات ایسی ہیں کہ ان کی اصل انسان کی تکوین سے وابستہ ہے (یعنی ان کا تعلق انسان کی پیدائش سے ہے) مثلاً انسان خاک سے پیدا ہوا ہے اس لیے اس میں ضعف اور کمزوری کا وجود ہے اور کمینگی کا وصف گندھی ہوئی مٹی (طین) کے باعث ہے۔

اور شہوت اور خواہش کی وجہ حَمَاٍ مَّسْنُوْن (سڑی ہوئی چکنی مٹی) ہے۔

جہل کا وصف اور اس کا وجود اس لیے ہے کہ اس کی اصل صَلْصَالٍ (کھنکھناتی مٹی) ہے۔

پس جو شخص نفس کی اصلوں اور اس کی جبلتوں سے واقف ہو گیا اس کو اس بات کا علم ہو گیا کہ وہ باری تعالیٰ کی اِستعانت کے بغیر ان پر قادر نہیں ہو سکتا اور نہ ہی قابو پا سکتا ہے۔

پس انسانیت کی تکمیل اسی وقت ہو سکتی ہے جب بندہ علم و عدل کے ذریعہ حیوانی خواہشوں کا علاج کرے۔'' (عوارف المعارف صفحہ نمبر 655)

☆ حضرت ابوسلیمان دارانی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''نفس امانت میں

خیانت کرنے والا اور رضائے الٰہی سے روکنے والا ہے اور سب سے بہتر عمل نفس کشی ہے"۔

(کشف المحجوب صفحہ نمبر 296)

نفس کی سرکشی کی مثال :

☆ حضرت شیخ ابو علی سیاہ مروزی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان فرماتے ہیں: "میں نے نفس کو ایسی شکل میں دیکھا جو میری صورت تھا کسی نے اس کے بال پکڑ رکھے تھے۔ اس نے میرے حوالے کر دیا میں نے اسے ایک درخت سے باندھ دیا اس کے بعد میں نے اسے ہلاک کر دینے کا ارادہ کیا تو اس نے مجھ سے کہا:

"اے ابو علی! زحمت نہ اٹھاؤ میں خدا کا لشکری ہوں تم مجھے فنا نہیں کر سکتے"۔

(کشف المحجوب صفحہ304)

نفس کی اُلٹی خصلت کی مثال :

☆ حضرت محمد بن علیان نسوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جو حضرت جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے اکابر اصحاب میں سے تھے بیان کرتے ہیں: "ابتدائے حال میں جب میں نفس کی آفتوں پر بینا ہوا اور اس کی خفیہ پناہ گاہوں سے واقف ہوا اسی وقت سے میرے دل میں نفس کی طرف سے کینہ ہو گیا تھا۔ ایک دن لومڑی کے بچے کی مانند کوئی چیز میرے حلق سے باہر نکلی۔ حق تعالٰی نے مجھے اس سے واقف کرایا اور میں جان گیا کہ وہ نفس ہے۔ میں اسے اپنے پاؤں سے روندنے لگا اور ٹھوکریں مارنے لگا مگر وہ بڑھتا ہی رہا۔

اس وقت میں نے کہا: "اے نفس! ہر چیز مارنے اور زخمی کرنے سے ہلاک ہو جاتی ہے تو اس کے برعکس بڑھتا ہی جاتا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟"

نفس نے کہا: "میری تخلیق الٹی ہے اوروں کو جو چیزیں تکلیف پہنچاتی ہیں وہ مجھے آرام و راحت پہنچاتی ہیں اور جو چیزیں دوسروں کو آرام و راحت پہنچاتی ہیں وہ مجھے تکلیف دیتی ہیں"

(نفس کسے کہتے ہیں از امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ)

کتّے کی شکل میں نفس کا ظہور:

☆ حضرت شیخ ابوالعباس شقانی رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ جو امامِ وقت تھے فرماتے ہیں: ''ایک دن میں گھر آیا تو زرد رنگ کے ایک کتے کو اپنے بستر پر سوتا ہوا پایا۔ میں نے خیال کیا کہ شاید محلہ کا کتا گھس آیا ہے اسے باہر نکالنے کا ارادہ کیا مگر وہ میرے دامن میں گھس کر غائب ہو گیا۔''

مختلف صورتوں میں نفس کا ظہور:

☆ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ اپنے ابتدائے حال کی ایک نشانی بیان کرتے ہیں کہ ''میں نے نفس کو سانپ کی صورت میں دیکھا ہے۔''

☆ ایک بزرگ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ ''میں نے نفس کو چوہے کی شکل میں دیکھا تو میں نے اس سے پوچھا: ''تو کون ہے؟''

اس نے کہا میں: ''غافلوں کو ہلاکت میں ڈالنے والا، ان کو شرارت و برائی کی طرف بلانے والا اور دوستوں کی نجات ہوں۔'' (کشف المحجوب صفحہ نمبر 305)

نفس کی تین اقسام

قرآنِ پاک میں نفس کی ان تین اقسام کا ذکر ملتا ہے۔

(1) نفسِ اَمّارہ

(2) نفسِ لَوّامہ

(3) نفسِ مُطْمَئِنَّہ

لہٰذا اب ہم ان میں سے ہر ایک کے بارے میں کچھ تفصیل بیان کرتے ہیں۔

﴿1﴾ نفسِ اَمّارَہ

☆ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ

ترجمۂ کنزالایمان: ''بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔'' (پارہ 13، سورۃ یوسف، آیت نمبر 53)

نفس امارہ کی تعریف:

☆ سید شریف جرجانی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِیْ ''کتاب التعریفات'' میں فرماتے ہیں: ''نفس امارہ وہ نفس ہے کہ جو اپنی اصلی خلقت کی طرف مائل رہے، لذات و شہوات کا حکم کرتا رہے اور قلب کو جہتِ سفلی کی جانب مائل کرتا رہے، اس وقت یہ شرور اور اخلاقِ سیئہ (یعنی برے اخلاق) کا ٹھکانا ہوتا ہے''۔ (کتاب التعفریفات باب النون صفحہ 168)

نفسِ اَمَّارہ کی تعریف میں مفسرین کے اقوال:

☆ سورۂ یوسف کی مذکورہ آیت کے تحت روح البیان میں ہے: ''نفس کو طبعا امریت بالسوء کی جِبلّت (طبیعت) پر پیدا کیا گیا ہے اس لئے اگر اس کو بے لگام چھوڑ دیا جائے تو یہ برائیوں کے سوا اور کچھ کرتا ہی نہیں ہے نہ ہی اس سے شر و فساد کے سوا اور کوئی شے صادر ہوتی ہے بلکہ یہ صرف برائی ہی کا حکم دیتا ہے۔

ہاں جس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت ہو جائے اور جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نظرِ عنایت سے نواز دے تو وہ (یعنی نفس) اپنی اصلی طبیعت سے نکل کر نیکی کی طرف، اپنی صفات کو خیر باد کہہ کر روحانیت کی طرف، اماریت (سرکشی) کو ترک کر کے ماموریت (اطاعت) کی طرف اور شرارت سے رو گردانی کر کے خیر کی طرف آجاتا ہے۔

جب کسی بشریت (آدمیت) کی شب میں ہدایت کی صبح چمکتی ہے اور آسمانِ قلب کے کنارے روشن ہو جاتے ہیں تو وہ ''نفسِ لوَّامہ'' بن جاتا ہے یعنی برائی کے ارتکاب پر انسان خود کو ملامت کرتا ہے۔ بلکہ اَمّاریت (سرکشی) کے دوران اس سے جو کچھ صادر ہوا اس سے نادم ہو کر سابقہ غلطیوں سے تائب ہو جاتا ہے۔ پھر جب اُفقِ ہدایت سے عنایت کا سورج طلوع ہوتا ہے تو اس وقت وہ ''نفسِ مُطْمَئِنَّہ'' ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ شمسِ عنایت کے انوار سے چمکتا ہے اور اسے فُجور و تقوی کا اِلہام ہوتا ہے اس لئے اسے مُلْہِمَہ کہا جاتا ہے۔

جب شمسِ عنایت آسمانِ ہدایت کے درمیان میں پہنچتا ہے اور بشریت کی زمین رب تعالیٰ کے نور سے مُنوّر ہوجاتی ہے تو یہ "نفسِ مُطْمَئِنَّه" ہوجاتا ہے"۔

(تفسیر روح البیان جلد4، صفحہ275، سورہ یوسف، آیت53)

☆ مذکورہ آیت کے تحت تفسیر مظہری میں ہے: "(اس آیت میں) نفس سے مراد نفس حیوانی ہے جو عناصر اربعہ (یعنی چار بنیادی اجزا) سے پیدا ہوتا ہے عام امر کے لطائف میں سے قلب اور روح ہے اور قلب وروح کا حامل یہی نفس ہے، چونکہ انسان کی تخلیق چار عناصر (یعنی آگ، مٹی، پانی، ہوا) سے ہوئی ہے لہذا انسان کے نفس میں غرور کمینگی صبر کا فقدان اور لہوولعب انہی چار عناصر کی وجہ سے ہے۔

انسان کے نفسِ امّارہ میں غرور مادہَ آگ کی وجہ سے ہے، کمینگی مٹی کی وجہ سے ہے، صبر کا فقدان یعنی نہ ہونا پانی کی وجہ سے ہے، اور لہولعب کا شوق ہوا کی وجہ سے ہے۔

مگر جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ رحم فرمائے اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو پالے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پاکیزگی ہونے کی وجہ سے اس کا نفس پاک ہوجاتا ہے۔

اور پھر ایسا نفس اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو خطاب ہوتا ہے:

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِىْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: "اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی"۔

اس حالت میں اللہ تعالیٰ نفس کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے اور نیکیوں، بھلائیوں میں لطائف امر کا امام بنا دیتا ہے"۔

(تفسیری مظہری جلد5، صفحہ نمبر214، سورہ الفجر، آیت نمبر27،28)

☆ مفسرِ قرآن مفتی احمد یار خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الْمَنَّان اپنی شہرہ آفاق تفسیر قرآن نور العرفان میں مذکورہ آیت کے تحت فرماتے ہیں: "**نفسِ اَمّارہ** وہ ہے کہ جو انسان

کو برائی کی طرف رغبت دیتا ہے۔" (نور العرفان، پارہ 30، آیت 27، سورہ فجر)

نفسِ اَمّارہ کی تعریف میں صوفیاء کے اقوال:

☆ نفسِ امّارہ کی معرفت کے بارے میں شہنشاہِ تصوف امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: "جب نفس خواہشات نفسانیہ وشہوانیہ کے لئے رکاوٹ نہ بنے بلکہ مُقتضائے شہوات اور شیطانی حرکات کا مُطیع وفرمانبردار ہوجائے تو اسے **نفسِ اَمّارہ** کہا جاتا ہے۔"

☆ چنانچہ قرآنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ

(پارہ 13، سورہ یوسف، آیت نمبر 53)

ترجمۂ کنز الایمان: "بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔" (احیاء العلوم باب عجائبات الخلق جلد 3، صفحہ نمبر 15)

☆ بہجۃ الاسرار میں ہے: "**نفسِ اَمّارہ** (وہ ہے کہ جو) ہلاکتوں کی طرف بلاتا ہے"۔ (شیخ ابوبکر بن ھوار بطائحی، بھجۃ الاسرار صفحہ 352)

☆ نفسِ امّارہ کی معرفت کے بارے میں شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: "نفسِ امّارہ کا کام یہی ہے کہ یہ انسان کو برائی پر اُبھارے۔ عام طور پر ہم یہی جانتے ہیں کہ شیطان گناہ کرواتا ہے لیکن آپ کو جاننا چاہیے کہ شیطان سے کس نے گناہ کروایا؟ یہ نفس ہی تھا جس نے ابلیس کو بہکا کر شیطان کیا۔ شیطان کے مقابلے بہت ہی زیادہ خطرناک ہے، اسکا کام ہی برائیاں کرواتا ہے، اچھائیاں یہ نہیں کرواتا۔

☆ پارہ 13، سورہ یوسف، آیت نمبر 53 میں (حکایتاً) ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ

ترجمہ کنز الایمان: "بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے"

(نفس کسے کہتے ہیں؟ از امیر اہلسنت دامت بر کاتھم العالیہ)

﴿2﴾ نفس لَوَّامہ

نفسِ لَوَّامہ کا ذکر قرآنِ مجید کی سُوْرَۃُالْقِیامَۃ میں موجود ہے۔

☆ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿٢﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور اس جان کی قسم جو اپنے اوپر بہت ملامت کرے''۔

(پارہ29، سورۃالقیامۃ، آیت2)

☆ علامہ سید شریف جرجانی نفس لَوَّامہ کی تعریف کے بارے میں رقم طراز ہیں:
''نفسِ لَوَّامہ: جب کبھی نفس سے کوئی برائی صادر ہو اور نفس اپنے آپ کو اس برائی کے کرنے پر ملامت کرے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کرے، تو جس قدر نفس اپنی اس غفلت پر متنبہ ہوتا ہے اس قدر وہ نورانیت سے منور ہوتا جاتا ہے۔ (تو اس وقت یہ نفسِ لَوَّامہ کے نام سے موسوم ہوتا ہے)''۔ (کتاب التعریفات باب النون صفحہ168)

معرفتِ نفسِ لَوَّامہ میں اقوالِ مفسرین وصوفیاء:

☆ تفسیرِ قرآن ''روح البیان'' میں ہے: ''نفسِ لَوَّامہ، نفسِ اَمَّارہ و نفسِ مُطْمَئِنَّہ کے درمیان واقع ہے اور اس کی دو جہتیں ہیں۔

(1) ایک جہت نفسِ اَمّارہ کے ساتھ متصل ہے (اور) یہ جہتُ الاسلام ہے جب اس جہت سے (نفسِ لَوَّامہ) نفسِ اَمّارہ کی جانب دیکھتا ہے تو اپنے آپ کو ترکِ متابعت اور اقدامِ مخالفت پر ملامت کرتا ہے۔ اور خود کو اُس پر بھی ملامت کرتا ہے جو اس سے ایامِ ماضی میں اعمالِ طاعت نہ ہو سکے۔

(2) دوسری جہت نفسِ مُطْمَئِنَّہ کے ساتھ متصل ہے یہ جہتُ الایمان ہے۔ جب (نفسِ لَوَّامہ) اس جہت سے نفسِ مطمئنہ کو دیکھتا ہے تو اس کی نورانیت سے منور اور اس کے رنگ سے رنگا جاتا ہے تو بھی (نفسِ لَوَّامہ) ان تقصیرات (کوتاہیوں) وعذرات پر (خود کو) ملامت کرتا

ہے کہ جو اس سے زمانہ ماضی میں صادر ہوئیں۔ وہ (یعنی نفسِ لَوّامہ اپنے آپ کو) ہمیشہ ملامت کرتا رہتا ہے اور اس ملامت پر قائم رہتا ہے حتیٰ کہ اسے مقامِ اطمئنان نصیب ہوجاتا ہے۔"

(تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 243، 244 پارہ 29 سورہ قیامۃ آیت 2)

☆ تفسیر مظہری میں علامہ ثناء اللہ پانی پتی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کچھ یوں رقم فرما ہیں: "نفسِ لَوَّامہ سے مراد مومن کا نفس ہے مومن دنیا میں ہر کام اور ہر کلام وطعام پر نفس کو ملامت کرتا ہے لیکن کافر نہ اپنے نفس سے حساب لیتا ہے اور نہ اس کو برا کہتا ہے۔

صوفیاء فرماتے ہیں: "نفس بدی کا حکم دیتا ہے لیکن اگر آدمی کوشش کرکے ذِکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِعانت بھی اس کی مددگار ہو تو اپنے نفس کی برائیاں اس پر کھل جاتی ہیں۔ جب وہ اپنے نفس کو ماسوی اللہ میں مشغول پاتا ہے اور مخلوق سے کامل طور پر تعلق منقطع کرلینے پر اس کو قدرت نہیں ہوتی تو اس وقت وہ شخص اپنے نفس کو ملامت کرتا ہے۔ اس مرتبہ میں پہنچ کر نفس کو "نفسِ لَوَّامہ" کہا جاتا ہے۔"

(تفسیر مظہری جلد 10، صفحہ نمبر 163، پارہ 29، سورۃ القیامۃ، آیت 2)

☆ نفس لَوَّامہ کے بارے میں اِمامُ التصوف امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: "(نفسِ انسانی) کو جب سکونِ کامل حاصل نہیں ہوتا مگر نفس شہوانی خواہشات کو روکتا رہتا ہے اور اس پر مُعْتَرِض رہتا ہے تو اس کو "نفس لَوَّامہ" کہا جاتا ہے۔ اِس لیے کہ وہ اپنے صاحب کو عبادتِ الٰہی سے قاصر پاکر ملامت کرتا ہے۔"

(احیاء العلوم باب عجائبات الخلق جلد 3 صفحہ 15)

☆ مفسرِ قرآن مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان تفسیرِ قرآن 'نور العرفان' میں فرماتے ہیں: "نفس لَوَّامہ وہ ہے جو گناہ گار کو گناہ کے بعد ملامت کرکے توبہ کی طرف مائل کرے۔"

(نور العرفان پارہ 30، سورہ فجر، آیت نمبر 27)

نفسِ لَوَّامہ کی معرفت میں امیرِ اہلسنت کا قول:

☆ نفسِ لَوَّامہ کی معرفت کے بارے میں میرے شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت ابو بلال حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ العالیہ ارشاد فرماتے ہیں: "نفسِ لَوَّامہ کو دوسرے الفاظ میں "ضمیر" بھی کہا جاتا ہے۔ مثلاً عام گفتگو میں لوگ بولتے ہیں: "یار! میرا ضمیر ملامت کرتا ہے کہ اس کو کچھ نہ کہوں یہ بے چارہ مظلوم ہے۔" یوں بھی کہا جاتا ہے کہ: "یار! میرے ضمیر نے مجھے ملامت کیا تو میں نے اس کے پیسے لوٹا دیئے۔" اس طرح عام بول چال میں "نفسِ لَوَّامہ" کو عوام النّاس ضمیر بھی کہتے ہیں۔ لہٰذا اندر سے جو ملامتی کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کو نفس لوامہ کہا جاتا ہے۔" مزید فرماتے ہیں:

نفس لوامہ کا کام:

"نفسِ لوامہ کا کام یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان نیک عمل میں کوتاہی کرتا ہے یا برائی کر بیٹھتا ہے تو اس کا نفس اس کو ملامت کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کو "نفسِ لَوَّامہ" کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے بارے میں سورۃُ القیامہ کی آیت نمبر 2 میں ارشادِ خداوندی ہوتا ہے۔

وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿٢﴾ (پارہ 29، سورہ قیامۃ، آیت 2)

ترجمۂ کنزالایمان: "اور اس جان کی قسم جو اپنے اوپر بہت ملامت کرے۔"

(بیان نفس کسے کہتے ھیں؟، از امیر اھلسنت دامت بر کاتھم العالیہ)

﴿3﴾ نفسِ مُطمَئِنَّہ

نفس کی اس قسم کا ذکر ان آیات مبارکہ میں ہوتا ہے:

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿٣٠﴾

ترجمۂ کنزالایمان: "اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف واپس ہو، یوں کہ

تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ!۔" (پارہ 30، سورہ فجر، آیت نمبر 27 تا 30)

☆ سید شریف جرجانی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِیْ نفسِ مُطْمَئِنّہ کی تعریف میں فرماتے ہیں: "نفسِ مُطْمَئِنّہ وہ ہے جو نورِ قلب سے منور ہوتا ہے حتی کہ وہ مذموم صفات سے دور ہو جاتا ہے اور اَخلاقِ حمیدہ سے مزین ہو جاتا ہے"۔ (کتاب التعریفات باب النون صفحہ 168)

معرفتِ نفسِ مُطْمَئِنّہ میں اقوالِ مفسرین و صوفیاء:

☆ تفسیرِ مظہری میں ہے: "یعنی وہ نفس جس کو اللہ تعالیٰ کی یاد و اطاعت سے ایسا سکون حاصل ہو جیسا کہ مچھلی کو پانی میں حاصل ہوتا ہے۔ ایسا سکون اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے کہ جب نفس کو نفسِ اَمّارہ بنانے والی رذیل صفات سے بالکل پاک کر دیا جائے اور اوصافِ قبیحہ زائل کر دیئے جائیں۔

مگر اِن ناپاک اوصاف کا ازالہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے اوصاف کی تجلیات اس پر پڑ جائیں اور نفس ان جلوہ پاشیوں میں فناء ہو کر بقاء باللہ حاصل کر لے اس مرتبہ پر پہنچ کر ہی حقیقی ایمان نصیب ہوتا ہے کہ جس طرح کتا ناپاک ہے اس کو کھانا حرام ہے اِس کی طہارت اور حِلّت کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ اِس کو نمک میں ڈال دیا جائے۔ اور نمک کے ساتھ وہ کتا بھی نمک بن جائے اور اوصاف کلبی فناء ہو جائیں اور نمکی اوصاف حاصل ہو جائیں۔"

(تفسیرِ مظہری جلد 10، صفحہ نمبر 321، سورہ فجر، آیت نمبر 27)

☆ نور العرفان میں حکیم الامت **مفتی احمد یار خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: "نفسِ مُطْمَئِنّہ وہ ہے جسے ایمان کے ساتھ ایقان (یعنی یقین) بھی نصیب ہو۔"

☆ حضرت مجاہد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: "نفس مُطْمَئِنّہ وہ ہے کہ جو راضی بقضاء ہو یعنی اللہ تعالیٰ کی رِضا پر راضی ہو۔"

☆ بعض نے یہ فرمایا کہ: ''مُطمَئِنّہ وہ ہے جو دنیا و مافیہا کے غم سے آزاد ہو جائے۔''

☆ مفتی صاحب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مزید فرماتے ہیں: ''نفسِ انسانی کے تین درجے ہیں،

(۱)نفسِ اَمّارہ (۲)نفسِ لَوّامہ (۳)نفسِ مُطْمَئِنّہ:

نفسِ مُطمَئِنّہ وہ ہے کہ جو اللہ والوں کو ذکرِ یار سے اور آخرت میں دیدارِ یار سے مشرف کروا کر سکون و اطمینان کا باعث ہوتا ہے۔'' (نور العرفان پارہ 30، سورہ فجر، آیت 27)

☆ نفسِ مُطْمَئِنّہ کے بارے میں **امام غزالی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی ''اِحیاءُ العلوم'' میں کچھ یوں رقم فرما ہیں: ''نفسِ انسانی جب شہوات سے مزاحمت کر کے اضطراب کو دور کر دے اور فرمانبرداری کا مرکز بن جائے تو اُسے ''نفسِ مُطْمَئِنّہ'' کہا جاتا ہے۔''

☆ جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قرآنِ پاک میں فرمان ہے:

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ﴿۲۷﴾

ترجمۂ کنز الایمان: ''اے اطمینان والی جان!''

(سورہ فجر آیت نمبر 27)(احیاء العلوم باب عجائبات الخلق جلد 3، صفحہ نمبر 14)

☆ نفسِ مُطْمَئِنّہ کے بارے میں **حضرت سخی سلطان باہو** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''نفسِ مُطْمَئِنّہ اُسے کہتے ہیں جو ظاہر و باطن میں اِطاعت گزار ہو۔''

(عین الفقر باب چہارم، صفحہ 163)

☆ نفس کی اس قسم کی معرفت کے بارے میں شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال **محمد الیاس عطار قادری** رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ نفس کی اعلیٰ ترین قسم ہے۔ جب انسان طویل جدوجہد کر کے اپنے نفس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی فرمانبرداری اور اس کی رضا پر راضی رہنے کا عادی بنا لے تو پھر ایسے نفس کو ''نفسِ مُطْمَئِنّہ'' کہا جاتا ہے اور اس کو بہت بڑے اِنعام سے نوازا جاتا ہے۔

نفسِ مُطْمَئِنّہ کا تذکرہ پارہ 30، سورہ فجر، آیت نمبر 27 تا 30 میں ہوتا ہے۔

☆ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿۲۸﴾
فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿۳۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ''اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔'' (پارہ 30، سورہ فجر، آیت نمبر 27 تا 30)

آپ دامت برکاتہم العالیہ مزید فرماتے ہیں: ''نفسِ مُطْمَئِنَّه جنتی نفس ہے یہ اولیاء کرام و مومنینِ صادقین کو حاصل ہوتا ہے کہ جو اپنے نفس کو مار کر (یعنی مغلوب کر کے) قابو کر لیتے ہیں۔''

(نفس کسے کہتے ہیں؟ از امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ)

کیا نفس تین ہیں یا ایک ہی کی مختلف صفات ہیں؟

ماقبل میں آپ نے نفس کی تین اقسام ان کی تعریف و معرفت ملاحظہ فرمائیں یہاں پر ایک سوال ذہن میں اُبھرتا ہے۔

سوال: ''کیا نفس تین ہیں یا ایک ہی نفس مختلف صفات سے موصوف ہونے کی وجہ سے مُطْمَئِنَّه، لَوّامہ اور اَمّارہ کے ناموں سے موسوم ہوتا ہے''۔

جواب: اس کا جواب ''عوارف المعارف'' میں **شیخ شہاب الدین سہروردی** عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی کچھ یوں تحریر فرماتے ہیں: ''حقیقت میں نفس تو ایک ہی ہے لیکن اس کی صفات ایک دوسرے سے مختلف اور متغائر ہیں۔ جب قلب کو مکمل سکون حاصل ہوتا ہے یا وہ سکون سے بالکل پُر ہوتا ہے تو وہ نفس کو بھی سکون وطمانیت کا لباس پہنا دیتا ہے۔ جب اس سکون سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے تو قلب روح کے مقام پر ترقی کرتا ہے۔ جب قلب روح کے مقام پر متمکن ہو جاتا ہے تو نفس قلب کے مقام کا رُخ کرتا ہے، اِس مقام پر پہنچ کر اس کو طمانیتِ کلی حاصل ہو جاتی ہے اور یہی ''نفسِ مُطْمَئِنَّه'' ہے۔

لیکن جب اس کو اس کی جِبلّی (طبعی) خواہشوں ورسمی وفطری مرکز سے الگ کردیا جاتا ہے اوروہ اطمینان وسکون کے مقام کی تلاش میں سرگرداں ہوتا ہے تو اس وقت وہ ''نفسِ لَوَّامہ'' ہوتا ہے کیونکہ اِس سرگردانی کی حالت میں وہ خودکو ملامت کرتا ہے کہ مقام سکون سے باخبر ہوتے ہوئے اوراس کے مشاہدہ کے باوجودوہ سرگرداں ہے۔

اب اگریہی نفسِ لَوَّامہ سکون وطمانیّت کے مقام کی تلاش سے بازرہ کراپنے اصلی مقام پر لوٹ جائے تو ''نفسِ اَمَّارَہ'' بن جاتا ہے اوراس حالت میں آکر برائی کا حکم دینے لگتا ہے''۔

(عوارف المعارف صفحہ656)

☆ امام المُتَکَلِّمِین، اِمام فَخرُ الدِّین رازی عَلَیہ رَحْمَۃُ اللہِ البَارِی ''تفسیرِ کبیر'' میں فرماتے ہیں: ''مُحقِّقِین نے فرمایا ہے کہ ''نفسِ انسانی شے واحد ہے لیکن اس کی صفات مختلف ہیں۔ جب یہ عالم الٰہی کی جانب مائل ہوتا ہے تو ''نفسِ مُطْمَئِنَّہ'' بن جاتا ہے اور جب یہ شہوات کی جانب مائل ہوتا ہے تو ''نفسِ اَمَّارَہ'' بن جاتا ہے۔''

(تفسیرِ کبیر جلد6، صفحہ471، پارہ13، سورہ یوسف، آیت53)

☆ تفسیرِ خازن میں ہے: ''نفسِ انسانی شے واحد ہے اوراس کی کئی صفات ہیں۔ (1)اَمَّارہ (2)لَوَّامہ (3) مُطْمَئِنَّہ۔ اوریہ تین مراتب ایک ہی نفس کے ہیں۔ جب نفس اپنی خواہش کی جانب ہوتا ہے تو ''اَمَّارَہ'' ہوجاتا ہے۔ برائی کرچکنے کے بعد ''نفسِ لَوَّامہ'' آتا ہے اورنفس کو اس فعلِ قبیح پرملامت کرتا ہے، اس فعلِ قبیح پرندامت کے وقت جوکیفیت حاصل ہو تو وہ ''نفسِ مُطْمَئِنَّہ'' کی صفات میں سے ہے۔

(تفسیرِ خازن جلد3، صفحہ25، سورہ یوسف، آیت53)

☆ تفسیرِ صاوی وجمل میں ہے: ''نفس توایک ہی ہے لیکن اس کی صفات متعدد ہیں۔ پہلی صفت ''اَمَّارَہ'' ہے اس صفت سے متصف ہونے کے وقت یہ شہوات کی جانب داعی ومائل ہوتا ہے اورانجامِ کار کی پرواہ نہیں کرتا۔ جب اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دینے کا

ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لیے ایک ناصح مقرر فرما دیتا ہے کہ جو اسے نیکی کا حکم کرتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے۔

اس وقت یہ "نفسِ لَوَّامَة" بن جاتا ہے۔ اور اپنے صاحب کو گناہوں کے ارتکاب پر ملامت کرتا ہے۔ اس ملامت کرنے کی وجہ سے اس میں مجاہدہ، توبہ اور رجوع الی اللہ کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

جب یہ صفت اس پر پختہ ہو جاتی ہے تو اس وقت یہ "نفس مُطْمَئِنَّة" بن جاتا ہے۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے عطاؤں سے نوازتا ہے۔"

(تفسیر صاوی جلد3، صفحہ962، سورہ یوسف، پارہ13، آیت53۔ تفسیرِ جمل جلد4، صفحہ47، سورہ یوسف، آیت53)

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝

ترجمۂ کنزالایمان: "بیشک مراد کو پہنچا جس نے اسے ستھرا کیا اور نامراد ہوا جس نے اسے معصیت میں چھپایا۔" (پارہ30 سورہ الشمس آیت9، 10)

"اس آیت میں نفس کو ستھرا کرنے کا مطلب یہی ہے اللہ تعالیٰ نے اس میں قبولِ شر و فساد کی صلاحیت برابر رکھی ہے۔ نفس جب پاکیزہ ہو جاتا ہے تو وہ عقل کی رہنمائی سے اپنی ظاہری و باطنی حالت درست کر لیتا ہے اور اس کے اَخلاق شائستہ ہو جاتے ہیں، اور وہ تہذیب و ادب سے آراستہ ہو جاتا ہے۔" (عوارف المعارف صفحہ نمبر 454)

نفس کی سات اقسام:

بعض صوفیاء نے آیاتِ ثلاثہ کہ جن میں نفس کی تین اقسام کا ذکر ہوا ان کی تشریح کرتے ہوئے نفس کی سات (7) اقسام بیان کی ہیں۔

☆ چنانچہ تفسیر صاوی میں ہے: "نفس کی سات اقسام ہیں:

(1) نفسِ اَمّارہ: یہ وہ (قسم) ہے کہ جس کا میلان اپنی اصلی طبیعت کی طرف ہے۔

اور یہ لذات اور شہوات حِسّیہ کا حکم کرتا ہے اور قلب کو جہتِ سفلی کی طرف جذب کرتا (یعنی کھینچتا) ہے۔اور یہ ماویٰ شرور اور منبعِ اَخلاقِ ذمیمہ ہے اس لیے کہ یہ مَبدَاء (بنیاد) ہے کِبر و حِرص و شہوت کا اور یہ جڑ ہے حسد و غصب اور بخل و حقد کی۔

(2) نفسِ لَوَّامَہ: یہ نورِ قلب کے ساتھ منور ہوتا ہے اور عاقلہ کا مُطیع ہوتا ہے۔ جب کبھی مخالفت کرلیتا ہے تو نادم ہوتا ہے۔اور یہ مَنبَعِ ندامت اور مَبدَاءِ حرص وہوس ہے۔

(3) نفسِ مُطمَئِنَّہ: یہ بھی نورِ قلب کے ساتھ اتنا منور رہوتا ہے کہ صفاتِ ذمیمہ (یعنی بری صفات) سے صاف ہوکر اَخلاقِ حمیدہ (یعنی اچھے اخلاق) پیدا کرلیتا ہے۔

(4) نفسِ مُلہِمَہ: یہ وہ (قسم) ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ اِلہامِ علم فرماتا ہے۔اور تواضع و قناعت اور سخاوت کی استعداد بخشتا ہے،اسی لیے یہ منبعِ صبر و تحمّل و شکر ہے۔

(5) نفسِ رَاضِیَہ: یہ وہ (قسم) ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس پر راضی ہوکر اثرِ رضا فرماتا ہے۔اور اسے مَنبَعِ کرامت و اخلاص بنادیتا ہے۔

(6) نفسِ مَرضِیَہ: یہ وہ (قسم) ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ہر حال میں راضی رہ کر رَضُوْا عَنْہُ کی صفت سے متصف ہوتی ہے اور معرفتِ الٰہی اسی کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔

(7) نفسِ صَالِحَہ: یہ وہ (قسم) ہے کہ جس میں اَسرارِ الٰہی مُنکَشِف ہوتے ہیں اور یہ اُن اَسرار کا اَمین ہوتا ہے''۔

(تفسیرِ صاوی ج6، صفحہ2276، سورہ قیامہ، آیت6، ملخصاً، شرح قصیدہ بردہ شریف، صفحہ57)

مذکورہ نفوس کن کو حاصل ہیں:

☆ پہلا نفس، کافرین وشیاطین وفاسقین کا ہے۔

☆ دوسرا نفس، مؤمنین غیر فاسقین کا ہے۔

☆ تیسرا نفس، مُتعلِّمین وعالمین کا ہے۔

☆ چوتھا نفس، مُعلّمین وعالمین کا ہے۔

☆ پانچواں نفس، اولیاء کرام کو حاصل ہوتا ہے۔

☆ چھٹا نفس، عارفین کے لیے مخصوص ہے۔

☆ ساتواں نفس، انبیاء و مرسلین عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے لیے خاص ہے۔ (شرح قصیدہ بردہ شریف صفحہ نمبر 57، 58)

نفس کی مذکورہ اقسام میں سے **نفسِ اَمَّارہ** ہی بندۂ مومن کے لیے شیطان سے بھی زیادہ مُہلِک ہے اور یہی ہماری بحث کا مقصودِ اصلی بھی ہے۔ اِن شاء اللہ عزوجل آئندہ اوراق میں ہم اسی کے متعلق بحث کریں گے۔

نفس کی ہلاکتوں سے خود کو بچاتے ہوئے اس کو مغلوب کرنے کے لئے نفس کے طریقہ وار کو جاننا ضروری ہے کیونکہ جب تک نفس کے وار کرنے کا طریقہ معلوم نہ ہوگا اس وقت تک اس دشمن کو زیر نہیں کیا جاسکتا ہے۔

نوٹ۔ جہاں نفس کی برائی کا بیان ہو تو اس سے مراد **نفسِ اَمَّارہ** ہوتا ہے۔

نفس کے وار کرنے کے طریقے

جس طرح نفسِ اَمّارہ عام دشمنوں سے منفرد دشمن ہے اسی طرح اس کے وار کرنے کا طریقہ بھی عام دشمنوں سے منفرد ہوتا ہے مثلاً شیطان بالواسطہ یا بلاواسطہ بدی ہی کی طرف لے جاتا ہے مگر نفس بندۂ مومن کو تین قسم کے اعمال کی طرف لے جاتا ہے۔

(1) **حرام وناجائز:** مثلاً حرام کھانا، حرام پینا، حرام سننا، حرام دیکھنا، اور حرام کرنا وغیرہ۔

(2) **مستحب:** مثلاً مستحب کھانا، پینا، سننا، دیکھنا، کرنا، وغیرہ

(3) **مباح:** یعنی جس کا کرنا نہ کرنا برابر ہو اور جس کی تکمیل پر نہ تو گناہ ہو اور نہ ہی

ثواب ہو۔ مثلاً مباح دیکھنا، سننا، کھانا، پینا، کرنا، وغیرہ۔

مذکورہ سطور سے معلوم ہوا کہ نفس کبھی نیک اعمال کرواکے بھی بندے کو پھنسا دیتا ہے۔

☆ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری** رضوی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: "**نفسِ اَمّارَہ** جو کہے اس کی مخالفت کی جائے کیونکہ یہ ایسا خطرناک ہے کہ نیکی کرواکر بھی پھنسا دیتا ہے اور نقصان میں ڈبو دیتا ہے۔

مثلاً انسان کو نیکی پر لگا دے گا اور پھر ریا کاری (جو کہ حرام ہے) میں ڈال دے گا۔ اور جب اس کا نیکی سے روکنے پر بس نہیں چلتا تو موقع کی مناسبت سے یوں بھی وار کرتا ہے کہ جب کوئی شخص ایک نیکی پر مائل ہوتا ہے کہ "میں فلاں نیکی کروں گا"۔

تو اب نفس اس کو کم اجر و ثواب والی نیکی میں ڈال دیتا ہے۔ کہ "چلو اس کو اگر نقصانِ خالص نہیں ہوا تو اس کے نفع میں نقصان کروا دیں"۔

اس کی مثال کچھ یوں ہوسکتی ہے: "کسی کے پاس 63 ہزار روپیہ ہوں اور اس کے سامنے ایک مسلمان سخت محتاج ہے قرضے کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے۔ یا اس کے پاس علاج کے لیے رقم نہیں ہے، یا کسی بھی طرح وہ حاجت مند ہے، اب اِس کے دل میں خیال آیا کہ "چلو یار! اس غریب کی مدد کر دیتے ہیں"۔

لیکن جب نفس نے دیکھا کہ یہ واقعی اِس کی مدد کر دے گا تو اب یہ اس شخص کو مشورہ دے گا، "یار! اِس کی تو کوئی بھی مدد کر دے گا، زکوۃ بھی اس کے لیے جائز ہے کہیں سے لے لے گا، کسی سے سوال کر لے گا، کسی انجمن کے پاس چلا جائے گا، کسی سرمایہ دار کے پاس چلا جائے گا، دیکھو! بار بار موقع نہیں ملتا اب تیرے پاس رقم آئی ہے، اس طرح کر تو عمرہ کر لے مدینے کی حاضری بھی ہو جائے گی"۔

اب یہ شخص سوچے گا "یار! بات تو درست ہے اس محتاج کی تو کوئی بھی مدد کر دے گا، میرے اوپر اس کی مدد کرنا کوئی فرض یا واجب تو نہیں ہے میں تو مدینہ منورہ ہی چلوں گا"

(مذکورہ مثال کے بعد امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ مزید ارشاد فرماتے ہیں")

حالانکہ عمرہ بھی نیک عمل ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔لیکن جب ان دونوں کا موازنہ کیا جائے کہ دو صورتیں ہیں یا تو حاجت مند کی مدد کردی جائے یا عمرہ کرلیا جائے تو ان دونوں میں افضل عمل یہ ہے کہ اس مجبور و محتاج مسلمان کی مدد کر دی جائے۔عمرہ کے مقابلے میں اس میں زیادہ ثواب ملے گا۔

مگر مجال ہے کہ وہ نفس کی بات ٹال جائے وہ شخص عمرہ ہی کرے گا۔اس طرح نفس مذکورہ شخص کو چاروں شانے چت کر دیتا ہے۔ورنہ عمرہ کرنا بذاتہ بہت نیک عمل ہے لیکن جب یہ پہلو سامنے آ گیا کہ یہ محتاج سامنے ہے تو جتنے بھی عمرہ کرنے والے ہیں تو عمرہ کے بجائے شاید ہی کوئی تیار ہو کہ اس غریب کی عید کرادو،کوئی بھی دینے کے لیے تیار نہ ہوگا، سارے عمرہ کرنے جائیں گے۔لہذا معلوم ہوا کہ نفس جب کسی نیکی سے روک نہیں پاتا تو بڑی نیکی کے مقابلے میں جو چھوٹی نیکی ہے اُس کی طرف بندے کو راغب کر دیتا ہے"۔

(نفس کسے کہتے ہیں؟از امیر اہلسنت دامت بر کاتھم العالیہ)

ایک رقت انگیز حکایت:

☆ اس معاملہ کو اس حکایت سے سمجھنے کی کوشش کیجئے۔چنانچہ حضرتِ ربیع بن سلمان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان اپنا ایک ایمان افروز واقعہ بیان فرماتے ہیں:"میں ایک مرتبہ کچھ لوگوں کے ساتھ حج پر جا رہا تھا میرا بھائی بھی میرے ساتھ تھا۔ہم جب کوفہ پہنچے،تو میں ضروریاتِ سفر خریدنے کے لئے بازار کی طرف چلا گیا۔میں نے وہاں ایک ویران سی جگہ میں دیکھا کہ ایک خچر مرا پڑا ہے اور بہت پرانے و بوسیدہ کپڑے پہنے ہوئے ایک عورت چاقو سے اس کا گوشت کاٹ کاٹ کر تھیلے میں رکھ رہی ہے۔میں نے سوچا کہ"ہوسکتا ہے یہ عورت کوئی بھٹیارن ہو اور یہی مردار کا گوشت پکا کر لوگوں کو کھلا دے،مجھے اس کی تحقیق ضرور کرنی چاہیے"۔

پس میں چپکے چپکے اس کے پیچھے ہولیا،کچھ دیر کے بعد وہ ایک مکان کے دروازے پر

پہنچی اور دروازہ بجایا، اندر سے آواز آئی: ''کون؟''

اُس نے جواب دیا: ''دروازہ کھولو میں ہی بدحال ہوں۔''

دروازہ کھلا تو میں نے دیکھا کہ چار بچیاں ہیں جنکے چہرے سے مصیبت وبدحالی ٹپک رہی ہے۔ وہ عورت اندر داخل ہوئی اور دروازہ بند ہوگیا۔ میں جلدی سے دروازے کے قریب گیا اور اس کے سوراخوں سے اندر جھانکنے لگا، میں نے دیکھا کہ اندر سے گھر بالکل خالی وبرباد ہے۔ اس عورت نے وہ تھیلا ان لڑکیوں کے سامنے رکھ دیا اور روتے ہوئے کہنے لگی: ''اس کو پکالو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرو۔''

وہ لڑکیاں اس گوشت کو کاٹ کاٹ کر لکڑیوں پر بھوننے لگیں۔ میرے دل کو اس سے بہت ٹھیس پہنچی، چنانچہ میں نے فوراً باہر سے آواز دی: ''اے اللہ کی بندی! خدا کے واسطے اسے نہ کھا۔''

وہ کہنے لگی: ''تم کون ہو؟''

میں نے کہا: ''میں پردیسی ہوں۔''

اس نے کہا: ''ہم تو خود مقدر کے قیدی ہیں، تین سال سے ہمارا کوئی معین ومددگار نہیں ہے، تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟۔''

میں نے کہا: ''مجوسیوں کے ایک فرقے کے سوا کسی بھی مذہب میں مردار کا گوشت جائز نہیں۔''

وہ عورت کہنے لگی: ''ہم خاندانِ نبوت سے ہیں، اِن بچیوں کے باپ کا انتقال ہو چکا ہے، جو ترکہ اس نے چھوڑا تھا وہ ختم ہو چکا ہے، ہمیں معلوم ہے کہ مردار کھانا ناجائز ہے، لیکن ہمارا چار دن کا فاقہ ہے اور ایسی حالت میں مردار کھانا جائز ہوتا ہے۔''

ان کے حالات سن کر مجھے رونا آ گیا، میں انہیں انتظار کرنے کا کہہ کر واپس ہوا اور اپنے بھائی سے کہا کہ ''میرا حج کا ارادہ نہیں رہا ہے۔''

میرا بھائی مجھے سمجھانے لگا اور حج کے مجھے کئی فضائل وغیرہ بتائے، لیکن میں نہ مانا۔ پھر اپنا احرام اور سارا سامان لیا اور نقد چھ سو درہم میں سے سو درہم کا کپڑا خریدا، سو درہم کا آٹا خریدا، اور بقیہ پیسے اس آٹے میں چھپا کر تمام چیزیں اس عورت کو دے دیں۔ اس پر وہ

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکرادا کرنے لگی۔ پھراس نے کہا: ''اے اِبنِ سلمان! جا اللہ تعالی تیرے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرمائے، تجھے حج کا ثواب عطا کرے، جنت میں جگہ عطا کرے، اوراس احسان کا ایسا بدل عطا فرمائے کہ جو دنیا میں تجھ پر ظاہر ہو جائے۔''

سب سے بڑی لڑکی نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو اس کا دوگنا اجر عطا فرمائے اور آپ کے گناہ بخش دے۔''

دوسری لڑکی نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو اس سے زیادہ عطا فرمائے، جتنا آپ نے ہمیں دیا۔''

تیسری لڑکی نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کا حشر ہمارے نانا جان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کے ساتھ کرے۔''

چوتھی لڑکی نے کہا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ جس نے ہم پر احسان کیا تو اُس کو اِس کا نعم البدل جلد عطا فرما اور اُس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرمادے۔''

میں ان کی دعائیں سمیٹ کر واپس آ گیا اور مجبوراً کوفہ میں قیام پذیر رہا، جب کہ میرے ساتھی حج کے لئے روانہ ہو گئے۔

ایک مدت کے بعد جب حاجی لوٹ کر آنے لگے، تو میں نے سوچا ''چلو ان کا استقبال کروں اور ان کو اپنے لئے دعا کرنے کا کہوں، شاید کسی کی مقبول دعا مجھے لگ جائے''۔

جب دور سے مجھے حاجیوں کا قافلہ نظر آیا تو اپنی حج سے محرومی پر مجھے بے اختیار رونا آ گیا۔ جب میری حاجیوں سے ملاقات ہوئی تو میں نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارا حج قبول فرمائے اور تمہیں اخراجات کا اچھا بدلہ عطا فرمائے۔''

یہ سن کر ان میں سے ایک نے کہا: ''یہ دعا کیسی؟''

میں نے کہا: ''یہ اس شخص کی دعا ہے کہ جو دروازے تک پہنچنے کے باوجود محروم رہا۔''

وہ کہنے لگا: ''بڑے تعجب کی بات ہے کہ اب تو وہاں جانے سے انکار کر رہا ہے، کیا تو ہمارے ساتھ عرفات کے میدان میں نہ تھا؟ کیا تو نے ہمارے ساتھ رمی جمرات نہ کی؟ اور

کیا تو نے ہمارے ساتھ طواف نہ کئے تھے؟''

میں اس کی شہادت پر دل ہی دل میں تعجب کرنے لگا۔ اتنے میں خود ہمارے شہر کا قافلہ بھی آ گیا۔ میں نے انہیں بھی اُسی قسم کی دعاوی تو وہ بھی یہی کہنے لگے: ''کیا تو ہمارے ساتھ عرفات کے میدان میں نہ تھا؟ کیا تو نے ہمارے ساتھ رمی جمرات نہ کی؟ اور کیا تو نے ہمارے ساتھ طواف نہ کئے تھے؟ اور اب تو انکار کرتا ہے۔''

پھر ان میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور کہنے لگا: ''بھائی! اب کیوں انکار کرتے ہو، کیا تم ہمارے ساتھ مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ (زادھما اللّٰہ تعالٰی شرفاً وّتکریماً) میں نہ تھے؟ اور یاد نہیں کہ جب ہم شفیعِ اعظم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کی قبرِ انور کی زیارت کر کے واپس آ رہے تھے تو رش کی وجہ سے تم نے یہ تھیلی میرے پاس امانت رکھوائی تھی، جس کی مہر پر لکھا تھا ''مَنْ عَامَلَنَا رَبِحَ'' (یعنی جو ہم سے معاملہ کرتا ہے نفع پاتا ہے) لو! اپنی امانت واپس لے لو۔''

حضرتِ ربیع بن سلمان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: ''میں نے اس تھیلی کو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا، بہر حال میں اس تھیلی کو لیکر گھر واپس آ گیا۔ عشاء کے بعد وظیفہ پورا کیا اور کافی دیر تک اسی سوچ میں جاگتا رہا کہ آخر یہ سب معاملہ کیا ہے۔ کچھ دیر بعد میری آنکھ لگ گئی، خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ بنفسِ نفیس تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کو سلام عرض کیا اور دست بوسی کی۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے مسکراتے ہوئے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ''اے ربیع! آخر ہم کتنے گواہ اس پر قائم کریں کہ تو نے حج کیا ہے؟ تو مانتا ہی نہیں۔'' سن! جب تو نے میری اولاد میں سے ایک عورت پر صدقہ کیا اور اپنا زادِ راہ ایثار کر کے اپنا حج ملتوی کر دیا، تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ تجھے اس کا اچھا بدلہ عطا فرمائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تیری صورت کا ایک فرشتہ بنا کر اس کو یہ حکم دیا کہ وہ قیامت تک

ہر سال تیری طرف سے حج کیا کرے، اور دنیا میں اللہ تعالیٰ نے تجھے یہ بدلہ دیا کہ چھ سو درہم کے بدلے چھ سو دینار عطا فرمائے۔ تو اپنی آنکھیں ٹھنڈی رکھ۔"

پھر آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نے بھی فرمایا: "مَنْ عَامَلَنَا رَبِحَ (یعنی جو ہم سے معاملہ کرتا ہے نفع پاتا ہے)"

حضرتِ ربیع بن سلمان عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْمَنَّان فرماتے ہیں، جب میں سو کر اٹھا اور تھیلی کو کھولا تو اس میں چھ سو دینار ہی تھے۔" (رفیق الحرمین صفحہ 287 تا 292 بحوالہ رشفۃ الساوی)

آپ نے ملاحظہ کیا کہ اگر حضرتِ ربیع بن سلمان عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْمَنَّان اس امداد کو ترک کر کے حج پر چلے جاتے تو نہ معلوم ان کا حج مقبول ہوتا یا نہ ہوتا لیکن اس مجبور و محتاج گھرانے کی مدد کرنے کی برکت سے ان کو یہ انعام ملا کہ قیامت تک ان کی طرف سے ایک فرشتہ حج کرتا رہے گا۔

مسئلہ: غالباً حضرتِ ربیع بن سلمان عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْمَنَّان نفل حج کے لئے جا رہے ہونگے کیونکہ اگر کسی پر حج فرض ہو تو وہ یہ نہیں کر سکتا کہ حج کا ارادہ ترک کر کے کسی غریب و نادار کی مدد کر دے کہ اس وقت اس پر حج فرض ہوگا اور کسی غریب و نادار کی مدد کرنا مستحب، اور کسی مستحب عمل کی وجہ سے فرض کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔

دل میں پیدا ہونے والی خواہشات کی اقسام

ایک انسان کے دل میں بیک وقت نفس، شیطان اور فرشتے کی جانب سے خواہشات پیدا ہوتی رہتی ہیں تو اب یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔

سوال: آخر کار ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ یہ خواہش نفس کی طرف سے یا شیطان کی طرف سے یا پھر فرشتے کی طرف سے ہے۔

جواب: اس سوال کا جواب ملاحظہ کرنے سے قبل یہ جاننا ضروری ہے کہ خواہشات کی تین اقسام ہیں (1) خواہشِ رحمانی (2) خواہشِ شیطانی (3) خواہشِ نفسانی

(1) خواہشِ رحمانی: جو خواہش فرشتے کی دعوت سے پیدا ہو۔

(2) خواہشِ شیطانی: جو خواہش شیطان کی جانب سے ہو۔

(3) خواہشِ نفسانی: جو خواہش نفس کی طرف سے ہو۔

اگر خواہش کسی نیک کام کی جانب رہنمائی کرے تو وہ ''خواہشِ رحمانی'' ہوگی اور اگر وہ خواہش کسی ناجائز و گھٹیا کام کی طرف رہنمائی کرے تو اسے ''خواہشِ نفسانی یا شیطانی'' کہا جائے گا۔

نوٹ: یہاں پر یہ بات بھی جان لینی چاہیے کہ خواہشِ رحمانی اور خواہشِ شیطانی میں اِلْتِبَاس (یعنی آپس میں گڈمڈ) نہیں ہوسکتا کیونکہ خواہشِ رحمانی ہمیشہ نیکی پر مشتمل ہوگی جبکہ خواہشِ شیطانی ہمیشہ بالواسطہ یا بلاواسطہ برائی کی جانب لے جانے والی ہوگی۔

لیکن ''خواہشِ نفسانی'' یہ کبھی خواہشِ رحمانی سے اور کبھی خواہشِ شیطانی سے مُلْتَبِس ہوجائے گی۔ کیونکہ نفس جس طرح برائی کی طرف مائل کرتا ہے تو اِسی طرح یہ کبھی نیکی کی جانب بھی رہنمائی کرتا ہے۔ اب اگر نفس برائی کی طرف مائل کرے تو اس کی یہ خواہش خواہشِ شیطانی سے مُلْتَبِس ہوجائے گی اور اگر یہ نیکی کی جانب مائل ہو تو اس کی یہ خواہش خواہشِ رحمانی سے مُلْتَبِس ہوجائے گی۔ لہذا اس اِلْتِبَاس سے بچنے کے لیے ان خواہشات میں جو وجہِ امتیاز ہے اس کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ خواہشِ نفسانی کے خواہشِ شیطانی کے ساتھ مُلْتَبِس ہونے کی صورت میں طریقہ امتیاز یہ ہوگا،

خواہشاتِ نفسانیہ و شیطانیہ میں فرق:

اگر اس پیدا ہونے والی خواہش میں جلد بازی ہو تو وہ خواہش شیطانی ہوگی (جیسا کہ حدیث شریف میں ہے) ''اَلْعَجلَةُ مِنَ الشَّيطَانِ''۔ یعنی ''جلدی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے''۔

اور اگر اس میں اطمینان ہو تو وہ خواہش نفس کی جانب سے ہوگی۔

(ملفوظات اعلیحضرت حصہ 1، صفحہ 158)

☆ حضرتِ جنید بغدادی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْهَادِىْ نے خواہشاتِ نفسانیہ و شیطانیہ

میں فرق کچھ اس طرح بیان کیا ہے: ''نفس جب اپنی کسی خواہش کا مطالبہ کرتا ہے تو بااِصرار کرتا ہے لہذا یہ برابر اپنا مطالبہ کرتا رہتا ہے، خواہ کچھ وقفہ کے بعد ہی کیوں نہ ہو حتی کہ یہ اپنی مراد کو پالیتا ہے۔

اور شیطان جب کسی امر کی دعوت دیتا ہے اور آدمی اس کی مخالفت کرتے ہوئے اس کو ترک کر دے تو یہ اس کے علاوہ کسی اور لغزش کا وسوسہ ڈالے گا کیونکہ اسکے نزدیک مخالفتِ (شرع) خواہ کوئی بھی ہو ایک جیسی ہے۔ اس کا مقصد تو اس قدر ہے کہ وہ کسی نہ کسی لغزش کی دعوت دے کسی خاص امر کی دعوت دینا اس کا مقصد نہیں ہے۔''

(رسائلِ قشیریہ فصل فی الخواطر صفحہ 144)

خواہشاتِ نفسانیہ ورحمانیہ میں فرق:

اگر نفس نیکی کی طرف مائل کرے تو یہ خواہش ''خواہشِ رحمانی'' سے مُلتَبِس ہو جائے گی تو ان میں امتیاز کا طریقہ کچھ اس طرح ہو گا۔

آپ کے دل میں کوئی خواہش پیدا ہوئی جو کہ نیکی کی طرف مائل کر رہی ہے اور آپ پر یہ بات پوشیدہ ہے کہ یہ خواہش نفسانی ہے یا رحمانی تو اس کو آپ یوں معلوم کر سکتے ہیں:

''اگر وہ خواہش کسی بڑے نیک کام کے مقابلہ میں نہ ہو تو یہ خواہش رحمانی ہو گی اور اگر کسی بڑے نیک کام کے مقابلہ میں ہو تو یہ خواہش نفسانی ہو گی۔

مثلاً کسی شخص نے ارادہ کیا کہ ''وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھ لوں''۔ تو اب نفس یہ خواہش اس شخص کے دل میں پیدا کر دے گا کہ ''اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی تو عبادت ہے۔ اِس کے لیے تو وضو بھی نہ کرنا پڑے گا لہذا تم ذکر اللہ کر لو''۔

تو یہ خواہش اگرچہ نیکی پر مشتمل ہے مگر یہ خواہش نفسانی ہے۔ کیونکہ یہ اپنے سے بڑے نیک کام یعنی دو رکعت نفل کے مقابلے میں ہے۔

☆ میرے ہادی ورہبر شیخ شریعت وطریقت ابو بلال حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس عطار قادری** رضوی دامت برکاتہم العالیہ اس کی مثال (یعنی خواہشِ نفسانی کی خواہشِ رحمانی کے ساتھ مُلتَبِس ہونے کی مثال) کچھ یوں بیان فرماتے ہیں کہ ''اگر (دعوتِ اسلامی کے سنتوں بھرے اجتماع میں) بیان ہورہا ہوتو یہ علمِ دین سیکھنے کا حلقہ کہلائے گا اوراس میں آپ یقیناً وہ باتیں سیکھیں گے جو پہلے آپ کو معلوم نہ ہوں گی۔

لہذا اب اگر دورانِ اجتماع کسی کے دل میں یہ خیال گزرے کہ ''چلو یار! قرآنِ پاک کی تلاوت کرتے ہیں یا نوافل پڑھتے ہیں'' تو یہ خواہش اگرچہ نیکی پر مشتمل ہے مگر چونکہ یہ ایک بڑے نیکی کے کام (یعنی علمِ دین کے حلقے) کے مقابلہ میں ہے لہذا یہ خواہش نفسانی ہوگی نہ کہ رحمانی۔'' (نفس کسے کہتے ھیں؟از امیر اھلسنت دامت بر کاتھم العالیہ)

علمِ دین کی محافل کے کتنے فضائل ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

☆ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ نے ارشادفرمایا: ''اے ابوذر! (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) صبح کے وقت تیرا کتاب اللہ سے ایک آیت سیکھنا تیرے لئے سو رکعتیں ادا کرنے سے بہتر ہے۔اور صبح کے وقت تیرا علم کی ایک بات سیکھنا ہزار رکعت نماز پڑھنے سے افضل ہے۔'' (سنن ابن ماجہ جلد 1 صفحہ 142)

خواہشات کی چار اقسام

☆ **شہنشاہِ تصوف امام محمد غزالی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی خواہشات کی بحث میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''خواہشات کی چار اقسام ہیں۔

(1) **خواہشِ رحمانی:** جو ابتداءً اللہ تعالیٰ بندے کے دل میں پیدا فرماتا ہے۔

(2) **خواہشِ نفسانی:** جو انسانی طبیعت کے موافق انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے اور انسان کی طرف منسوب ہوتی ہے۔

(3) الہام: جو مُلْہِم فرشتہ کی دعوت کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے اور اس کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

(4) وسوسہ: جو شیطان کی دعوت کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے اور اس کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

خواہشات کی اِس تقسیم کے بعد اِس چیز کو یاد رکھنا ضروری ہے کہ جو خواہش ابتداءً قلبِ انسان میں پیدا ہوتی ہے کبھی تو وہ اِکرام اور اِتمامِ حجت کے لیے نیک اور اچھی ہوتی ہے۔ اور کبھی امتحان و آزمائش میں ڈالنے کے لیے شر اور بری ہوتی ہے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ جو خواہش مُلْہِم فرشتہ کی دعوت کے نتیجہ میں پیدا ہوگی وہ اچھی ہی ہوگی کیونکہ اس کو رشد و ہدایت ہی کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

اور جو خواہش شیطان کی دعوت کے نتیجہ میں پیدا ہو وہ بری ہوگی کیونکہ شیطان کا تو مقصد ہی انسان کو گمراہ کرنا ہے اور راہِ حق سے پھسلا دینا ہے۔

اور جو خواہش نفس کی دعوت سے جنم لے وہ بھی شر اور بری ہی ہوگی بھلی اور نیک نہ ہوگی۔

☆ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی مزید فرماتے ہیں کہ ''میں نے بعض اسلاف سے اس نکتہ کو بھی پایا ہے کہ خواہشاتِ نفس بھلائی کی جانب بھی بلاتی ہیں لیکن مقصد اس کا بھی برائی ہی ہوتا ہے۔'' (منہاج العابدین صفحہ نمبر 112)

خواہشاتِ خیر اور شر میں امتیاز کرنے کا طریقہ:

☆ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی ''منہاج العابدین'' میں رقم فرماتے ہیں: ''ہمارے علماء کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ فرماتے ہیں کہ ''جب تم خواہشِ خیر اور شر کو جاننا اور انکے درمیان فرق کرنا چاہو تو چار میزان میں سے کسی ایک پر وزن کر کے حقیقت سے آگاہی حاصل کر سکتے ہو۔

میزانِ اوّل: جو خواہش تمہارے دل میں پیدا ہو اس کو میزانِ شریعت پر تول کر دیکھو اگر وہ شریعت کے عین مطابق ہو تو خیر اگر مخالف ہو تو شر۔

میزانِ ثانی: اگر میزانِ شریعت پر فرق ظاہر نہ ہو سکے تو اسے صالحین کی اِقتداء کے میزان پر تولو اگر موافق ہو تو خیر ورنہ شر۔

میزانِ ثالث: میزانِ اقتداء پر بھی فرق ظاہر نہ ہو سکے تو نفس کے میزان پہ تولو دیکھو کہ نفس اس سے طبعاً متنفر ہے نہ کہ کسی خوف اور ڈر سے تو یہ خیر ہے اور اگر کسی خارجی خوف کی بناء پر متنفر ہے تو شر ہے۔

میزانِ رابع: میزانِ نفس پر بھی فرق ظاہر نہ ہو تو دیکھو کہ نفس طبعی وفطری طور پر اس دل کی خواہش کی طرف مائل ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ سے کسی امید اور ترغیب کی بنا پر، تو جان لو کہ یہ خواہش ضرور شر ہے کیونکہ نفس ہمیشہ (بالواسطہ یا بلاواسطہ) برائی ہی کا حکم دیتا ہے بھلائی کی جانب مائل نہیں ہوتا"۔ (منہاج العابدین صفحہ نمبر 113)

گوہرِ نایاب:

☆ میرے شیخِ طریقت، امیرِ اَہلسنّت، بانی دعوتِ اسلامی حضرتِ علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری رضوی** دامت برکاتہم العالیہ خواہشات کو ممتاز کرنے میں ایک بہت ہی جامع مدنی پھول اپنے بیان "نفس کسے کہتے ہیں" میں ارشاد فرماتے ہیں: "کسی کے سامنے دو نیکیاں ہیں اب اس کو کیسے معلوم ہو کہ اس میں اتباعِ نفس ہے اور اس میں اتباعِ رحمن عَزَّوَجَلَّ تو بزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ نے بڑا ہی حکمت بھرا مدنی پھول عطا فرمایا ہے اس کو یاد کرلیں ہر عمل میں کام دے گا وہ مدنی پھول یہ ہے، "جب سامنے دو عمل ہوں تو جو عمل نفس پر گراں ہو اس کو اختیار کر لیجئے کہ اس میں اتباع رحمن عَزَّوَجَلَّ ہے۔ اور یہ بات احادیث میں بھی مروی ہے کہ: "افضل عبادت وہ ہے جو نفس پر گراں ہو۔"

(المقاصد الحسنہ باب الھمزہ حدیث 138، صفحہ 91۔ کشف الخفاء حرف الھمزہ جلد ا، حدیث 459، صفحہ 141)

☆ حضرت سخی سلطان باھو رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ ’’عین الفقر‘‘ میں فرماتے ہیں: ’’منقول ہے ایک دن ایک بزرگ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ بیٹھے ہوئے تھے انکا نفس انہی کی صورت میں انکے سامنے آکر مصلے پر بیٹھ گیا۔ وہ بزرگ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ’’جب میں نے اپنی ہی صورت کو اپنے سامنے بیٹھے ہوئے دیکھا تو پوچھا: ’’تو کون ہے؟‘‘

اس نے کہا: ’’میں تیرا نفس ہوں۔‘‘

میں نے چاہا کہ اسے مضبوطی سے پکڑ کر خوب پیٹوں لیکن نفس اٹھا اور کہنے لگا: ’’تو مجھے کسی طرح نہیں مار سکتا مجھے مارنا ہے تو میرے خلاف چل۔‘‘ (عین الفقر صفحہ175)

☆ حضرت جنید بغدادی رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ’’ایک دفعہ رات کو میں جاگا اور نماز کے لیے کھڑا ہوا تو مجھے وہ لذت نصیب نہ ہوئی جو ہمیشہ ہوتی تھی۔ ارادہ کیا کہ سو جاؤں یہ بھی نہ ہو سکا پھر بیٹھنا چاہا تو یہ بھی ممکن نہ ہوا۔ بالآخر میں گھر سے نکلا، میں نے دیکھا کہ ایک آدمی کمبل میں لپٹا ہوا راستہ میں لیٹا ہے، جب اس نے میری آہٹ سنی تو کہا: ’’اے ابوالقاسم! ذرا میرے پاس آنا‘‘

میں نے کہا: ’’پہلے سے تو آپ نے اطلاع نہیں فرمائی‘‘۔

اس نے کہا: ’’ٹھیک ہے میں نے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا مانگی تھی کہ آپ کے دل کو میرے لیے متحرک کر دے۔‘‘

میں نے کہا: ’’یہ تو اللہ تعالیٰ نے کیا اب آپ کا کیا مطلب ہے؟‘‘

اس نے اِستفسار کیا: نفس کے مرض کا علاج کیا ہے؟۔

میں نے جواب دیا کہ: ’’جب انسان خواہشاتِ نفس کے خلاف کرتا ہے تو اس کو تکلیف ہوتی ہے مگر یہی اس کا علاج و دوا ہے۔‘‘

وہ شخص اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ ’’سن میں نے تجھے سات بار یہی جواب

دیا تھا لیکن تو نہ مانا اور کہا کہ حضرت جنید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ سے سنوں گا، لے! اب سن لیا"۔
پھر وہ شخص چل دیا اور میں نے نہ پہچانا کہ وہ کون تھا"۔

(احیاء العلوم جلد 3، باب الریاضۃ والاخلاق صفحہ 117)

☆ امام ابوالقاسم قشیری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: "نفس کا علاج کرنے کے لیے بھوک پیاس بیداری اور قوت گھٹانے والے مجاہدات کی جگہ اسے ترک کردینے اور اس کی صرف مخالفت کرنے کا طریقہ زیادہ کامل ہے"۔ (رسالہ قیشریہ صفحہ نمبر 165)

☆ حضرت سری سقطی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ "چالیس سال سے میرا نفس یوں چاہتا ہے کہ روٹی چھوہارے کے شیرہ میں ترکرکے کھاؤں مگر میں نے نہ کھائی"۔

اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: "اس سے معلوم ہوا کہ اصلاحِ قلب طریق آخرت کے سلوک کے لیے نہیں ہوتی جب تک کہ نفس کو شہوات اور مباح چیز کی لذت سے نہ روکا جائے، اس لیے کہ سالک مباحات کی لذت سے محظورات (ممنوعات) میں پڑجاتا ہے۔ مثلاً: اگر کوئی چاہے کہ زبان سے غیبت اور فضول بات نہ نکلے تو اس کو چاہئے کہ بجز ذکر الٰہی یا ضروریاتِ دین کے اور کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالے اور سکوت اختیار کرے۔ حتی کہ شہوات کا کلام فنا ہوجائے پھر جو زبان سے نکلے گا وہ حق ہوگا بلکہ سکوت اور کلام دونوں عبادت ہوں گے۔

اور جب آنکھ میں یہ عادت ظاہر ہو کہ ہر ایک اچھی چیز کی طرف پڑتی ہے تو حرام چیزوں پر بھی پڑے گی علیٰ ہٰذا القیاس تمام شہوات کا خیال کرو۔ کیونکہ حلال اور حرام دونوں کی شہوات تو ایک ہی ہیں اور انسان کو حکم ہے کہ حرام سے شہوت کو روکے۔ اگر مقدارِ حاجت پر کفایت کا عادی نہ ہوگا تو شہوت کا غلبہ ہوجائے گا۔ یہ مباحات کی ادنیٰ آفت ہے۔ اس کے سوا اور بڑی آفات ہیں، مثلاً لذتِ دنیا پاکر نفس خوش ہوتا ہے اور اس کی طرف میلان اور اطمینان کرتا ہے

اور اترا کر پھولا نہیں سماتا اور ایسا ہو جاتا ہے۔ جیسا کوئی نشے والا کبھی ہوش میں نہیں آتا۔ یہ خوشی اس کے حق میں زہر قاتل ہے۔ یہ رگ و ریشہ میں پھیل جاتی ہے اور دل سے خوف اور ذکرِ موت اور احوالِ قیامت کا ڈریک لخت اڑا دیتی ہے۔ اس کا نام موتِ قلب ہے اور قرآن مجید میں اکثر مقامات پر دنیا اور اس پر خوش ہونے کی مذمت موجود ہے۔

☆ چنانچہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: "اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابل نہیں مگر کچھ دن برت لینا۔"

(پارہ 13، سورۃ الرعد، آیت 26)

☆ قرآن پاک میں ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

اِعْلَمُوْۤا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِیْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ (پارہ 27، سورۃ الحدید، آیت 20)

ترجمۂ کنزالایمان: "جان لو کہ دُنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے زیادتی چاہنا۔"

(احیاء العلوم جلد 3، باب الریاضۃ و الاخلاق صفحہ 118، 119)

مذکورہ تقریر سے نفسِ اَمّارہ کا مہلک ترین ہونا مزید واضح ہو گیا۔ لہٰذا ہر ایک مسلمان کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ دونوں جہانوں میں سرخروئی حاصل کرنے کے لیے اس کا مقابلہ کرے اور اس کو زیر کرنے کی حتّی الامکان کوشش کرتا رہے۔

سوال: "مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ میرا نفس، نفسِ امارہ ہے، لوامہ ہے، یا مطمئنہ ہے؟"

جواب: "جب آپ کو اس بات کا یقینِ دائمی حاصل ہو جائے کہ اللہ عزوجل مجھے دیکھ رہا ہے۔ اور آپ نفسانی کشمکش پر اس طرح غالب آ جائیں کہ آپ کے نفس سے صادر

ہونے والے اعمالِ حسنہ (یعنی اچھے اعمال) اعمالِ سیئہ (یعنی برے اعمال) پر غالب آ جائیں تو اس وقت آپ کا نفس، ''نفسِ مطمئنہ'' سے متصف ہوگا۔

اور اگر اس طرح نہ ہو بلکہ معاملہ یوں ہو کہ اکثر اوقات آپ کے نفس سے صادر ہونے والے اعمالِ سیئہ، اعمالِ حسنہ پر غالب رہیں تو اس وقت آپ کا نفس، ''نفسِ امارہ'' ہوگا۔

اس صورتِ حال میں اگر کبھی کبھی آپ کے اعمالِ حسنہ اعمالِ سیئہ سے زیادہ ہو جائیں لیکن پھر بھی بسا اوقات نفس آپ سے گناہ کروادے، آپ نفس کو اس کی کوتاہی پر ملامت کریں کہ اے نفس! تو گناہوں میں کیوں پڑتا ہے؟، اور اس ملامت کی وجہ سے آپ کا نفس پھر اعمالِ حسنہ کی جانب لوٹ آئے تو اس وقت آپ کا نفس، ''نفسِ لوامہ'' ہوگا''۔

(طہارۃ النفس و امراض القلوب)

مجاہدۂ نفس کے فضائل میں آیتِ کریمہ

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا، تو بے شک جنت ہی ٹھکانا ہے''۔

(پارہ 30 سورہ نازعات آیت 40، 41)

☆ اس آیت کے تحت سیدی اعلیٰ حضرت عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ رَبُّ الْعِزَّت فرماتے ہیں:

''سارا مجاہدہ اس آیت میں جمع ہے اور یہی جہادِ اکبر ہے''۔

(ملفوظات اعلیحضرت حصہ 1، صفحہ 157)

☆ حضرت داؤد بن صالح عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَادِرْ فرماتے ہیں: ''مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے فرمایا: ''اے چچا کے بیٹے! کیا تمہیں معلوم ہے یہ آیت

کس کے بارے میں نازل ہوئی؟

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا

(ترجمۂ کنزالایمان: "اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو۔") (پارہ4، سورہ اٰل عمران، اٰیت200)

میں نے کہا: "معلوم نہیں۔"

فرمایا: "اے بھائی! رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ کے زمانہ میں ایسی جگہیں (یعنی اصطبل) نہ تھے کہ جہاں گھوڑے باندھے جاتے۔ یہاں مراد ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا ارادہ کرنا ہے۔ اور "رَابِطُوْا" سے مراد جہادِ نفس ہے اور جو خانقاہ میں رہتا ہے وہ مجاہدِ نفس ہے۔"

☆ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (پارہ17، سورۃ الحج، آیت78)

ترجمۂ کنزالایمان: "اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا۔"

☆ عبداللہ بن مبارک رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْه فرماتے ہیں: "یہاں جہاد سے مراد جہادِ نفس ہے اور یہی جہادِ اکبر ہے جیسا کہ حدیث میں بھی وارد ہے۔"

(عوارف المعارف صفحہ نمبر 258)

☆ قرآنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۪ۙ (۹) (پارہ30، سورۃ الشمس، آیت9)

ترجمۂ کنزالایمان: "بے شک مراد کو پہنچا جس نے اسے ستھرا کیا"۔

☆ حضرت سعید بن ابو ہلال رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے کہ "جب رسول اکرم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ یہ آیت تلاوت فرماتے تو آپ توقف فرماتے اور یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰاهَا اَنْتَ وَلِیُّهَا وَ مَوْلَاهَا وَ زَكِّهَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَكّٰهَا

ترجمہ: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میرے نفس کو تقوٰی عطا فرما تو ہی اس کا ولی و مولیٰ ہے اور اس کو نیک بنادے کہ تو بہترین نیک بنانے والا ہے''۔

(تفسیرِ کبیر جلد 11، صفحہ 178، پارہ 30، سورہ الشمس۔ عوارف المعارف صفحہ نمبر 654)

☆ ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا (پارہ 26، سورۃ الحجرٰت، آیت 6)

ترجمۂ کنزالایمان۔ ''اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو۔

☆ حضرت شیخ سہل بن عبداللہ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں: ''اس آیت میں فاسق سے مراد کاذب ہے اور کذب ایک نفسانی صفت ہے کہ یہی نفس چیزوں کو کچھ سے کچھ بنا کر حقائق کے خلاف پیش کرتا ہے۔ پس جب دل میں کوئی خیال گزرے تو اس کو بیان کرنے سے پہلے اس کی پوری پوری تحقیق کرلی جائے۔ اس معاملہ میں بندۂ حق کا دل تصورات کو ایک خبر کی مانند سمجھتا ہے۔ (جس کی تحقیق کا حکم دیا گیا ہے) تاکہ وہ ان کی تحقیق کرے اور عجلت میں نفسانی خواہش کی تحریک پر اس سے کوئی لغزش نہ ہوجائے''۔

(عوارف المعارف صفحہ 664)

☆ ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

ترجمۂ کنزالایمان: ''جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے''۔ (پارہ 21، سورہ العنکبوت، آیت 69)

☆ اس آیت کے تحت ''کشف المحجوب'' میں ہے۔ ''یعنی جو مجاہدہ کرتا ہے وہ مشاہدہ پاتا ہے۔ نیز انبیائے کرام عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بعثت، شریعت کا قیام، کتابوں کا نزول اور تمام احکام مُکَلَّفَہ یہ سب مجاہدہ ہی تو ہیں۔ اگر مجاہدہ مشاہدے کی علت نہ ہو تو ان سب کا حکم باطل قرار پاتا ہے۔ اور مشاہدے کا انکار، مکابرہ اور ہٹ دھرمی ہے۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ سرکش گھوڑے کو چابک کے ذریعہ سدھا کر بہادری کی شان پیدا کی

جاتی ہے، اس کی سرکشی کو اس طرح ختم کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے مونہہ میں لگام لے لیتا ہے۔

اسی طرح نادان عجمی بچے پر محنت کر کے عربی زبان سکھا دی جاتی ہے اور اس کی طبعی بولی کو بدل دیا جاتا ہے۔

پھر یہ کہ وحشی جانور کو محنت کر کے ایسا سدھا دیا جاتا ہے کہ جب اسے چھوڑتے ہیں تو وہ خود چلا جاتا ہے اور جب بلاتے ہیں تو آ جاتا ہے۔ پنجرے میں رہنا آزادی سے اسے زیادہ پسندیدہ ہوتا ہے۔

ناپاک کتے کو سدھا کر اس منزل تک پہنچا دیا جاتا ہے کہ اس کا شکار حلال ہو جاتا ہے حالانکہ آدمی کے سدھائے بغیر اس کا شکار حرام ہے۔

اس قسم کی بے شمار مثالیں ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب سیدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ نے خود بکثرت مجاہدے فرمائے ہیں۔ آپ کو حصولِ قرب، وصولِ مقصود، عافیتِ عقبٰی اور قیام پر عصمت حاصل تھا اس کے باوجود بھوکے رہے۔ طویل مدت تک صوم وصال رکھے اور کتنی ہی راتوں تک شب بیداری فرمائی۔

☆ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

طٰهٰ ۝۱ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝۲

(پارہ 16، سورہ طٰہٰ، آیت 1،2)

ترجمۂ کنزالایمان: ''اے محبوب! ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو۔'' (کشف المحجوب صفحہ 298)

☆ **اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا مزید ارشاد ہوتا ہے:**

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (پارہ 28 سورۃ الحشر آیت 18)

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لئے کیا آگے بھیجا۔''

☆ اس آیت کے تحت **امام غزالی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''اے انسان! جان لے کہ تجھے بدی کی طرف مائل کرنے والا تیرا نفس شیطان سے بھی بڑا دشمن

ہے۔شیطان کو تجھ پر تیری خواہشات کی وجہ سے غلبہ حاصل ہوتا ہے۔لہذا تجھے تیرا نفس جھوٹی امیدوں کے ساتھ دھوکہ دیتا ہے۔جو شخص اللہ عزوجل سے بے خوف ہو وہ اپنے نفس کی اطاعت کرتا ہے۔ایسے انسان کا ہر دعوی جھوٹا ہے۔

اے انسان! یادرکھ اگر تو نفس کی رضا میں اس کی خواہشات کی پیروی کرے گا تو ہلاک ہوجائے گا۔اگر تو اس کے محاسبہ سے غافل ہوگا تو گناہوں کی دلدل میں غرق ہوجائے گا۔اور اگر تو اس کی خواہشات کی پیروی کرے گا تو یہ تجھے جہنم کی طرف کھینچ کرلے جائے گا۔

نفس کی منزل بھلائی کی طرف نہیں ہے بلکہ یہ پریشانیوں کی جڑ،شیطان کی خوشی اور ہر برائی کا ٹھکانا ہے۔اور اس کی فتنہ انگیزیوں کو اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

☆ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور اللہ سے ڈرو! بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔''

(پارہ 6،سورۃ المائدہ،آیت 8)

☆ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن،تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں حساب کو''۔ (پارہ 17،سورہ الانبیاء،آیت 47)

☆ اور ارشاد فرمایا:

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ

اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ”اور نامہ اعمال رکھا جائے گا تو تم مجرموں کو دیکھو گے کہ اس کے لکھے سے ڈرتے ہوں گے، اور کہیں گے ہائے خرابی ہماری اِس نوشتہ کو کیا ہوا، نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا جسے گھیر نہ لیا ہو، اور اپنا سب کیا انہوں نے سامنے پایا اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔“ (پارہ15سورہ الکھف، آیت 49)

☆ اور ارشاد فرمایا:

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ”جس دن اللہ ان سب کو اُٹھائے گا پھر انہیں ان کے کوتک (اعمال) جتادے گا اللہ نے انہیں گن رکھا ہے اور وہ بھول گئے اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔“ (پارہ28، سورہ المجادلۃ، آیت 6)

☆ اور ارشاد فرمایا:

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ﴿۶﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿۷﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ”اس دن لوگ اپنے رب کی طرف پھریں گے کئی راہ ہو کر تا کہ اپنا کیا دکھائے جائیں، تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔“ (پارہ30، سورۃ الزلزلۃ، آیت 6تا8)

☆ اور ارشاد فرمایا:

ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ”پھر ہر جان کو ان کی کمائی بھرپور دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔“ (پارہ4، سورۃ آل عمران، آیت 161)

☆ اور ارشاد فرمایا:

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ''جس دن ہر جان نے جو بھلا کام کیا حاضر پائے گی، اور جو برا کام کیا امید کرے گی کاش! مجھ میں اور اس میں دور کا فاصلہ ہوتا اور اللہ تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔'' (پارہ3، سورۃ آل عمران، آیت30)

☆ اور ارشاد فرمایا:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور جان لو کہ اللہ تمہارے دل کی جانتا ہے تو اس سے ڈرو۔'' (پارہ2، سورۃ البقرہ، آیت235)

☆ ان آیات کو نقل فرمانے کے بعد امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں:

''ان آیات کے مضامین سے بندگانِ دین یعنی اہلِ بصیرت نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی طرف متوجہ ہے اور ان سے حساب ہوگا اور ذرہ ذرہ خطرات اور لحظات کی پرسش ہوگی۔ اور ان خطرات سے نجات کی صورت یہی ہے کہ بندے ہمیشہ محاسبہ کیا کریں اور اپنے احوال کے نگران رہیں کہ ہر ایک سانس اور حرکت کا مقابلہ اپنے نفس سے رکھیں۔ اور ہر خطرہ ولحظہ میں اس سے حساب لیں۔

اس لیے کہ جو اپنے نفس سے حساب لیے جانے سے پہلے محاسبہ کرتا رہے گا اس کا حساب قیامت میں ہلکا ہوگا اور جواب بن آئے گا اور اس کا رجوع اور انجام وہاں اچھا ہوگا۔

اور جو شخص اپنے نفس کا حساب نہ لے گا ہمیشہ پچھتائے گا اور میدانِ قیامت میں بڑی مدت تک کھڑا رہے گا۔ اور اس کی برائیاں اس کو رسوائی اور غضب میں مبتلا کریں گی۔

جب ان (یعنی اہلِ بصیرت) کو یہ امر منکشف ہوا تو انہوں نے جان لیا کہ ان خرابیوں سے نجات کی صورت اطاعتِ الٰہی کے بغیر اور کوئی نہیں اور اللہ تعالیٰ نے صبر اور نگہداشت کا حکم فرمایا:

☆ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا

ترجمۂ کنزالایمان: "اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو۔" (پارہ 2، سورہ آل عمران، آیت 200)

انہوں (یعنی اہل بصیرت) نے اپنے نفسوں پہ یہ نگہداشت کی کہ اول ان سے شرطیں کیں۔ پھر نگرانِ حال رہے، پھر حساب کیا، پھر سزا دی، پھر مجاہدہ کیا اور پھر عتاب کیا۔ اور ان کی اصل محاسبہ ہے۔ لیکن ہر حساب آپس کی شرط لگانے اور نگران رہنے کے بعد ہوا کرتا ہے اور حساب کے بعد اگر نقصان معلوم ہو تو نوبت عتاب اور عقوبت (سزا) تک پہنچتی ہے"۔

(احیاء العلوم باب المراقبہ والمحاسبہ جلد 4، صفحہ 730)

☆ سورۃ الرعد میں ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾ (پارہ 13، سورۃ الرعد، آیت 21)

ترجمۂ کنزالایمان: "اور وہ کہ جوڑتے ہیں اُسے جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا اور اپنے رب سے ڈرتے اور حساب کی برائی سے اندیشہ رکھتے ہیں۔"

☆ اس آیت کے تحت "تفسیر خزائن العرفان" میں ہے: "اور وقتِ حساب سے پہلے خود اپنے نفسوں سے محاسبہ کرتے ہیں۔" (خزائن العرفان)

{2} مجاہدۂ نفس کے فضائل میں احادیث مبارکہ

☆ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَ الْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوْبَ" (مشکوۃ المصابیح کتاب الایمان الفصل الثانی جلد 1، صفحہ 67)

ترجمہ: "مجاہد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرے۔ اور مہاجر

وہ ہے جو خطاؤں اور گناہوں سے ہجرت کرے۔“

☆ اسی حدیث کے تحت حکیم الامت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ”مرآۃ المناجیح“ میں فرماتے ہیں: ”کیونکہ ہمارا بدترین دشمن اور آستین کا سانپ ہمارا نفس ہے۔ کفار کو مارنا آسان ہے مگر نفس ناہنجار کو مارنا مشکل ہے۔“

☆ مفتی صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ مذکورہ حدیث کے حصہ (اَلْمُھَاجِرُ مَنْ ھَجَرَ الخطایا) کے تحت ”مراۃ“ میں فرماتے ہیں: ”کیونکہ وطن جسم کا دیس ہے اور گناہ **نفسِ اَمَّارَہ** کا دیس ہے۔ وطن عمر میں ایک مرتبہ چھوڑنا پڑتا ہے۔ اور نفس کو ہر لحظہ چھوڑنا پڑتا ہے۔“

(مراۃ المناجیح، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 55)

☆ حضورِ اکرم، نورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم، رسولِ محتشم، شفیعِ اُمم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کا فرمان ہدایت نشان ہے: ”اَلْمُجَاھِدُ مَنْ جَاھَدَ نَفْسَہٗ فِی اللّٰہِ“

ترجمہ: ”مجاہد وہ ہے جس نے راہِ خدا (عَزَّوَجَلَّ) میں اپنے نفس کے ساتھ جہاد کیا۔“

(کشف المحجوب صفحہ 296)

☆ **ایک اور جگہ حضورِ اکرم** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ نے ارشاد فرمایا:

”رَجَعْنَا مِنَ الْجِھَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِھَادِ الْاَکْبَرِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْجِھَادُ الْاَکْبَرُ قَالَ اَلَا وَھِیَ مُجَاھَدَۃُ النَّفْسِ“۔

یعنی ”اب ہم چھوٹے جہاد) غزوہ (سے جہادِ اکبر کی طرف لوٹ رہے ہیں“۔

صحابۂ کرام (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ) نے عرض کیا: ”یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ جہادِ اکبر کیا ہے؟

فرمایا: ”سن لو! وہ مجاہدۂ نفس۔“ (کشف الخفاء حرف الراء المھملہ جلد 1، صفحہ 375، حدیث 1360)

☆ اس حدیثِ مبارکہ کو نقل فرمانے کے بعد حضور سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ نے مجاہدہ

نفس کو جہاد پر فضیلت دی ہے۔ اس لئے کہ اس میں رنج و مشقت زیادہ ہے اور اس میں پامال کرنا واجب ہے۔ اور مجاہدۂ نفس میں نفس کو مغلوب مقصور کرنا ہوتا ہے۔

تو اے عزیز! اللہ تعالیٰ تمہیں عزت بخشے۔ آگاہ رہو کہ مجاہدۂ نفس کا طریقہ کتاب وسنت سے واضح وظاہر ہے۔ اور تمام دینوں اور سب ملتوں میں اسکی تعریف کی گئی ہے۔ اہلِ طریقت تو خاص طور پر اسے ملحوظ رکھتے ہیں۔ اس بارے میں مشائخ کے بکثرت رموز واشارات ہیں۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی تو اس معاملے میں بہت زیادہ اِصرار کرتے ہیں۔ مجاہدے کے سلسلے میں انکے دلائل وبراہین بکثرت ہیں۔ آپ (رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه) کی عادت تھی کہ ہر پندرھویں روز ایک مرتبہ کھانا کھاتے تھے۔ اتنی قلیل غذا پر انہوں نے طویل عمر پائی۔ تمام محققین نے مجاہدے کو ثابت کیا ہے۔ اور اسے مشاہدے کا ذریعہ بتایا ہے۔ مشائخ (رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهِم) فرماتے ہیں کہ حضرت سہل (رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه) نے بھی مجاہدے کو مشاہدے کی علت قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ طالب کے لیے عرفانِ حق میں مجاہدہ نہایت مؤثر عمل ہے۔" (کشف المحجوب صفحہ نمبر 697)

☆ حضورِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ ارشادِ معظم ہے:

نَوِّرُوْا قُلُوْبَكُمْ بِالْجُوْعِ وَجَاهِدُوْا اَنْفُسَكُمْ بِالْجُوْعِ وَالْعَطَشِ وَاَدِيْمُوْا قَرْعَ بَابِ الْجَنَّةِ بِالْجُوْعِ فَاِنَّ الْاَجْرَ فِيْ ذٰلِكَ كَاَجْرِ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَاِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ عَمَلٍ اَحَبَّ اِلَى اللهِ مِنْ جُوْعٍ وَّعَطَشٍ وَلَنْ يَّلِجَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ مَنْ مَلَاَ بَطْنَهٗ وَفَقَدَ حَلَاوَةَ الْعِبَادَةِ۔

یعنی: "اپنے دلوں کو بھوک سے روشن کرو، بھوک وپیاس سے اپنے نفس کا مقابلہ کرو اور ہمیشہ بھوک کے ذریعہ جنت کا دروازہ کھٹکھٹاتے رہو۔ بھوکے رہنے والے کو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی راہ میں جہاد کرنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے نزدیک بھوکا پیاسا رہنا بہترین عمل ہے۔ آسمان کے فرشتے اس انسان کے

قریب بالکل نہیں آتے جس نے اپنا پیٹ بھرا اور عبادت کا مزہ کھو دیا ہو۔"

(مکاشفۃ القلوب صفحہ نمبر 71)

☆ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کا ایک اور ارشادِ مُعَظَّم ہے:

"حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّھَوَاتِ وَ حُجِبَتِ الْجَنَّۃُ بِالْمَکَارِہِ"۔

ترجمہ: "جہنم کو شہوات سے ڈھانپ دیا گیا ہے اور جنت کو نفس کی مخالفت سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔" (صحیح البخاری کتاب الرقاق حدیث نمبر 6487)

☆ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کا ارشادِ گرامی ہے:

"اِنَّ النَّفْسَ کَلْبٌ بِنَاحٍ وَاِمْسَاکُ الْکَلْبِ بَعْدَ الرِّیَاضَۃِ مُبَاحٌ"۔

یعنی: "بے شک نفس آزاد کتا ہے سکھانے کے بعد کتے کو باندھنا مباح ہے۔"

اس حدیث کے تحت "کشف المحجوب" میں ہے: "لہٰذا مجاہدۂ نفس کی صفات کو فنا کر دیتا ہے لیکن اس کی ذات کو نا پید نہیں کرتا"۔ (کشف المحجوب صفحہ نمبر 306)

☆ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کا ارشاد ہے:

"اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا بَصَّرَہٗ بِعُیُوْبِ نَفْسِہٖ"

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ بندے سے جب بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے اس کے نفس کے عیوب دکھا دیتا ہے۔" (ایضاً صفحہ نمبر 291)

☆ احادیث میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داوٗد عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامْ پر وحی نازل فرمائی۔ "یَادَاوٗدُ عَادِ نَفْسَکَ فَاِنَّ وَدِّیْ فِیْ عَدَاوَاتِھَا"۔

"اے داوٗد (عَلَیْہِ السَّلَامْ)! تم اپنے نفس کو دشمن جانو کیونکہ میری محبت اس کی دشمنی میں ہے۔" (ایضاً صفحہ نمبر 291)

☆ حدیث شریف میں ہے: "مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ"۔

یعنی: "جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔"

(کشف الخفاء حرف المیم جلد2، صفحہ234، حدیث 2530)

☆ اس حدیث کے تحت ''کشف المحجوب'' میں ہے: ''مطلب یہ ہے کہ جس نے اپنے نفس کی بابت یہ جان لیا کہ وہ فنا ہونے والی چیز ہے تو اس نے اپنے رب کو پہچان لیا اور سمجھ لیا کہ وہی باقی رہنے والی ذات ہے۔''

ایک قول یہ ہے کہ ''جس نے اپنے نفس کو جان لیا کہ وہ ذلیل وخوار ہونے والی چیز ہے اس نے اپنے رب کو پہچان لیا کہ وہ عزت وکرامت بخشنے والی ذات ہے۔''

ایک قول یہ ہے کہ ''جس نے اپنے نفس کو بندگی سے پہچان لیا اس نے اپنے رب کو ربوبیت سے پہچان لیا۔ جس نے اپنے ہی کو نہ پہچانا وہ دوسرے کو کیا پہچانے گا۔''

(کشف المحجوب صفحہ 293)

☆ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ حدیثِ مبارکہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

''کُفَّ اَذَاکَ عَنْ نَفْسِکَ وَلَا تَتَّبِعْ هَوَاهَا فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِذَنْ تُخَاصِمُکَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیَلْعَنُ بَعْضُکَ بَعْضَ اِلَّا اَنْ یَغْفِرَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیَسْتُرَ''۔

ترجمہ: ''اپنی ایذا اپنے نفس سے روکو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے نفس کی خواہش کی تابعداری نہ کرو۔ اس صورت میں وہ قیامت میں تجھ سے خُصُومت (جھگڑا) کرے گا۔ اور تیرا ایک حصہ دوسرے کو لعنت کرے گا۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مغفرت و پردہ پوشی فرمائے۔''

(احیاء العلوم باب الریاضۃ و الاخلاق جلد 3 صفحہ 115)

{3} مجاہدۂ نفس کے بارے میں صحابہ کرام (عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) و بزرگانِ دین (عَلَیْہِمُ الرَّحْمَة) کے اقوال

☆ حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: ''اپنے نفس کا حساب لو اس سے قبل کہ تمہارا حساب لیا جائے۔ اور ان کو جانچو قبل اس کے کہ تمہاری جانچ کی جائے۔'' (احیاء العلوم باب المراقبہ و المحاسبہ جلد 4، صفحہ 748)

☆ میمون بن مہران رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''بندہ متقین سے نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے نفس سے اس طرح حساب نہ کرے جس طرح شریک کیا کرتے ہیں، اور دو شریک آپس میں حساب کے بعد عمل کرتے ہیں۔''

(احیاء العلوم باب المراقبہ و المحاسبہ جلد 4، صفحہ نمبر 749)

☆ حضرت حسن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ: ''مومن اپنے نفس کا نگران ہوتا ہے۔ اللہ تعالٰی کی خوشنودی کی خاطر اس سے حساب لیا کرتا ہے۔ قیامت میں ان لوگوں پر حساب ہلکا ہوگا۔ جنہوں نے دنیا میں اپنے نفسوں سے حساب لیا۔ اور قیامت کو سخت حساب ان لوگوں پر ہوگا جنہوں نے نفس سے محاسبہ نہ کیا''۔

پھر آپ نے محاسبہ کی تفسیر فرمائی کہ: ''مومن پر اچانک کوئی بات آئی ہے کہ اس کو اچھی معلوم ہوتی ہے تو کہتا ہے کہ تُو تو مجھے اچھی لگتی ہے اور میرے کام کی ہے۔ مگر کیا کروں کہ تجھ میں اور مجھ میں آڑ کر دی گئی ہے،'' اور یہ محاسبہ عمل سے پہلے ہوتا ہے''۔

پھر آپ نے فرمایا کہ: ''بعض اوقات مومن سے کوئی کوتاہی ہو جاتی ہے تو اپنے نفس کی طرف رجوع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ''تیرا ارادہ اس سے کیا ہے؟ بخدا اس کے لئے میرا عذر نہ مانا جائے گا اور اس کی طرف میں کبھی مڑ کر نہ دیکھوں گا''۔ (ایضاً صفحہ نمبر 749)

اگر کوئی شخص اپنے نفس کو زیر کرنے پر کامیاب ہو جائے تو اس کو کیا مقام حاصل ہوتا ہے ملاحظہ فرمایئے۔

☆ شیخ شہاب الدین سہروردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''جب نفس کو رذائل سے طہارت میسر آ جاتی ہے تو اس کے دل کا آئینہ جگمگا اُٹھتا ہے۔ اور وہ آئینہ اس

قابل بن جاتا ہے کہ لوحِ محفوظ سے انعکاس پذیر ہو سکے اور اس پر غیب کے امور منکشف ہوجاتے ہیں اور غیب کی خبروں سے باخبر ہوجاتا ہے۔اور صدیقین تو حالتِ خواب میں ''مُکَالَمَه'' سے بھی نوازے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو کچھ احکام دیتا ہے اور کچھ باتوں سے منع فرماتا ہے۔'' (عوارف المعارف صفحہ نمبر 554)

فائدہ: جب اس امت کے صدیقین غیب پر مطلع ہوتے ہیں تو پھر رحمت للعالمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کی کیا شان ہوگی۔

☆ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ ربُّ الْعِزَّت فرماتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

☆ حکیم ترمذی حضرت محمد بن علی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے نفس کی بقاء کے باوجود جو تمہارے اندر ہے، حق تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوجائے بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

جب کہ تمہارا نفس اپنے وجود کو باقی رکھنے کی تدبیر سے بھی آشنا نہیں ہے۔تو وہ اپنے غیر کو کیسے پہچان سکے گا؟

مطلب یہ ہے کہ نفس تو خود اپنے بقاء کی حالت سے نابلد اور محجوب ہے اور جو خود اپنے آپ سے نابلد و محجوب ہو وہ حق تعالیٰ کو کس طرح پہچان سکے گا۔'' (ایضاً صفحہ 291)

☆ حضرت سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامْ کا ارشاد ہے: ''جس شخص نے اپنے نفس پر قابو پالیا وہ اس شخص سے زیادہ طاقت ور ہے جو اکیلا ایک شہر کو فتح کرے۔''

(منہاج العابدین صفحہ نمبر 70)

☆ حضرت حاتم اصم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَمْ کا قول ہے: ''میرا نفس میرا اصطبل ہے، میرا علم میرا ہتھیار ہے، میرا ناامید ہونا میرا گناہ ہے، شیطان میرا دشمن ہے اور میں اپنے نفس کو دور کردینے والا ہوں۔'' (ایضاً صفحہ 75)

☆ حضرت ذوالنون مصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”میں نے ایک شخص کو دیکھا جو فضا میں اُڑ رہا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ ”تمہیں یہ کمال کیسے حاصل ہوا؟“
اس نے کہا: ”میں خواہشِ نفس پر قدم رکھ کر ہوا میں اڑ جاتا ہوں۔“

(کشف المحجوب صفحہ309)

☆ حضرت حیان بن خارجہ مکی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ ”حضرت عبداللہ ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے دریافت کیا کہ ”جہاد کیا ہے؟“

فرمایا: اِبْدَءْ بِنَفْسِکَ فَجَاھِدْ ھَا فَاِنَّکَ اِنْ قُتِلْتَ مَاڑًا بَعَثَکَ اللہُ مَاڑًا وَاِنْ قُتِلْتَ مُرَاءَۃً بَعَثَکَ اللہُ مُرَائِیًا وَاِنْ قُتِلْتَ صَابِرًا مُحْتَسِباً بَعَثَکَ اللہُ صَابِرًا مُحْتَسِباً۔

ترجمہ: ”اپنے نفس سے جہاد کی ابتداء کرو اور اس کے ساتھ جنگ شروع کرو۔ اب اگر تم بھاگتے ہوئے مارے گئے تو اللہ تعالیٰ بھاگنے والوں میں تمہیں اٹھائے گا۔ اور اگر تم ریاکاری میں مارے گئے تو اللہ تعالیٰ ریاکاروں میں اٹھائے گا۔ اور اگر حصولِ اجر و ثواب کے لیے صبر و تحمل میں مارے گئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں صابروں اور شاکروں میں اٹھائے گا۔“ (کشف المحجوب صفحہ نمبر 299)

☆ حضرت ابوعثمان مغربی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”جو چیزیں انسان راہِ سلوک میں اپنے نفس پر لازم کرتا ہے ان سب میں بہتر محاسبہ و مراقبہ اور اپنے علم سے اپنے عمل کی سیاست ہے۔“ (احیاء العلوم جلد4، صفحہ نمبر 735)

☆ حضرت حریری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا قول ہے کہ: ”ہمارا معاملہ دو اصول پر مبنی ہے۔ ایک یہ کہ اپنے نفس پر خدا تعالیٰ کا مراقبہ لازم کرے، دوسرا یہ کہ علم تیرے ظاہر اعمال پر قائم ہو۔“ (احیاء العلوم جلد4، صفحہ نمبر 735)

☆ حضرت یحییٰ بن معاذ عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّزَّاق فرماتے ہیں: ”نفس سے ریاضت کی

تلواروں کے ساتھ لڑنا چاہیے۔" (ایضاً جلد 3، صفحہ نمبر 116)

☆ امام شرف الدین بوصیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:

"وَخَالِفِ النَّفْسَ وَالشَّیْطَانَ وَاعْصِہِمَا وَاِنْ ھُمَا مَحْضَاکَ النُّصْحَ فَاتَّہِمِ"

ترجمہ: "(اے مسلمان) تو شیطان اور **نفسِ اَمَّارَہ** دونوں کی مخالفت و نافرمانی کر اگرچہ وہ دونوں مخلصانہ نصیحت اور خیر خواہی کر رہے ہوں پھر بھی ان کو متہم اور مشکوک سمجھ۔"

تشریح: مفہوم شعر واضح ہے کہ نفس اور شیطان انسان کے ابدی دشمن ہیں۔ اور ابدی دشمن سے امیدِ خیر خواہی رکھنا غلطی اور ناعاقبت اندیشی ہے یہی وجہ ہے کہ امام شرف الدین بوصیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "نفس اور شیطان اگر بھلی بات بھی بتائیں تو بھی سوچ سمجھ کر ان کی تعمیل کرنا کیونکہ اس میں بھی کوئی خاص سِر مُضمَر ہوگا (یعنی راز پوشیدہ ہوگا) ہمیشہ اسے مُتَّہم بالعداوت سمجھ۔

چنانچہ احمد بن ارقم بلخی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ اپنا تجربہ بیان فرماتے ہیں کہ "ایک بار نفس نے مجھے زور دے کر مشورہ دیا کہ میں غزوہ میں جاؤں۔ اس مشورہ سے مجھے تعجب ہوا کہ الٰہی یہ معاملہ کیا ہے؟ تیرا فرمان ہے:

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوْٓءِ

ترجمۂ کنزالایمان: "بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے۔"

(پارہ 13، سورہ یوسف، آیت نمبر 53)

حالانکہ یہ مشورہ اس کا مبارک اور سعید ہے۔ تو مجھے ظاہر ہوا کہ اس کا اس وقت غزوہ میں نکلنے کا مشورہ یوں ہے کہ لوگوں میں شہرت ہو اور اس شہرت سے میں لوگوں کی نظروں میں مُعزَّز بن جاؤں۔ چنانچہ میں اس غزوہ میں نہ گیا۔ اور میں نے کہا: "اسلام کے لیے سب سے آگے میں جان دینے کو جاؤں گا۔ لیکن اس وقت تیری مخالفت کروں گا۔"

تو نفس نے کہا: کہ "احمد! تم مجھے دن میں بارہا قتل کرتے رہتے ہو میں نے چاہا کہ اس

بہانہ سے تمہیں قتل کروا کر تم سے نجات حاصل کروں تو اس میں بھی مجھے کامیابی نہ ہوئی۔"

(شرح قصیدہ بردہ شریف)

☆ امام ابونُعَیم رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه 'حلیۃ الاولیاء'' میں فرماتے ہیں: ''کہا گیا ہے کہ نفس کو سختیوں اور مشقتوں برداشت کرنے کا عادی بنانے کا نام تصوف اور یہی عمدہ مقام ہے۔''

(حلیۃ الاولیاء جلد ا، حصہ ا، صفحہ ۱۲۱)

☆ حضرت سلیمان دارانی عَلَیْهِ رَحْمَۃُ اللهِ الْقَوِی نے فرمایا: ''**نفسِ اَمّارَہ** کی مخالفت افضل ترین عمل ہے۔'' (نفس کسے کہتے ھیں؟ از امیر اھلسنت دامت بر کاتھم العالیه)

☆ حضرت بایزید عَلَیْهِ رَحْمَۃُ اللهِ الْمَجِید فرماتے ہیں: ''عارف کی ریاضت یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کا نگران رہے۔'' (تذکرۃ الاولیاء صفحہ نمبر 101)

☆ حضرت معروف کرخی عَلَیْهِ رَحْمَۃُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''نفس کی اتباع خدا تعالی کی گرفت ہے۔'' (ایضا صفحہ 181)

☆ اور فرمایا ''جو بندہ نفس کی مخالفت کرتا ہے وہی خلیلِ خدا تعالی ہے۔''

(ایضاً صفحہ نمبر 183)

☆ حضرت جنید بغدادی عَلَیْهِ رَحْمَۃُ اللهِ الْهَادِی نے حضرت یوسف بن حسین رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کو تحریر کیا۔ ''اگر خدا نے تمہیں نفس کی شدت سے نہ آشنا کر دیا تو کوئی مرتبہ حاصل نہ کر سکو گے۔'' (ایضا صفحہ نمبر 205)

☆ حضرت ابو علی جرجانی عَلَیْهِ رَحْمَۃُ اللهِ الرَّبَّانِی نے فرمایا: ''خدا سے حُسنِ ظن قائم رکھنا ہی غایتِ معرفت ہے اور نفس سے بدظن رہنا اساسِ معرفت ہے۔'' (ایضاً صفحہ 272)

☆ عبداللہ خفیف عَلَیْهِ رَحْمَۃُ اللهِ اللَّطِیف فرماتے ہیں: ''نفس دنیا اور ابلیس سے کنارہ کش ہونے کا نام تقویٰ ہے۔'' مزید فرماتے ہیں: ''عبادتِ الٰہی سے نفس کو شکست دینے کا نام ریاضت ہے۔'' (ایضاً صفحہ 280)

☆ حضرت ابو عبداللہ محمد بن حسین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''بندہ مخالفت نفس ہی سے صوفی وزاہد بن سکتا ہے۔'' (ایضاً صفحہ 307)

☆ شیخ شہاب الدین سہروردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی عوارف المعارف میں فرماتے ہیں: ''ہمارے شیخ محترم اپنے شیوخ کے حوالے سے شیخ نوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا یہ ارشاد بیان کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: ''تصوف نام ہے خواہشاتِ نفسانیہ کے ترک کر دینے کا۔ لہٰذا جب ایک متبدی نفس کی لذتوں کو ترک کر کے سفر اختیار کرتا ہے تو اس کا نفس قرار پا کر نرم پڑ جاتا ہے جس طرح نوافل کی پابندی سے نفس نرم پڑ جاتا ہے۔ اس سفر کے ذریعے نفس ایسا صاف اور نرم ہو جاتا ہے جس طرح دباغت کے عمل سے چمڑا صاف اور نرم ہو جاتا ہے اس کی فطری خشکی اور بد بو دور ہو جاتی ہے اور صاف وشفاف نکل آتا ہے اسی طرح راہِ خدا عزوجل کے مسافر کی نفسانی سرکشی بھی اس سفر سے دور ہو جاتی ہے۔''

(عوارف المعارف صفحہ نمبر 276)

☆ حضرت سہل بن عبداللہ تستری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''جس نے نفس پر قبضہ کر لیا وہ پورے عالم پر قابض ہو گیا۔'' (تذکرۃ الاولیاء صفحہ 177)

☆ حضرت ابو بکر صیدلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''بندے کے لیے سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ وہ نفس کی قید سے رہائی حاصل کرلے کیونکہ نفس ہی بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان بڑا حجاب ہے اور جب تک نفسِ امّارہ مردہ نہیں ہو جاتا اس وقت تک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی۔'' (ایضاً صفحہ 333)

☆ ابن علی باقر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَادِر کا ارشاد ہے: ''قلب (دل) کی موت نفس کی خواہشات کی وجہ سے ہے پس جس نے جس قدر شہوات کو ترک کیا اتنی ہی اس کے قلب کو حیات میسر آئی۔'' (عوارف المعارف صفحہ 126)

☆ حضرت سخی سلطان باھو رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''جو نفس کو قید کر لیتا ہے وہ

للہ تعالیٰ کی رضا و محبت حاصل کر لیتا ہے۔ اور جو نفس کو قید نہیں کرتا اسے نفس و شیطان کی رضا و محبت حاصل رہتی ہے۔'' (عین الفقر باب چہارم، صفحہ 183)

☆ سلطان العارفین حضرتِ سخی سلطان باھو رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مزید فرماتے ہیں: ''جان لو خوشنودیٔ خدا نفس کے خلاف چلنے میں ہے۔ طالبِ حق تعالیٰ کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر دم، ہر گھڑی، ہر وقت، نفس کی مخالفت کرتا رہے اور کسی وقت بھی اس سے غافل نہ رہے۔

فارسی اشعار کا ترجمہ (1) ''اگر میں نفس کی گردن مار دوں تو نفس مردِ حق بن جاتا ہے۔ نفس کو مارے بغیر کوئی بھی عشقِ حق تعالیٰ سے بہرور نہیں ہو سکتا۔

(2) نفس اگر تابعدار بن جائے تو جان سے پیارا دوست ثابت ہوتا ہے۔ احمق بے تمیز لوگ بھلا حقیقتِ نفس کیا جانیں۔'' (عین الفقیر باب چہارم، صفحہ 159 تا 161)

☆ ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں: ''نفس سے بڑھ کر اہلِ ہوا (خواہش) اور کوئی نہیں کہ یہ فرعون کی طرح ہر وقت خدائی کا دعویٰ کرتا رہتا ہے۔'' (عین الفقیر باب چہارم، صفحہ 165)

☆ شیخ خلیفہ بن موسیٰ نہر ملکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''افضل الاعمال خواہشِ نفس کی مخالفت ہے۔'' (بہجۃ الاسرار صفحہ 551)

☆ شیخ مکارم النہر خالصی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''بندہ کا خدا سے وصل یہ ہے کہ اپنے نفس کو چھوڑ دے اور بندے کا خدا کو چھوڑنا یہ ہے کہ اپنے نفس سے مل جائے۔'' (بجۃ الاسرار صفحہ 544)

☆ شیخ سعدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''نفس بہت بڑا فریبی ہے اس سے نرمی کی جائے تو اکڑتا ہے حد سے بڑھ کر نقصان پہنچاتا ہے نہ صرف دنیاوی بلکہ اخروی بھی حتیٰ کہ دولتِ ایمان سے محروم کر دینے تک نہیں چھوڑتا۔ اور اگر اس پر سختی کی جائے تو غلام بن جاتا ہے۔ (یاد رکھو) اپنے دامِ تزویر (مکر کے جال) میں اس نے بڑوں بڑوں کو پھنسایا ہے۔'' (الحقائق فی الحدائق جلد 6، صفحہ 411)

☆ حضرت وہب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسلاف میں سے کسی شخص کے بارے میں بیان فرماتے ہیں: ''کسی اللہ والے نے ستر سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہفتہ بھر روزے سے رہتے، ایک ہفتے کے بعد روزہ افطار کرتے۔ ایک مرتبہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے کوئی حاجت طلب کی تو ان کی حاجت پوری نہ ہوئی۔ وہ اپنے نفس کی جانب متوجہ ہوئے اور اسے ملامت کرتے ہوئے فرمانے لگے: ''یہ محرومی تیری وجہ سے ہے، اگر تجھ میں کوئی خیر ہوتی تو تیری حاجت ضرور پوری ہوتی۔''

اللہ تعالیٰ نے اس وقت ایک فرشتے کو نازل کیا، اس نے آ کر کہا: ''اے ابن آدم! تو نے جس گھڑی میں اپنے نفس کو حقیر سمجھتے ہوئے ملامت کی ہے وہ گھڑی (لمحہ) تیری سابقہ ساری عبادات سے بہتر ہے''۔ (ذم الھوی، صفحہ 55)

☆ محبوبِ سبحانی، قندیلِ نورانی، غوث الثقلین حضرتِ سیدنا غوث اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ''فتوح الغیب'' میں فرماتے ہیں: ''مومن جب زندگی کے آخری لمحات تک نفس کے ساتھ مجاہدہ کرتا رہتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملتا ہے کہ نفس و خواہش کو قتل کرنے والی خون آلود تلوار اس کے ہاتھوں میں ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کو وہ تمام نعمتیں عطا فرما دیتا ہے کہ جن کا وہ وعدہ فرما چکا ہے۔

☆ چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے:

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾ (پارہ 30، سورہ نازعات، آیت 40، 41)

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنت ہی ٹھکانہ ہے''۔

جب اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جنت میں داخل کرے گا تو جنت کو اس کا گھر و ٹھکانہ بنا دے گا۔ اور یہاں مومن جنت سے باہر نکلنے، کسی دوسری جگہ منتقل ہونے اور دنیا کی طرف لوٹنے سے محفوظ ہو جائے گا۔ اور جس طرح مومن دنیا میں ہر روز اور ہر ساعت نفس اور خواہشات سے

نئے نئے مجاہدے کیا کرتا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر روز اور ہر ساعت قسم قسم کی تازہ اور نئی نعمتیں اور طرح طرح کے لباس اور بے شمار خوب صورتی کے سامان اس کو عنایت فرمائے گا''۔

(فتوح الغیب المقالۃ السابعۃ و الستون صفحہ 157)

☆ حضرت خواجہ ضیاء اللہ نقشبندی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِیْ فرماتے ہیں: ''جو شخص مجاہدہ اور نفس کشی کو اپنا کام سمجھ لے اور خواہشات کے دروازے اپنے اوپر بند کرے تو وہ شخص خدا تعالیٰ کے نزدیک فرشتوں سے زیادہ بزرگ اور قرب میں رہے گا۔''

(مقاصد السالکین صفحہ 75)

☆ ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں: ''جس گروہ نے ریاضت کی تلواروں اور مخالفت کی چھریوں سے نفسِ امارہ کو مار دیا (یعنی مغلوب کر لیا) محنت سے اپنی جان کو پاک کیا تو عزت و توقیر کا تاج انہیں کے سر پر رکھا گیا اور روحانی سلطنت کا تاج بھی انہیں کا مقدر ہوا۔''

(مقاصد السالکین صفحہ 119)

☆ **اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم **اپنے نعتیہ کلام میں فرماتے ہیں:**

رضاؔ نفس دشمن ہے دَم میں نہ آنا کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

☆ **امیرِ اہلسنت** دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: ''نفس کی چال بہت خطرناک ہے اور یہی آدمی کو مصیبتوں میں ڈالتا ہے۔ اس لئے نفس کی خواہش کو ترک کرنا بہت (بڑا) ثواب ہے۔''

☆ جیسا کہ حضرتِ سلمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''نفس کی خواہشات میں سے ایک خواہش کو ترک کر دینا دل کے لیے ایک سال کے روزوں اور سال بھر کی راتوں کے قیام سے بھی زیادہ فائدہ مند ہے۔''

(فیضانِ سنت باب پیٹ کا قفلِ مدینہ، جلد 1، صفحہ 734۔ جذب القلوب جلد 2، صفحہ 336۔ بیان نفس کسے کہتے ہیں؟ از امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ)

☆ کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

ترجمہ: ''اگر تو لذتوں کو چھوڑنے کی لذت کو جان لے۔ تو پھر نفس کی لذت کو کبھی لذت نہ جانے''۔

☆ امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ مزید فرماتے ہیں: ''نفس تو لذات کی طرف آدمی کو مائل کرتا ہی رہتا ہے۔ اس کا کام ہی یہی ہے کہ اس نے یا تو برائی میں ڈالنا ہے یا پھر اگر کوئی برائی میں نہ پڑے تو اس کو مباح کام میں ڈال دیتا ہے۔ کیونکہ مباح کام میں بھی بارہا ایسا ہوتا ہے کہ بندہ اس کے بعد ناجائز کاموں میں پڑ جاتا ہے۔

☆ چنانچہ امام غزالی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''اپنی آنکھوں کو مباح نظاروں سے بچاؤ کیونکہ یہ دیکھنا اگرچہ جائز ہے لیکن ان کو دیکھنے کی عادت جب آنکھوں کو پڑ جائے گی تو آہستہ آہستہ یہ حرام کی طرف مائل ہوں گی۔ لہذا پہلے ہی سے انکا راستہ بند کر دو۔''

مزید فرماتے ہیں: ''جو شخص نفس کو مار لے وہی کامیاب ہے۔''

☆ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

نھنگ و اژدھا مارا اگر چہ شیر نر مارا   بڑے موذی کو مارا نفسِ اَمّارہ کو گر مارا

یعنی ''نہ مگر مچھ کو مارنا کمال ہے، نہ ہی اژدھے کو مارنا کمال ہے بلکہ شیرِ ببر کو مارا تو بھی کوئی کمال نہیں کیا۔ کمال تو یہ ہے کہ اپنے نفس کو کوئی مارے۔ اور جو **نفسِ اَمّارہ** کو مار دے وہ با کمال ہے اور جنت کا حق دار ہے۔

☆ جیسا کہ قرآنِ پاک میں سورۃ نازعات کی آیت 40 اور 41 میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: ''اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنت ہی ٹھکانہ ہے۔''

(پارہ 30، سورہ نازعات، آیت 40، 41)

نا ہوں کارگر نفس کے مجھ پر حیلے   نبی کے وسیلے کرم یا الٰہی

(بیان نفس کسے کہتے ہیں؟ از امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ)

ماقبل سے نفس کا مقابلہ کرنے کی اہمیت اور اس کے فضائل روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئے۔ ایک مومن اگر نفس کا مقابلہ کرے تو اس کی شان تو منفرد ہو گی۔ لیکن اگر کوئی

غیر مسلم مخالفتِ نفس کرے تو اس کو کیا مرتبہ حاصل ہوتا ہے ملاحظہ فرمایئے۔

☆ منقول ہے۔"حضرت سیّدُنا شیخ خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رَحْمَۃُاللهِ عَلَیْہِ سخت بیمار ہو گئے ۔مریدین نے عرض کی: "حضور! یہاں ایک پنڈت "جھاڑ پھونک" کرتا ہے اوراس کا علاج بہت چلتا ہے اگر حکم ہو تو اسکے پاس لے چلیں۔"

فرمایا:"میں علاج کے لئے کافر کے پاس نہیں جاؤں گا۔"

مرض نے مزید شدت اختیار کی اور آپ رَحْمَۃُاللهِ عَلَیْہِ بے ہوش ہو گئے ۔مریدین اٹھا کر اُسی پنڈت کے پاس لے گئے ۔اس نے پھونک ماری تو آپ رَحْمَۃُاللهِ عَلَیْہِ کو ہوش آ گیا اور صحت یاب ہو گئے ۔آپ رَحْمَۃُاللهِ عَلَیْہِ نے اپنے آپ کو صحت مند پایا تو پنڈت کو دیکھ کر ارشاد فرمایا: "تمہیں علاج میں یہ مَلَکہ کیسے حاصل ہوا؟"

اس نے کہا:"میرے گُرو (یعنی استاد) نے مجھ سے یہ بَچَن (عہد) لیا تھا کہ نفس جو کچھ کہے اسکا الٹ کروں ،لہٰذا جب ٹھنڈا پانی پینے کی خواہش ہوتی ہے تو گرم پانی پیتا ہوں ،چاول کھانے کو جی چاہتا ہے تو روٹی کھاتا ہوں ،اس طرح نفس کے کہنے کا اُلٹا کرتے رہنے سے مجھ میں یہ قوت پیدا ہو چکی ہے۔"

آپ رَحْمَۃُاللهِ عَلَیْہِ نے فرمایا:"یہ بتاؤ،تمہارا نفس مسلمان ہونے کی اجازت دیتا ہے یا نہیں؟"

کہا:"منع کرتا ہے"۔

فرمایا:"یہ مسلمان ہونے سے منع کرتا ہے تو تمھارے اُصول کے مطابق تمہیں اس کے کہنے کا اُلٹ کرتے ہوئے مسلمان ہونا چاہیے۔"

یہ بات آپ رَحْمَۃُاللهِ عَلَیْہِ نے کچھ اس دِلنشین انداز میں ارشاد فرمائی کہ تاثیر کا تیر بن کر اس کے دل میں پیوست ہو گئی اور وہ بے ساختہ پکار اُٹھا:"میں اپنے کفر سے توبہ کر کے مسلمان ہوتا ہوں۔"

اور پڑھا"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" صَلَّی اللّٰهُ تعالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ"

(فیضانِ سنت باب پیٹ کا قفلِ مدینہ جلد 1، صفحہ 736)

ترکِ مجاہدہ کی آفات

آیاتِ مبارکہ کی روشنی میں:

☆ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قرآنِ پاک میں ارشاد ہے۔

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور خواہش کے پیچھے نہ جانا کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی۔''

(پارہ 23، سورہ ص، آیت 26)

☆ سورہ نساء میں ارشاد فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور اپنی جانیں قتل نہ کرو، بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔''

(پارہ 5، سورۃ النساء، آیت 29)

☆ اس آیت کے تحت ''خزائن العرفان'' میں ہے: ''نفس کی اتباع (پیروی) کر کے حرام میں مبتلا ہونا بھی اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے۔''

(خزائن العرفان پارہ 5، سورۃ النساء، آیت 29)

ترکِ مجاہدہ کی آفات احادیث کی روشنی میں:

☆ رحمتِ عالم، نورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم، رسولِ محتشم، شفیعِ اُمَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ (1) خواہش جس کی پیروی کی جائے۔ (2) بخل جس کو اپنایا جائے۔ (3) انسان خود پر فخر و غرور کرے۔''

(احیاء العلوم)

☆ حضور پرنور، شافعِ یومُ النشور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ ہدایت نشان ہے:

''اَلَا وَاِنَّ الْجَنَّةَ حُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ وَاِنَّ النَّارَ بِالشَّهَوَاتِ''

ترجمہ: ''سن لو بے شک جنت کا احاطہ نفس کی مخالفت اور جہنم کا احاطہ شہوات کی

وجہ سے ہوگا۔" (منہاج العابدین صفحہ28)

☆ **تاجدارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، صاحبِ مُعطّر ومُعنبر پسینہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ **نے ارشاد فرمایا:** "اپنی ایذا اپنے نفس سے روکو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے نفس کی خواہش کی تابعداری نہ کرو۔ اس صورت میں قیامت کے دن وہ تجھ سے خُصومت کرے گا۔ اور تیرا ایک حصہ دوسرے کو لعنت کرے گا۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور پردہ پوشی فرمائے۔" (احیاء العلوم باب عجائبات الخلق جلد3 صفحہ115)

☆ **حضور پرنور، شافعِ یومُ النشور** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ **نے فرمایا:**

"اَلْمُؤمِنُ بَیْنَ خَمسِ شَدَائِدَ مُؤمِنٍ یَحْسُدُہٗ وَمُنَافِقٍ یَبْغَضُہٗ وَ کَافِرٍ یُقَاتِلُہٗ وَشَیْطَانٍ یُضِلُّہٗ وَنَفْسٍ تُنَازِعُہٗ"

ترجمہ: مومن پانچ سختیوں میں ہے۔ مومن اس پر حسد کرتا ہے، منافق اس سے بغض رکھتا ہے، کافر اس سے لڑتا ہے، شیطان اس کو بہکاتا ہے، اور نفس اس سے جھگڑا کرتا ہے۔

فائدہ: اس میں بیان فرمایا کہ انسان کا نفس دشمن جھگڑالو ہے اس لیے مجاہدہ واجب ہے۔ (احیاء العلوم باب عجائبات الخلق جلد3، صفحہ115)

☆ **نبی کریم** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ **نے صحابۂ کرام** (عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) **ارشاد فرمایا:** "تم اپنے اس ساتھی کے بارے میں کیا کہتے ہو کہ اگر تم اسکی عزت کرو اور اس کو کھلاؤ پلاؤ تو وہ تمھیں شر کے انتہاء درجے تک پہنچا دیتا ہے۔ اور اگر تم اس کی اہانت کرو اور اسکو بھوکا ونگا رکھو تو وہ تمھیں بھلائی کے انتہاء درجے تک پہنچا دیتا ہے"۔

صحابۂ کرام (عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) نے عرض کی: "یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کیا یہ برا ساتھی زمین پر ہے؟"

تو فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں جان ہے! وہ تمھارا نفس ہے جو کہ تمھارے پہلو کے درمیان چھپا بیٹھا ہے"۔

(تفسیرِ قرطبی، جلد5، صفحہ147، سورہ یوسف، آیت53، پارہ13)

☆ اللہ تعالیٰ نے حضرت داوٗد علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو وحی بھیجی۔ ''اے داوٗد! (عَلَیْہِ السَّلَام) اپنے اصحاب کو شہوات سے ڈراوٗ بلکہ بچاوٗ۔ کیونکہ جن قلوب کی عُقُول شہواتِ دنیوی سے متعلق ہیں وہ مجھ سے دور ہیں۔''

(احیاء العلوم باب عجائبات الخلق جلد 3، صفحہ 115)

ترکِ مجاہدہ کی آفات اقوالِ بزرگانِ دین کی روشنی میں:

☆ ایک بزرگ فرماتے ہیں: ''مَنْ جَھِلَ نَفْسَہٗ فَھُوَ اَجْھَلُ بِالْغَیْرِ''

ترجمہ: ''جو اپنے نفس سے جاہل ہے وہ دوسروں سے جاہل ہوگا یعنی اس نے اپنے آپ کو نہیں پہچانا۔'' (کشف المحجوب صفحہ نمبر 291)

☆ حضرت جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِیْ فرماتے ہیں:

''اَسَاسُ الْکُفْرِ قِیَامُکَ عَلٰی مُرَادِ نَفْسِکَ۔''

ترجمہ۔ ''تیرا اپنے نفس کی آرزو پر قائم رہنا کفر کی بنیاد ہے۔''

☆ اس ارشاد کے تحت ''کشف المحجوب'' میں ہے: ''گویا نفس کی خواہشات پر قائم رہنے میں بندے کے لئے کفر کی بنیاد ہے۔ کیونکہ اسلام کی لطافت کے ساتھ نفس کو کوئی لگاوٗ نہیں ہے۔ لہٰذا خواہشاتِ نفس سے اِعراض کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔'' (ایضا صفحہ 295)

☆ حضرت ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

''اَلنَّفْسُ خَائِنَۃٌ بِالْاَمَانَۃِ وَ مَانِعَۃٌ مِنَ الرِّضَا وَ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ خِلَافُھَا''

ترجمہ: ''نفس امانت میں خیانت کرنے والا اور رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے روکنے والا ہے۔ اور سب سے بہتر عمل نفس کی مخالفت کرنا ہے۔'' (ایضا صفحہ 296)

☆ حضرت ذوالنون مصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِیْ فرماتے ہیں: ''بندے کے لیے سخت ترین حجاب نفس کو اچھا سمجھنا اور اس کی تدبیر کی پیروی کرنا ہے۔ کیونکہ نفس کی پیروی میں حق تعالیٰ کی مخالفت مخفی ہے اور حق تعالیٰ کی مخالفت حجابات کا منبع ہے۔'' (ایضا صفحہ 295)

☆ حضرت بایزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

"اَلنَّفْسُ صِفَةٌ لَا تَسْكُنُ اِلَّا بِالْبَاطِلِ۔"

ترجمہ: "نفس ایسی صفت کا نام ہے کہ جس کو باطل کے سوا تسکین ملتی ہی نہیں۔"

(ایضاً صفحہ 295)

☆ حضرتِ ابوالحسن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: "میں نے اپنے والد کو ان کی وفات کے دو سال بعد خواب میں دیکھا کہ ان کے جسم پر جہنم کا لباس تھا۔ میں نے پوچھا: "ابا جان! میں آپ کو جہنمیوں کے لباس میں کیوں دیکھ رہا ہوں؟"

میرے والد نے مجھے جواب دیا: "اے فرزند! مجھے میرا نفس جہنم میں لے گیا تم اس کے دھوکے میں کبھی نہ آنا۔"

اِنِّیْ اِبْتَلَیْتُ بِاَرْبَعٍ وَمَا سَلَّطُوْا اِلَّا لِشِدَّةِ شَقْوَتِیْ وَعَنَائِیْ

"میں چار دشمنوں میں مبتلا ہوں جو میری بدبختی اور کثرتِ گناہ کی وجہ سے مجھ پر مسلط ہو گئے ہیں۔"

اِبْلِیْس وَالدُّنْیَا وَنَفْسِیْ وَ الْھَوٰی کَیْفَ الْخَلَاصُ وَکُلُّھُمْ اَعْدَائِیْ

"شیطان، دنیا، میرا نفس اور خواہشات ان سے کیسے رہائی مل سکتی ہے حالانکہ یہ سب میرے دشمن ہیں۔"

وَاَرَی الْھَوٰی تَدْعُوْ اِلَیْہِ خَوَاطِرِیْ فِیْ ظُلْمَةِ الشَّھْوَاتِ وَالْاَرَاءِ

"میں دیکھتا ہوں کہ خود پسندی اور شہوات کی ظلمت میں میرے دل کو خواہشات اپنی طرف بلا رہی ہیں۔" (مکاشفۃ القلوب صفحہ 75)

☆ حضرت ابن عطاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: "چونکہ فطرتِ **نفس اَمّارہ** بے ادبی پر قائم ہے اس لیے نفس کو ہر لمحہ مؤدب رہنے کا حکم دیا گیا۔ اور خواہشِ نفس اور عبادت کے صلہ کی تمنا بندے کو خدا کا دشمن بنا دیتے ہیں۔"

☆ اور فرماتے ہیں: "اتباعِ نفس کرنے والا قربِ الٰہی نہیں پا سکتا۔"

(تذکرۃ الاولیاء صفحہ نمبر 247)

☆ **امام محمد غزالی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِیْ فرماتے ہیں: ''شہوت کی وجہ سے بادشاہ فقیر، اور صبر کی وجہ سے فقیر بادشاہ بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت یوسف عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام صبر کے ذریعے مصر کے بادشاہ بن گئے۔'' (مکاشفۃ القلوب صفحہ 74)

☆ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے رسالہ **''میزانِ عمل''** میں فرماتے ہیں: ''یادرکھو! تم اپنی آرزو (یعنی رضاءِ الٰہی) کو نہیں پاسکتے جب تک اپنے نفس، اس کی قوتوں اور خاصیتوں کی معرفت حاصل نہ کرلو۔ کیونکہ جو شخص زید سے واقف نہیں ہے وہ اس کے ساتھ تعلقات کیسے قائم کرسکتا ہے۔ مجاہدہ مُعَالَجۂ نفس ہے۔ جس سے اس کا تزکیہ ہوتا اور انسان فلاح کا مقام حاصل کرلیتا ہے۔'' (مجموعہ رسائل امام غزالی جلد 2، صفحہ 184)

☆ **ایک حکیم کا قول ہے:** ''جس پر نفس کا غلبہ ہو وہ اس کی خواہشات کا قیدی ہوا۔ اور اس کا دل بھلائیوں سے محروم ہوگیا۔ اور جس نے سرزمینِ اعضاء کو شہوات کی خوراک دی اس نے اپنے دل میں ندامت کا پیڑ لگالیا۔'' (مکاشفۃ القلوب صفحہ 74)

☆ **ایک حکیم نے کسی کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:** ''میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ اپنے نفس سے جہاد کر۔ کیونکہ خواہش برائیوں کی کنجی اور نیکیوں کی دشمن ہے۔ اور بعض خواہشات ایسی بھی ہیں کہ جو تیرے سامنے گناہ کو بھی تقویٰ کے رنگ میں پیش کرتی ہیں۔'' (ایضاً)

☆ **بعض حکما کا قول ہے:** ''جس پر نفس غالب ہوجاتا ہے وہ اس (نفس) کی خواہشات کا قیدی ہوجاتا ہے اور اسے بیڑیاں اور طوق پڑ جاتے ہیں۔ باگ اس کے قبضہ میں ہوتی ہے وہ جدھر چاہتا ہے لیے پھرتا ہے اور قلب کے فوائد سے مانع ہوتا ہے۔'' (احیاء العلوم باب الریاضۃ و الاخلاق جلد 3، صفحہ 116)

☆ **حضرت محمد بن فضل بلخی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''مجھے اس شخص پر

تعجب ہوتا ہے جو نفسانی خواہشات کو لے کر خانہ کعبہ جاتا ہے اور اس کی زیارت کرتا ہے۔وہ خواہشِ نفس پر قدم کیوں نہیں رکھتا تا کہ وہ حق تعالیٰ تک پہنچے اور اس کا دیدار پائے''۔

(کشف المحجوب صفحہ 309)

☆ **حضرت سفیان ثوری** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **فرماتے ہیں:** ''نفس سے سخت تر علاج میں نے کسی چیز کا نہیں دیکھا کبھی تو مفید ہوتا ہے اور کبھی مُضِر (نقصان دہ) ہوتا ہے۔''

(احیاء العلوم باب الریاضۃ و الاخلاق جلد 3، صفحہ 116)

☆ **حضرت حسن بصری** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''نفس سے زیادہ سرکش گھوڑے کو بھی لگامِ سخت کی حاجت نہیں ہوتی۔'' (ایضاً)

☆ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہی نے ارشاد فرمایا کہ: ''انسان کے دشمن تین ہیں۔ (1) دنیا (2) شیطان (3) نفس۔ دنیا سے تو زہد کر کے، شیطان سے مخالفت کر کے اور نفس سے ترکِ شہوات کے ذریعے بچنا چاہیے۔'' (ایضاً)

☆ **امام جعفر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **فرماتے ہیں:** ''علماء اور حکماء کا اتفاق ہے کہ عیشِ دائمی بے عیش چھوڑے نہیں ملتا۔'' (ایضاً)

☆ **حضرت ابو یحییٰ وراق** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: ''جس نے اعضاء کی خوشی شہوات کے ارتکاب سے کی اس نے دل کی کھیتی میں ندامت کا بیج بولیا۔'' (ایضاً)

☆ **حضرت وہب بن الورد** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّبّ فرماتے ہیں: ''ضرورت سے زیادہ خواہش ہو تو یہ بھی نفس کی خواہش میں داخل ہے۔

یہ بھی ان کا قول ہے کہ ''جو کوئی شہوات دنیا سے محبت کرتا ہے اسے چاہیے کہ ذلت کے لیے تیار رہے۔'' (ایضاً)

☆ **امام شرف الدین بوصیری** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی **قصیدہ بردہ شریف میں** فرماتے ہیں:

(1)فَاِنَّ اَمَارَتِی بِالسُّوْءِ مَا اتَّعَظَتْ مِنْ جَهْلِهَا بِنَذِيْرِ الشَّيْبِ وَالْهَرَمِ

ترجمہ: ”بے شک میرا نفسِ اَمّارہ جو بدی کی طرف مائل کرتا ہے، اپنی جہالت کے سبب سے ڈرانے والے بڑھاپے اور انتہائی بڑھاپے کی عبرتوں سے نصیحت حاصل نہیں کرتا۔“

تشریح: امام شرف الدین بوصیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا نفس نفسِ خامس (یعنی نفسِ راضیہ) ہے کیوں کہ آپ ولی کامل صاحبِ کرامت اور ذی فخامت ہیں۔

اور آپ کا اَمَارَتِی بِالسُّوْءِ فرمانا کسرِ نفسی کے لحاظ سے ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسف عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ”هَضْماً لِنَفْسِهٖ“ فرمایا۔

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ

ترجمۂ کنز الایمان: ”بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔“ (پارہ 13، سورہ یوسف، آیت نمبر 53)

تو اب مفہوم شعر یہ ہوا: ”میرا نفس جو برائیوں کی طرف مجھے مجبور کرتا ہے وہ اس کی اصلی جہالت کے باعث ہے ورنہ میرا بڑھاپا اسے برا کہتا ہے اور نصیحت کرتا ہے۔“

(2)وَلَا اَعَدَّتْ مِنَ الْفِعْلِ الْجَمِيْلِ قِرٰى ضَيْفٍ اَلَمَّ بِرَاْسِيْ غَيْرَ مُحْتَشِمِ

ترجمۂ: ”ایسا مہمان جو بے تکلف میرے سر کے اوپر اترا، (یعنی بڑھاپا) اس کے لیے میں نے اعمالِ حسن سے مہمانی کا سامان مہیا نہ کیا۔“

تشریح: یعنی میرے **نفسِ اَمّارَہ** نے اچھے کاموں کی تیاری سے اُس مہمان عظیم الشان کی ضیافت کا انتظام نہ کرنے دیا جو میرے سر پر اُترا (یعنی سر کی سفیدی)۔

جب بڑھاپا بطورِ مہمان آیا تو میرے نفس کو لازم تھا کہ اُس کی مدارات اور مہمانی کرتا، ایسے اچھے افعال سے جو اُس کے لیے شایانِ شان تھے، لیکن انکساراً فرماتے ہیں کہ یہ نفسِ اَمّارہ ایسا نکلا کہ اس عظیم الشان مہمان کا وقار اور اِحتشام بھی اس سے نہ ہوسکا۔“

(شرح قصیدہ بردہ شریف صفحہ نمبر 59)

(3) مَنْ لِّیْ بِرَدِّ جِمَاحٍ مِّنْ غَوَایَتِھَا   کَمَا یُرَدُّ جِمَاحُ الْخَیْلِ بِاللُّجُمِ

ترجمہ: "کون ہے جو میرے اس نفس کی منہ زوری اور گمراہی کو روکے۔ جس طرح لگاموں سے سرکش گھوڑے کی منہ زوری روکی جاتی ہے"۔

تشریح: گویا آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سرکش نفس سے بچنے کی ایک ترکیب ایسی شان سے بتارہے ہیں کہ سننے والا یہ سمجھے کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اپنی حالت بیان کررہے ہیں حالانکہ اس میں بندگانِ نفس کو تعلیم دے رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ: اپنے نفس کی اصلاح ارشادِ مرشِدِ کامل کے ذریعے کرو کہ وہ اس سرکش نفس کے لئے لگام ہوگی۔ اسی لیے بایزید بسطامی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: "مَنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ شَیْخٌ فَشَیْخُہٗ شَیْطَانٌ"۔

یعنی: "جس کا کوئی پیر نہیں اُس کا پیر شیطان ہے"۔

اور اسی لیے قرآن کریم میں ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ

ترجمۂ کنزالایمان: "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو"

(پارہ 6، سورۃ المائدہ، آیت 35)

امام شرف الدین بوصیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **قصیدہ میں** "مَنْ لِّیْ" فرما کر یا تو استفہامِ انکاری کررہے ہیں، اور فرمارہے ہیں کہ آج ایسا پیر کامل نہیں ملتا جو تجھ کو گمراہی سے ہدایت پر لے آئے اور اس کا ذمہ دار ہو۔ اس لیے کہ میرا نفس دریائے ضلالت وطغیان میں غرق ہے اب اس کی ہدایت کا کون ذمہ دار ہو سوائے رب الملک المنان کے"۔

حضرت سید محمد احمد قادری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: "زمانۂ حال میں یہ سلسلۂ پیری مریدی ایک پیشہ بن کررہ گیا۔ یا بازیچۂ اطفال (بچوں کا کھیل) ہوگیا ہے۔ اس کی بھی میراثیں تقسیم ہوتی ہیں، باپ مرا تو بیٹا مسند نشین ہوا عام اس سے کہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا۔

خرقہ پہنایا اور شیخِ کامل کی مسند نشینی کا حقدار کیا۔شاید ایسی ہی رسوم نے مشائخ سلف کے آثار محو کر ڈالے ہیں۔

یا پھر بیت میں موجود (مَنْ لی) میں اِستفہام تَمَنِّی و اِستِعطاف و اِستِغاثہ کے لئے ہے۔گویا (آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه) آرزو فرما رہے ہیں کہ کاش! کوئی ایسا پیر کامل مل جائے کہ اِس گھوڑے کو جو میرا نفس ہے ہدایتوں کی لگام دے کر سیدھے راستہ پر لگا دے"۔ (شرح قصیدہ بردہ شریف صفحہ نمبر 62)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری** دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَہ خوفِ خدا و عشقِ رسول، جذبہ اتباعِ قرآن و سنت عفو درگزر صَبر و شکر، عاجزی و انکساری، سادگی و اخلاص، حسنِ اخلاق و دنیا سے بے رغبتی، حفاظتِ ایمان کی فکر، فروغِ علمِ دین اور خیر خواہی مسلمین جیسی صفات میں یادگارِ اسلاف ہیں۔

آپ دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَہ دورِ حاضر کی وہ یگانہ روزگار ہستی ہیں کہ جن سے شرفِ بیعت کی بَرَکت سے لاکھوں مسلمان گناہوں بھری زندگی سے تائب ہو کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اَحکام اور اُس کے پیارے حبیب صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی سُنّتوں کے مُطابق پُرسکون زندگی بسر کر رہے ہیں۔

خیر خواہی مسلمین کے جذبے کے تحت میرا مشورہ ہے کہ اگر آپ ابھی تک کسی جامع شرائط پیر صاحب سے بَیعت نہیں ہوئے تو شیخ طریقت، **امیرِ اہلسنّت** دامت برکاتہم العالیہ کے فُیوض و بَرَکات سے مُستَفِید ہونے کے لئے ان سے بَیعت ہو جائیے۔اِنْ شَآءَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ دنیا و آخرت میں کامیابی و سرخروئی نصیب ہوگی۔

کوئی سب حجاب اُٹھا دے، مجھے ہند میں دکھا دے   یہ نجف، یہ کربلا ہے، یہ ہے مکہ اور مدینہ

4 فَلَا تَرُمْ بِالْمَعَاصِیْ كَسْرَ شَهْوَتِهَا   اِنَّ الطَّعَامَ يُقَوِّیْ شَهْوَةَ النَّهِمِ

ترجمہ: "یہ امید نہ رکھ کہ زیادہ گناہ کرتے کرتے طبیعت گناہوں سے سیر ہو کر

ترکِ گناہ کی طرف مائل ہوجائے گی یاد رکھ زیادہ کھانا کھانے سے حرص کھانے کی بڑھ جاتی ہے۔"

تشریح: "اے وہ شخص جس نے اپنے نفس کو حُبِّ شہوات سے مزیّن کر رکھا ہے اس خیال کو اپنے دل سے نکال کہ کسرِ شہوتِ نفس اور قطعِ معاصی، کثرتِ معاصی کے بعد خود ہوجائے گا۔ اس لیے کہ معاصی شہوتِ نفس کو بڑھاتے اور قوت دیتے ہیں۔ جیسے زیادہ کھانا حرصِ اکل وشرب کو فروغ دیتا ہے۔"

5 وَالنَّفْسُ كَالطِّفْلِ اِنْ تُهْمِلْهُ شَبَّ عَلٰى حُبِّ الرِّضَاعِ وَاِنْ تَفْطِمْهُ يَنْفَطِمِ

ترجمۂ: "نفسِ اَمّارہ مثل اُس شیرخوار بچہ کے ہے کہ اگر تو اُسے جوانی تک دودھ پینے سے نہ روکے گا تو وہ خواہشِ شیرخواری میں قوی ہوگا۔ اور اگر مدّتِ رضاعت میں دودھ چھڑا دے تو آسانی سے چھوڑ دے گا۔"

تشریح: "نفس انسان کی سواری ہے اسی بنا پر فرمایا کہ نفسِ اَمّار کو اپنے موافق بنانا چاہیے نہ یہ کہ اس کی پیروی میں رہا جائے۔"

یہاں یہ امر بھی سمجھ لینا چاہیے کہ اِصطلاحِ عربی میں "طفل" کس عمر تک کے بچے کو کہتے ہیں اور اُس سے آگے کی عمر والے کو کیا کہتے ہیں۔

- ☆ رحم میں جب تک بچہ رہے اُسے "جنین" کہا جاتا ہے۔
- ☆ اور جب پیدا ہوجائے تو اُس کا نام "ولید" ہے۔
- ☆ اور جب پیدا ہوکر کچھ دن شیرخواری کے گزارے تو اُس کا نام "طفل" ہے۔
- ☆ اس کے بعد اُسے "صبی" کہتے ہیں۔
- ☆ پھر "مراہق"،
- ☆ اس کے بعد "غلام" انیس سال تک۔
- ☆ اس کے بعد "شباب" چونتیس برس تک۔

☆ پھر ”کہل“ اکاون برس تک۔

☆ پھر آخر عمر تک ”شیخ“۔

ایک قول یہ ہے کہ ”طفل وہ ہے جس پر بعدِ ولادت دو سال مکمل گزر جائیں۔“

یہی وجہ ہے کہ آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه نے اپنے شعر میں ”وَالنَّفْس كَالطِّفْلِ“ فرمایا ”كَالصَّبِي“ نہیں فرمایا۔ کیوں کہ ”صبی“ مثلِ بالغ کے عاقل ہوتا ہے۔

بتانا یہ مقصود ہے کہ **نفسِ اَمَّارہ** کو اگر ابتداء سے ہی درست رکھا جائے تو وہ قبولِ ہدایت کرلیتا ہے۔ جیسے شیر خوار کا دودھ دو سال کے اندر اندر آسانی سے چھڑایا جاسکتا ہے اور اگر تین سال تک اسے دودھ اِفراطِ محبت کی وجہ میں پلایا جائے، تو بچے کے دِل میں اُس کا شوق اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ وہ چھوڑنا نہیں چاہتا بلکہ سر مار مار کر ماں کو ہلکان کردیتا ہے۔ یہی حال **نفسِ اَمَّارَہ** کا ہے کہ اگر اس کو معصیت سے نہ روکا جائے تو حرصِ معصیت میں جوان ہوکر انسان کو ہلاکت تک پہنچا دیتا ہے۔

6 فَاصْرِفْ هَوَاهَا وَحَاذِرْ اَنْ تُوَلِّيَهٗ اِنَّ الْهَوٰى مَاتَوَلّٰى يُصْمِ اَوْيَصِمِ

ترجمہ: ”اور تو خواہشِ نفس کو روک اور ڈر اس سے کہ وہ غالب آجائے، یا خود مختار ہو جائے بے شک جب خواہش غالب ہوجاتی ہے تو ہلاک کردیتی ہے، یا عیب دار بنادیتی ہے۔“

تشریح: ”یعنی جب معلوم ہو چکا کہ **نفسِ اَمَّارَہ** کیا بلا ہے۔ تو اُس کی خواہشات کو روکنے میں جدوجہد کر۔ اور اس امر کا خوف رکھ کہ کہیں وہ تجھ پر خود مختار ہو کر غالب نہ آجائے۔ اور مملکتِ عقل میں تصرف نہ کر بیٹھے اور تیری عقل مغلوب نہ ہوجائے اس لیے کہ نفس کا غلبہ بُعدِ اِلٰہی (اللہ تعالیٰ سے دوری) کا موجب ہوتا ہے۔“

☆ اسی لیے قرآنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

ترجمۂ کنزالایمان: ”اور خواہش کے پیچھے نہ جانا کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکادے گی“

(پارہ23سورہ ص آیت26)

☆ دوسری جگہ فرمایا:

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ (پارہ20سورۃالقصص آیت50)

ترجمۂ کنزالایمان: "اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اپنی خواہش کی پیروی کرے۔"

☆ "رسالہ قشیریہ" میں ہے کہ "حضرتِ ابوتراب نخشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "میرے نفس نے کبھی کوئی خواہش نہ کی، مگر ایک بار انڈا روٹی مانگا، اور میں سفر میں تھا۔ ایک گاؤں سے گزرا، تو ان لوگوں نے مجھے چور سمجھ کر پکڑا، اور ستر درے لگائے۔

بعد میں مجھے پہچانا اور معذرت کر کے مجھے ایک مکان میں لے گئے۔ اور وہاں انڈا روٹی پیش کیا تو میں نے اپنے نفس سے کہا: "لے ستر درے کھا کر اب انڈا روٹی کھا!"

عجیب وغریب حکایت:

ایک بادشاہ عظیم السلطنت تھا۔ اس کی یہ عادت تھی کہ جب رمضان المبارک آتا تو روزے رکھتا، اور بعدِ عصر سے افطار کے وقت تک گانے بجانے کا مشغلہ رکھتا تاکہ روزے کی مشقت اِس شُغل میں محسوس نہ ہو اور بھوک پیاس نہ ستائے۔

ایک روز ایک مردِ کامل (رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ) ادھر سے گزرے تو بادشاہ کا یہ حال دیکھ کر محسوس فرمایا کہ "اس کو غفلت سے بیدار کرنا ضروری ہے۔ کہ جو وقت رحمت وغفران کا ہے اسے یہ اس لہو ولعب میں خراب کر رہا ہے۔ علاوہ ازیں دفعِ مُنکر واجب بھی ہے"۔

چنانچہ وہ شیخ (رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ) بادشاہ کے محل میں داخل ہوئے اور گَوَیّوں کو مار مار کر بھگا دیا اور ان کے تار طنبورے توڑ ڈالے۔

بادشاہ محل میں یہ تماشا دیکھ کر غضب ناک ہوا۔ اور ملازمین کو گرفتاری کا حکم دیا۔

خدام نے شیخ (رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ) کو پکڑ کے بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔

بادشاہ نے کہا: "اے شیخ! تم نے یہ نامناسب فعل کیوں کیا؟"۔

شیخ (رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ) نے فرمایا: ''یہ مُنکَرات سے تھا اور میں مَن جانبِ اللہ دفعِ مُنکَرات پر مامور ہوں۔''

بادشاہ نے کہا: ''کیا تمہیں میرا ڈر نہیں؟''

شیخ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: ''جو کچھ تیری طرف سے مجھ پر ہوگا اس پر میں صبر کروں گا''۔

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ ؕ

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور جو اُفتاد (یعنی مصیبت) تجھ پر پڑے اس پر صبر کر۔''

(پارہ21، سورۃ لقمان، آیت17)

اور میں تجھ سے قطعاً خائف نہیں اس لیے کہ تو میرے غلام کا غلام ہے۔''

یہ سن کر تمام درباری تعجب سے پکارے: ''افسوس! افسوس! شیخ کی عقل جاتی رہی۔''

شیخ (رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ) نے فرمایا: ''میری عقل نہیں گئی بلکہ میں پھر کہتا ہوں کہ بادشاہ میرے غلام کا غلام ہے۔ اس لیے کہ انسان کی دو حالتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اپنے نفس کو مغلوب کر کے اس پر خود غالب رہے۔ اور اسے جس عبادت کی طرف چاہے لے جائے۔ دوسرا یہ کہ اپنے نفس کو غالب کر کے اس کی زیرِ حکومت اپنی مملکت بدنی کو دے دے۔ اے بادشاہ! ''اب تو بتا کہ تو کس حال میں ہے؟''۔

بادشاہ نے غور کیا اور کہا: ''دوسری حالت میں۔''

شیخ (رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ) نے فرمایا: ''نفس میرا غلام ہے اور تو نفس کا غلام ہے۔ تو تُو میرے غلام کا غلام ہوا یا نہیں؟''۔

بادشاہ نے انصاف سے بات مانی اور توبہ کر کے انہی سے بیعت ہوگیا''۔

7 وَرَاعِهَا وَهِيَ فِي الْأَعْمَالِ سَائِمَةٌ وَاِنْ هِيَ اسْتَحْلَتِ الْمَرعٰى فَلَا تُسِمِ

ترجمہ: ''اور نگاہ رکھ اُس نفس کو چراگاہِ عمل میں، اور اگر وہ حد سے گزر کر چراگاہ کو لذیذ سمجھے تو چرنے سے روک۔''

تشریح: گویا آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہدایتِ اصلاحِ نفس میں ایک طریقہ تعلیم فرماتے ہیں کہ اس نفسِ اَمَّارَہ کی خاص طور پر نگرانی کر اس لیے کہ یہ مثل سائمہ (چھٹے ہوئے جانور) کے ہے۔ اعمالِ صالحہ کی کھیتی میں اگر یہ چرنے اترے تو اس کے چرنے پر نظر رکھ کہیں نقصان نہ پہنچادے۔ اس لیے کہ نفس جب بعض نوافل میں مُلْتَفِت ہوتا ہے۔ اور لُطفِ عبادت سے خوش ہونے لگتا ہے تو عُجب (خود پسندی) اور نَخوَت (یعنی غرور) کا مادہ پیدا کرتا ہے اور قوم میں اپنے اِفتخار اور تکبر کا اثر جماتا ہے جو کہ عابد کے لیے سخت مُضِر (نقصان دہ) ہے۔ لہٰذا اگر عملِ صالح کرتے کرتے ایسا محسوس ہو تو نفس کو آزاد نہ چھوڑ بلکہ اُسے زجر و توبیخ کر۔"

اِسی بناء پر اہلِ تصوف اس بیت (شعر) کے معنی یوں کرتے ہیں: "اے عارف باللہ! اپنے نفس کو فناء کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت میں اور اُس کی رضا حاصل کر اور نہ رہ اعمال کی گنتیوں میں اس لیے کہ یہ مرتبہ صُلَحَاء اور زُہَّاد کا ہے۔ اور تو ملاحظۂ جمال ذات میں مستغرق ہو جا۔ اور قعود و رکوع و سجود کے دیکھنے کو چھوڑ دے اگر تو اس میں الجھا رہا تو ایک دن محجوب (شرمندہ) ہوگا۔ اور اگر اس سے بالاتر پہنچ گیا تو ایک دن مطلوب بن جائے گا۔ اس لیے کہ وَرَاء اَعمال و اِستدلال اصولِ کمال ہے اور یہی حقیقتِ وصال ہے۔ اور بے شک نفس اپنی خباثت کی وجہ سے اس امر کو پسند کرتا ہے کہ تو ذکر و فکر میں پھنسا رہے۔"

8 كَمْ حَسَّنَتْ لَذَّةً لِلْمَرْءِ قَاتِلَةً مِنْ حَيْثُ لَمْ يَدْرِ اَنَّ السَّمَّ فِي الدَّسَمِ

ترجمۂ: "نفس نے بارہا ایسی لذتِ دُنیا کو پسند کیا جو انسان کے حق میں قاتل تھی۔ اور انسان اس قدر بے خبر رہا کہ اُسے معلوم ہی نہ ہوا کہ اس مرغن اور لذیذ کھانے میں زہر ملا ہوا ہے۔"

تشریح: "نفسِ اَمَّارَہ نے انسان کے ساتھ ایسا دھوکا کیا کہ اُس کی نظر میں بظاہر وہ دھوکا بھلا معلوم ہوا۔ اس نے نہ جانا کہ

زہر پلائے شہد دکھائے یہ بس کی گانٹھ ہے حرّافہ صُورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے

گویا آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ: ''نفسِ خبیث نے بہت دفعہ مردِ عاقل کی نظروں میں اُس مزے کو جو درحقیقت اُس کا قاتل ہے نہایت خوشگوار دکھایا اور اُس نے نہ جانا کہ زہر مرغن کھانے میں ملا ہوا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایسا مکار ہے کہ اُس کے شر سے بچنے کے لیے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔''

9 وَاخْشَ الدَّسَائِسَ مِنْ جُوْعٍ وَّمِنْ شَبَعٍ فَرُبَّ مَخْمَصَۃٍ شَرٌّ مِّنَ التُّخَمِ

ترجمہ: ''اور خائف رہ بھوک اور شکم سیری میں نفس کے دجل و مکر اور وسوسہ سے اس لئے کہ اکثر شدت کی بھوک زیادہ مُضِر ہوتی ہے بدہضمی سے۔''

شرح: ''بھوک کی آفتیں، جن سے خائف رہنا ضروری ہے یہ ہیں۔

حدۃ (یعنی بدمزاجی)، شدۃِ ذبول، ملالِ نفس، تحصیلِ کمال میں خیالاتِ فاسدہ کا آنا، اَوہامِ کاسِدہ کا پیدا ہونا۔

شکمِ سیری کی آفتیں یہ ہیں:

کثرۃِ نوم، کسل، سختیِ قلب، غفلت عن الموت، نورِ یقین کا ماند پڑ جانا، شہوتوں کا بڑھنا۔

اسی بناء پر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

''کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا''

یعنی ''تنگدستی بھی انسان کو کفر تک پہنچا دیتی ہے۔''

(الجامع الصغیر مع شرح فیض القدیر جلد4، صفحہ708، حدیث6199)

اور وہ اس طرح کہ رزّاقِ مطلق کی شان میں شکوہ بے ساختہ زبان سے جاری ہوجاتا ہے، بہکی بہکی اوندھی باتیں بکنے لگتا ہے۔

☆ ابوسلیمان دارانی (رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ) نے چند نکات شکمِ سیری کے ظاہر فرمائے:

''(1) پیٹ بھرا انسان عبادت کی شیرنی نہیں پاسکتا۔

(2) حکمت کی محافظت اس کے لیے متعذر (مشکل) ہے۔

(3) مخلوق پر شفقت کرنے سے محروم رہتا ہے۔

(4) عبادت اس پر بھاری ہوتی ہے اور بار گزرتی ہے۔

(5) شہوت بڑھ جاتی ہے۔

(6) اور تمام مومنین جب مسجد کے گرد پھر رہے ہوں، یہ گندی جگہ پھرتا ہوگا۔"

☆ اسی بناء پر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ نے حضرت معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو فرمایا: "تیرا نفس تیری سواری ہے، تو اپنی سواری کو اپنے موافق بنا اور موافق نہیں بنا سکتا مگر یہ کہ اسے بھوک کے ساتھ نرم کر۔"

10 واستفرِغِ الدَّمعَ مِنْ عَینٍ قَدِامتلَئَتْ مِنَ المحارِمِ وَالْزَمْ حِمیَةَ النَّدَم

ترجمہ: "اور بہا آنسوؤں کو اس آنکھ سے جو حرام چیزوں کے مشاہدہ سے پُر ہو چکی اور پشیمان ہو کر ایسے افعال شنیعہ سے پرہیز کرنے کو لازم پکڑ۔"

تشریح: "اے غافل انسان! اُس آنکھ کو جو مشاہدۂ مُحرَّمات سے آلودہ ہو کر گندی ہو چکی ہے آنسو بہا کر پاک کر لے اس لیے کہ گریہ وبکا ہر اُس ناپاکی کو دھو دیتی ہے جو انسان کے اکتسابِ معاصی سے پیدا ہو۔

اسی لئے بزرگوں کا مقولہ ہے: آنسوؤں کے بہاؤ میں گناہ بہ جاتے ہیں اور مدارج بلند ہوتے ہیں۔"

اسی وجہ سے بعض احادیث میں آیا: "ایک گنہگار قیامت کے دن پیش ہوگا۔ اُس کے تمام اَعضاء اس کے خلاف لغزش اور معصیت کی شہادت دے چکے ہوں گے اور وہ مستحق دخولِ نار قرار پا چکا ہوگا۔ کہ ایک بال اس کی آنکھ سے اڑ کر اِذنِ شہادت طلب کرے گا۔ اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اُسے اجازت ملے گی تو وہ عرض کرے گا کہ "یا الٰہی! یہ شخص دنیا میں تیرے خوف سے روتا تھا"۔

تو اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمادے گا اور منادی اس کے بارے میں ندا کرے گا کہ:

"یہ عَتِیقُ اللّٰہ (اللہ تعالیٰ کا آزاد کیا ہوا) ہے ایک بال کی شہادت پر۔"

☆ حضرت حجۃ الاسلام (رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ) سے دریافت کیا گیا۔
"فِیْھِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰانِ" کس کے لیے بشارت ہے۔"
تو آپ نے فرمایا: "ھُمَا لِمَنْ عَیْنَانِ تَجْرِیَان۔ وہ دو چشمے جنت کے اُس کے لیے ہیں جس کی دو چشم دنیا میں خوفِ الٰہی سے بہتی رہیں۔"

11 وَلَاتُطِعْ مِنْھُمَا خَصْماً وَّلَاحَکَماً فَاَنْتَ تَعْرِفُ کَیْدَالْخَصْمِ وَالْحَکَم

ترجمۃ: "اور نفس و شیطان کی پیروی نہ کر فریق مخالف بنیں یا مُنصِف۔ تو فریقِ مخالف اور مُنصِف کے دھوکے اور فریب سے واقف ہے۔"

تشریح: "یعنی نفس اور شیطان ان دونوں میں سے کسی کی اطاعت نہ کر، خواہ تیرا مقابل ہو یا ثالث، کیونکہ تو ان کے فریب اور جال سے واقف ہے اُن کے دھوکے میں نہ آنا۔"

☆ شارح زرکشی فرماتے ہیں کہ: "یہ بیت قصیدہ کے تمام بیتوں سے مشکل ترین ہے۔ اس لیے کہ خصومتِ نفس کے ساتھ محاکمہ شیطان سمجھ میں نہیں آتا۔ اور شارحین نے جو کچھ اس پر لکھا اس سے اطمینان نہیں ہوا۔ آخر میں نے روحِ امام بوصیری رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ کی طرف توجہ کی تو مکاشفہ میں مجھے فرمایا کہ "اگر تو غور کرتا تو جو مقصد اس بیت سے ہے وہ ظاہر ہوجاتا۔"

میں نے کہا: "میں اس کی شرح آپ کی زبان سے سننا چاہتا ہوں"

تو امام صاحب رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: "انسان میں تین مُدَّعی ہیں، قلب، نفس، شیطان"۔

جب قلب کسی عملِ خیر کا ارادہ کرتا ہے تو **نفسِ اَمّارہ** مانع ہوتا ہے۔ اور اِن دونوں میں جھگڑا ہونے لگتا ہے اور شیطان کی طرف یہ مقدمہ رجوع کرتے ہیں تو شیطان ان کے محاکمہ میں "اَمْر بِالسُّوْءِ" کرتا ہے (یعنی فیصلہ کرتے ہوئے بُرا مشورہ دیتا ہے) تو اس اعتبار سے نفس خصم (فریقِ مخالف) اور شیطان حَکَم (مُنصِف)۔

اور اگر شیطان کسی عملِ شر کی طرف آمادہ ہوتا ہے تو بھی قلب مانع ہوتا ہے اور شیطان

ضد کرتا ہے کہ وہ کام کیا جائے تو ایسی صورت میں فیصلہ کے لیے نفس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔اور نفس شیطان کے حق میں فیصلہ دیتا ہے۔اس اعتبار سے قلب کا خصم شیطان اور قاضی نفس بنتا ہے۔

بایں اعتبار فرمایا: ''فَاَنْتَ تَعْرِفُ کَیْدَ الْخَصْمِ وَ الْحَکَم''۔

یعنی ''تو خصم اور حکم کے مکر وفریب سے خوب واقف ہے۔لہذا ان دونوں کی نہ مان اور راہِ راست پر قائم رہ۔''

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شیطان اور **نفسِ اَمّارہ** کے وساوس سے کس طرح انسان خلاصی پائے۔

☆ صوفیاءِ کرام رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْھِمْ نے فرمایا: ''مؤمن کے پاس شیطان پر غالب آنے اور وساوس کو دفعہ کرنے کو چھ ہتھیار ہیں۔

(1) اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

(2) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ الله

(3) بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

(4) طمعِ خام (بے ہودہ وفضول شے کی خواہش) سے اجتناب

(5) برے اعمال سے نفرت

(6) اور دنیا کو دین پر غالب نہ آنے دینا۔

☆ ایک روایت میں ہے ''قوم نے حضرت حسن بصری رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ کی خدمت میں شیطان کے مظالم کی شکایت کی۔تو آپ (رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ) نے فرمایا: ''ابھی وہ تم لوگوں کی شکایت مجھ سے کرتا ہوا گیا ہے۔اور اس نے کہا ہے کہ آپ لوگوں کو فرمائیں کہ وہ میری دنیا کو چھوڑ دیں تو میں ان کے دین پر حملہ کرنا ترک کردوں گا۔اور وساوس کے دفع کرنے میں سب سے زیادہ نفع مند اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کرنا ہے اور اسی سے امید وابستہ رکھنا ہے۔''

نوٹ: مذکورہ تمام تشریحات شرح قصیدہ بردہ شریف (تالیف ابوالحسنات سید محمد احمد قادری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی) سے لی گئی ہیں۔

☆ **امام غزالی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''راہِ عبادت میں چار رکاوٹوں کو چار طریقوں سے دور کرنا ضروری ہے۔

(1) دنیا سے بے رغبتی کر کے، (2) مخلوق سے گوشہ نشینی اختیار کر کے

(3) شیطان سے ٹکر لے کر، (4) اور نفس کی مخالفت کر کے۔

ان مذکورہ چار طریقوں میں سے نفس کی مخالفت سب سے مشکل ترین مرحلہ ہے۔ نہ تو نفس سے چھٹکارا ممکن ہے اور نہ ہی شیطان کی طرح حد سے زیادہ قہر و ذلت۔ کیوں کہ مقصدِ عبادت کے لیے نفس سواری اور آلہ ہے اس لیے نہ تو حد سے زیادہ سختی ممکن ہے اور نہ ہی مُوافقت کا طمع۔ ہر اچھے کام کی مخالفت نفس کی سرشت میں شامل ہے لہو ولعب اور خواہشات کی پیروی اس کا وتیرہ (عادت) ہے۔

لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اسے تقویٰ کی لگام دے کر اپنے قابو میں رکھا جائے تا کہ نہ تو شتر بے مہار ہو اور نہ ہی اسے ڈھیل دی جائے کہ یہ سرکشی اختیار کرے بلکہ اسے کارِ خیر میں استعمال کیا جائے اور ہلاکت وتباہی کے کاموں سے اسے روکا جائے۔''

مزید فرماتے ہیں: ''**نفسِ اَمّارہ** بدترین دشمن ہے اور اس کی مصیبتیں انتہائی سخت اور ان کا علاج نازک معاملہ ہے۔ اس کی بیماری بڑی تکلیف دہ اور اس کی مشکل سے مشکل ترین ہے۔'' (منہاج العابدین صفحہ 35)

☆ **امام غزالی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ تجھ پر اپنی رحمت فرمائے اس برائی کا حکم دینے والے دھوکہ باز سے خبردار ہو جا اور اپنے دل کو ہر حالت میں نفس کی مخالفت پر مستحکم کر دے اِنْ شَاءَ اللہُ الْعَزِیْز اس کے دھوکے سے مامون ہو جائے گا، پھر اُسے تقویٰ کی لگام دینا تجھ پر لازم ہے اس کے سوا کوئی حیلہ اور چارہ کار نہیں۔''

(منہاج العابدین صفحہ 205)

☆ شیخ منصور بطائحی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ فرماتے ہیں: ''جس نے اپنے نفس کو نہ پہچانا وہ غرور میں ہے۔'' (بجۃ الاسرار صفحہ 403)

☆ حضرت معروف کرخی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡقَوِی فرماتے ہیں: ''نفس کی اتباع خدا تعالیٰ کی گرفت ہے۔'' (تذکرۃ الاولیاء صفحہ 161)

☆ حضرت احمد حواری رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ فرماتے ہیں: ''جو نفس شناس نہ ہو وہ دھوکہ میں ہے۔'' (تذکرۃ الاولیاء صفحہ 169)

☆ حضرتِ عثمان الحیری عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡقَوِی فرماتے ہیں: ''نفس کی اتباع قید خانہ کی زندگی کی طرح ہے۔'' (ایضاً صفحہ 226)

مزید فرمایا: ''اتباعِ سنت سے حکمت حاصل ہوتی ہے جبکہ اتباعِ نفس سے ہلاکت حاصل ہوتی ہے''۔ (ایضاً صفحہ 225)

☆ حضرتِ ابن عطاء رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ فرماتے ہیں: ''اتباعِ نفس کرنے والا قربِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ نہیں پاسکتا۔'' (ایضاً صفحہ 231)

☆ حضرتِ ابو عمرو نجیل عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡعَزِیۡز فرماتے ہیں: ''نفس کی اتباع بندے کے لیے آفت ہے۔'' (ایضاً صفحہ 291)

☆ حضرتِ ابوالحسن خرقانی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ فرماتے ہیں: ''نفس کی ایک خواہش پوری کرنے والا راہِ مولا میں ہزارہا تکالیف برداشت کرتا ہے''۔ (ایضاً صفحہ 333)

☆ حضرت اخواجہ ضیاء اللہ نقشبندی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ فرماتے ہیں: ''اگر بندہ بندگی میں کوتاہی کرے اور اختیار کی باگ نفس و شیطان کے ہاتھ میں دے دے تو ایسا بندہ چوپایوں اور حیوانوں سے بدتر ہے۔'' (مقاصد السالکین صفحہ 74)

☆ حضرت ابوالقاسم نصرآبادی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡبَارِی فرماتے ہیں: ''جب تک نفس موجود ہے اَمر و نواہی کی پابندی ضروری ہے اور اس سے کسی کو بھی بَرِیۡئُ الذِّمَہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔'' (تذکرۃ الاولیاء صفحہ 417)

☆ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''یہ جو انسان بہت مرادیں مثلاً مال، اولاد، سرداری، مدح، لوگوں کے آگے بلند رتبہ، ان سے تعلق کو محبوب و پسند کرتا ہے تو یہاں فی الواقع اس کا محبوب اس کا نفس ہی ہے اور (ان مذکورہ) تمام چیزوں کے ساتھ محبت اپنے نفس کے ساتھ محبت کی فُروعات ہیں۔ کیونکہ اِن اَشیاء کی چاہت اپنے نفس کے لیے ہوتی ہے نہ کہ بذاتِ خود ان اشیاء کے ساتھ۔ تو جب کسی کو اپنے نفس سے مَحبت ختم ہو جائے گی تو بِالتَّبع اِن اشیاءِ (مذکورہ) سے بھی مَحبت ختم ہو جائے گی۔

اسی بناء پر کہا گیا ''بندے اور رب کے درمیان انسان کا اپنا نفس ہی بڑا حجاب ہے۔''

تو جو شخص اپنے نفس کی خواہشات سے کلیۃً خالی نہ ہو وہ رب تعالیٰ کو اپنا محبوب و مراد نہیں بنا سکتا اور نہ اس کے دل میں حق تعالیٰ کی مَحبت کی گنجائش ہو سکتی ہے۔''

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول، صفحہ 95)

☆ محبوبِ سبحانی، قندیلِ نورانی، غوث الثقلین حضرتِ سیدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ''فتوح الغیب'' میں فرماتے ہیں: ''منافق جس طرح دنیا میں نفس و خواہشات کی پیروی اور شیطان کی اتباع میں مصروف تھے کفر و شرک کے علاوہ طرح طرح کے گناہوں میں پڑے تھے اور اسی حالتِ کفر و عصیان میں بغیر توبہ کے اس دنیا سے کوچ کر گئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں اس جہنم میں داخل فرمائے گا کہ جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ جیسا کہ

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْٓ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ ﴿۱۳۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار رکھی ہے۔''

(پارہ 4، سورہ آل عمران، آیت 131)

جس وقت یہ لوگ جہنم میں داخل کر دیئے جائیں گے تو آگ ان کا ٹھکانہ و گھر بن جائے گی، وہ آگ ان کے چمڑوں اور گوشت کو جلا دے گی اور اللہ تعالیٰ انہیں پھر نیا گوشت پوست پہنا دے گا۔ جیسا کہ

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا

ترجمۂ کنزالایمان: ''جب کبھی ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے۔'' (پارہ5،سورۃالنساء، آیت56)

ان لوگوں کا یہ حشر اللہ عزوجل کی نافرمانی اور نفس وخواہشات کی پیروی کی وجہ سے ہوگا اس لئے اہلِ جہنم کو تازہ عذاب وتکلیف دینے کی خاطر ہر وقت نیا گوشت پوست پہنا دیا جائے گا۔ جب کہ اہلِ جنت کو ہر وقت ہر آن نئی نعمتیں عطا ہوں گی تاکہ اس مقام پر وہ اچھی طرح لطف اٹھائیں یہ انعامات دنیا میں نفس کے ساتھ جہاد اور اس پر غلبہ کی وجہ سے ان لوگوں کو عطا ہوں گے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے فرمان اَلدُّنیا مَزْرَعَۃُ الاٰخِرَۃِ کا یہی معنٰی ہے۔'' (فتوح الغیب المقالۃ السابعۃ و الستون صفحہ157)

نفس امارہ کی ہلاکت خیزیاں

یاد رکھئے! یہ بات مسلّم ہے اور اس پر لاتعداد شواہد قائم ہیں کہ جس نے اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کی نفس امارہ نے اس کو تباہی و بربادی کے عمیق گڑھے میں ڈال کر ہی دم لیا۔ اس کی عزت دولت شان وشوکت حتی کہ نفسِ امارہ کی خواہشات کی اتباع کی وجہ سے بعض اوقات ایمان تک داؤ پر لگ جاتا ہے۔ لہٰذا نفس کی خواہشات کی تکمیل سے اجتناب ایک اہم وضروری امر ہے۔

اب ہم کچھ حکایات وواقعات نقل کرتے ہیں تاکہ نفس کی ہلاکت خیزیاں پڑھ کر ان سے حفاظت کا سامان اکٹھا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نفسِ امارہ کی شرارتوں سے اور اس کی باطل خواہشات کی تکمیل سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

شہوت پرست بادشاہ اور لالچی عورت پر قہر الٰہی عَزَّوَجَلَّ

☆ حضرت سیدنا میسرہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''بنی اسرائیل میں ایک بہت ہی

عبادت گزار لکڑہارا تھا، اس کی بیوی بنی اسرائیل کی عورتوں میں سب سے زیادہ حسین وجمیل تھی، دونوں میاں بیوی ہنسی خوشی زندگی گزار رہے تھے۔ جب اس ملک کے بادشاہ کو لکڑہارے کی بیوی کے حسن و جمال کی خبر ملی تو اس کے دل میں شیطانی خیال آیا اور نفس و شیطان کے دھوکہ میں آکر اس نے تہیہ کر لیا کہ ’’میں کسی طرح اس عورت کو ضرور حاصل کروں گا۔‘‘

چنانچہ اس ظالم اور شہوت پرست بادشاہ نے ایک بڑھیا کو اس لکڑہارے کی بیوی کے پاس بھیجا تا کہ ’’وہ اسے ورغلائے اور لالچ دے کر اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ لکڑہارے کو چھوڑ کر شاہی محل میں ملکہ بن کر زندگی گزارے‘‘۔

چنانچہ وہ مکار بڑھیا لکڑہارے کی بیوی کے پاس گئی اور اس سے کہا: ’’تو کتنی عجیب عورت ہے کہ اتنے حسن و جمال کے باوجود ایسے شخص کے ساتھ زندگی گزار رہی ہے جو نہایت ہی مفلس اور غریب ہے، جو تجھے آسائش و آرام فراہم نہیں کر سکتا، اگر تو چاہے تو بادشاہ کی ملکہ بن سکتی ہے۔ بادشاہ نے پیغام بھیجا ہے کہ اگر تو لکڑہارے کو چھوڑ دے گی تو میں تجھے اس جھونپڑی سے نکال کر اپنے محل کی زینت بناؤں گا، تجھے ہیرے جواہرات سے آراستہ و پیراستہ کر دوں گا، تیرے لئے ریشم اور عمدہ کپڑوں کا لباس ہوگا، ہر وقت تیری خدمت کے لئے کنیزیں اور خدام ہاتھ باندھے کھڑے ہوں گے اور تجھے اعلیٰ درجے کے بستر اور تمام [illegible] اس چلی آ۔‘‘

حسین وجمیل بے وفا لالچی عورت کو طلاق دے دی۔ وہ خوشی خوشی بادشاہ کے پاس پہنچی۔ بادشاہ اسے دیکھ کر پھولا نہ سمایا، اس نے فوراً اس سے شادی کر لی، بڑی دھوم دھام سے جشن منایا گیا۔

جب بادشاہ اپنی نئی دلہن کے پاس حجرۂ عروسی میں پہنچا اور پردہ ہٹایا تو یکدم بادشاہ بھی اندھا ہوگیا اور وہ عورت بھی اندھی ہوگئی، نہ تو وہ عورت اس بادشاہ کو دیکھ سکی نہ ہی بادشاہ اس لالچی و بے وفا عورت کے حسن و جمال کا جلوہ دیکھ سکا۔ پھر بادشاہ نے اپنی دلہن کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ اسے چھو سکے لیکن اس کا ہاتھ خشک ہوگیا، اس عورت نے بادشاہ کو چھونا چاہا تو اس کے ہاتھ بھی خشک ہوگئے۔ جب انہوں نے ایک دوسرے سے بات کرنا چاہی تو دونوں ہی بہرے اور گونگے ہوگئے اور ان کی شہوت بالکل ختم ہوگئی۔

اب وہ دونوں بہت پریشان ہوئے، صبح جب خدام حاضرِ خدمت ہوئے تو دیکھا کہ بادشاہ اور اس کی نئی ملکہ دونوں ہی گونگے، بہرے اور اندھے ہوچکے تھے اور ان کے ہاتھ بالکل بے کار ہوچکے تھے۔ جب یہ خبر اس دور کے نبی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو پہنچی تو انہوں نے ان دونوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔ بارگاہِ خداوندی عزوجل سے ارشاد ہوا: ''میں ہرگز ان دونوں کو معاف نہیں کروں گا! کیا انہوں نے یہ گمان کرلیا ہے کہ انہوں نے جو حرکت لکڑہارے کے ساتھ کی ہے میں اس سے بے خبر ہوں؟

(عیون الحکایات، حکایت نمبر 89، صفحہ 191)

حبِ دنیا میں گرفتار ہے نفسِ ظالم
المدد یا شہِ ابرار رسولِ عربی

(مغیلانِ مدینہ، صفحہ 63)

خواہشِ نفس کی تباہ کاریاں

☆ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسلم عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں: ''جب

''اَزْدَشِیر'' نامی بادشاہ نے اپنی حکومت کو مستحکم کرلیا تو چھوٹے چھوٹے بادشاہوں نے اس کے تابع رہنے کا اقرار کرلیا تو اب اس کی نظر ''سریانیہ'' کی طرف تھی۔ چنانچہ اَزْدَشِیر نے اس ملک پر چڑھائی کردی وہاں کا بادشاہ ایک بڑے شہر میں قلعہ بند تھا۔اَزْدَشِیر نے شہر کا محاصرہ کرلیا۔کافی عرصہ گزرنے کے باوجود وہ اس شہر کو فتح نہ کرسکا۔

ایک دن بادشاہ کی بیٹی قلعہ کی دیوار پر چڑھی تو اچانک اس کی نظر اَزْدَشِیر پر پڑی۔اس کی مردانی وجاہت وخوبصورتی دیکھ کر شہزادی پر نفسانی خواہشات نے ایسا وار کیا کہ وہ اَزْدَشِیر کی محبت میں گرفتار ہوگئی اور عشق کی آگ میں جلنے لگی بالآخر نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے ایک تیر پر یہ عبارت لکھی: ''اے حسین وجمیل بادشاہ! اگر تم مجھ سے شادی کرنے کا وعدہ کرو تو میں تمہیں ایسا خفیہ راستہ بتاؤں گی جس کے ذریعے تم تھوڑی سی مشقت کے بعد بآسانی اس شہر کو فتح کرلوگے۔'' پھر شہزادی نے وہ تیر اَزْدَشِیر بادشاہ کی جانب پھینک دیا۔

اَزْدَشِیر نے تیر پر لکھی عبارت پڑھی اور ایک تیر پر یہ جواب لکھا۔ ''اگر تم نے ایسا راستہ بتادیا تو تمہاری خواہش ضرور پوری کی جائے گی یہ ہمارا وعدہ ہے۔'' اور تیر شہزادی کی جانب پھینک دیا۔

شہزادی نے یہ عبارت پڑھی تو فوراً خفیہ راستے کا پتہ لکھ کر تیر بادشاہ کی طرف پھینک دیا۔نفسانی شہوات کے ہاتھوں مجبور اس بے مروت شہزادی کے بتائے ہوئے راستے سے اَزْدَشِیر بادشاہ نے بہت جلد اس شہر کو فتح کرلیا۔غفلت و بے خبری کے عالم میں بہت سارے سپاہی ہلاک ہوگئے اور شہر کا بادشاہ قتل کردیا گیا۔

حسبِ وعدہ اَزْدَشِیر نے شہزادی سے شادی کرلی۔شہزادی کو نہ تو اپنے باپ کی ہلاکت کا غم تھا اور نہ اپنے ملک کی بربادی کی کوئی پرواہ۔بس اپنے نفس کی خواہش کے مطابق ہونے والی شادی پر وہ بے حد خوش تھی۔دن گزارتے رہے اور اس کی خوشیوں میں اضافہ ہوتا رہا۔ایک رات جب شہزادی بستر پر لیٹی تو کافی دیر تک اسے نیند نہ آئی اور بے چینی سے بار بار کروٹیں بدلتی رہی۔

اَزْدَشِیر نے اس کی یہ حالت دیکھی تو کہا: ''کیا بات ہے تمہیں نیند کیوں نہیں آ رہی؟''

شہزادی نے کہا: ''میرے بستر پر کوئی چیز ہے جس کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آ رہی''۔

اَزْدَشِیر نے جب بستر دیکھا تو چند دھاگے ایک جگہ جمع تھے ان کی وجہ سے شہزادی کا انتہائی نرم ونازک جسم بے چین ہو رہا تھا۔ اَزْدَشِیر کو اس کے جسم کی نرمی ونزاکت پر بڑا تعجب ہوا۔

اس نے پوچھا: ''تمہارا باپ تمہیں کون سی غذا کھلاتا تھا جس کی وجہ سے تمہارا جسم اتنا نرم ونازک ہے؟''۔

شہزادی نے کہا: ''میری غذا مکھن، ہڈیوں کا گودا اور شہد ومغز ہوا کرتی تھی''۔

اَزْدَشِیر نے کہا ''تیرے باپ کی طرح آسائش وآرام تجھے کسی نے نہ دیا ہوگا۔ تو نے اس کے احسان اور قرابت کا اتنا برا بدلہ دیا کہ اسے قتل کروا ڈالا۔ جب تو اپنے شفیق باپ کے ساتھ بھلائی نہ کرسکی تو میں بھی اپنے آپ کو تجھ سے محفوظ نہیں سمجھتا۔''

پھر اَزْدَشِیر نے حکم دیا کہ ''اس کے سر کے بالوں کو طاقتور گھوڑے کی دم سے باندھ کر گھوڑے کو تیزی سے دوڑایا جائے''۔

حکم کی تعمیل ہوئی اور چند لمحوں میں اس نفس پرست شہزادی کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو نفسانی خواہشوں کی تباہ کاریوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین''

(عیون الحکایات حصہ 2، حکایت نمبر 266، صفحہ 232)

نفس و شیطان کو ہر آن اطاعت پر دل
آہ! مائل میرے اللہ! ہوا جاتا ہے

(مغیلان مدینہ صفحہ 6)

دو روٹیاں صدقہ کرنے کی برکت:

☆ مروی ہے کہ ''بنی اسرائیل کا ایک عابد کئی سال اپنی جھونپڑی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتا رہا۔ ایک دن اس نے جھونپڑی سے نکل کر سامنے صحن کے درمیان جاری پانی کو

دیکھا تو اُسے نفس نے جھونپڑی سے اُترنے پر اُبھارا۔ چنانچہ وہ اُترا اور پانی پی کر وہیں بیٹھ گیا۔ اچانک اس کے پاس سے ایک زیور سے آراستہ عورت گزری۔ جو ایک بستی سے دوسری کی طرف جا رہی تھی۔ وہ عابد اس کے فتنے میں مبتلا ہو کر زنا کر بیٹھا۔

پھر اس کے قریب سے ایک سائل گزرا، عابد کو روزانہ غیب سے دو روٹیاں ملتی تھیں۔ اس نے وہ روٹیاں اس سائل کو دے دیں اور خود بھوکا رہا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس زمانے کے نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی، ''اس سے کہو کہ زنا کے سبب تمہارے سب اعمال برباد ہو گئے پھر تیری صدقہ کی دو روٹیوں اور خود پر مسکین کو ترجیح نے تمام اعمال کو زندہ کر دیا۔ پس یہ تیرے صدقے کا ثواب ہے۔ میں نے اسے قبول کر کے تمہیں تمہاری سابقہ حالت پر لوٹا دیا ہے۔'' (الروض الفائق صفحہ239)

اس حکایت سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔

(1) نفسانی خواہشات پر عمل کرنا خود کو ہلاکت میں ڈالنا ہے کہ اس عابد نے نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر زنا کا ارتکاب کر لیا، جس کے سبب اس کے تمام اعمال برباد کر دیئے گئے۔

(2) مساکین پر صدقہ کرنے کی بڑی برکات ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسکین پر دو روٹیاں صدقہ کرنے کی برکت سے اس عابد کو اس کی سابقہ حالت پر لوٹا دیا۔

بد نگاہی کا وبال:

☆ ایک مؤذِّن کہ جس نے چالیس سال تک منارے پر چڑھ کر اذان دی، ایک دن اذان دینے کے لئے منارے پر چڑھا، اذان دیتے ہوئے جب حی علی الفلاح پر پہنچا تو اس کی نظر ایک نصرانی عورت پر پڑی۔ اس کی عقل اور دل جواب دے گئے۔

نفس نے اس پر ایسا وار کیا کہ اذان چھوڑ کر نصرانی عورت کے پاس جا پہنچا اور اسے نکاح کا پیغام دیا، تو وہ کہنے لگی: ''میرا مہر تجھ پر بھاری ہو گا۔''

اس نے کہا: ''تیرا مہر کیا ہے؟''

نصرانی عورت نے کہا: ''دین اسلام کو چھوڑ کر میرے مذہب میں داخل ہوجا۔''

تو مؤذن نے نفس وشیطان کے ہاتھوں مجبور ہوکر (معاذ اللہ) اللہ عَزَّوَجَلَّ کا انکار کر کے اس عورت کا مذہب اختیار کرلیا۔

نصرانی عورت نے اسے کہا: ''میرا باپ گھر کے سب سے نچلے کمرے میں ہے تم اس سے نکاح کی بات کرو۔''

جب وہ اترنے لگا تو اسکا پاؤں پھسل گیا جس کی وجہ سے وہ کفر کی حالت میں مر گیا اور اپنے نفس کی شہوت بھی پوری نہ کرسکا۔ (الروض الفائق صفحہ 42)

(ہم برے خاتمے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرتے ہیں)

اچھی نیت کا پھل اور بری نیت کا وبال:

☆ منقول ہے کہ ''دو بھائی تھے، ان میں سے ایک عابد اور دوسرا فاسق تھا۔ عابد کی آرزو تھی کہ وہ شیطان کو اپنی محراب میں دیکھے، ایک دن اس کے پاس انسانی شکل میں ابلیس آیا اور کہنے لگا: ''افسوس ہے تجھ پر! تو نے اپنی عمر کے چالیس سال نفس کو قید کرنے اور بدن کو مشقت میں ڈال کر ضائع کردیئے۔ تمہاری جتنی عمر گزر چکی اتنی ابھی باقی ہے۔ اپنے نفس کی خواہشات پوری کر کے لذت حاصل کرلے، اس کے بعد دوبارہ توبہ کرلینا اور واپس عبادت کی طرف لوٹ آنا، بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ بخشنے والا مہربان ہے۔''

یہ سن کر عابد نے اپنے دل میں کہا: ''میں نیچے جا کے اپنے بھائی کے پاس بیس سال لذات حاصل کروں گا اور خواہشات پوری کروں گا۔ پھر توبہ کرلوں گا اور اپنی عمر کے بقیہ بیس سال عبادت میں مصروف کردوں گا۔'' اور نیچے اُترنے لگا۔

ادھر اس کے گنہگار بھائی نے اپنے نفس کو زجر وتوبیخ کرتے کہا: ''تو نے اپنی عمر کو نافرمانی میں ضائع کردیا اور تیرا بھائی جنت میں جبکہ تو جہنم میں جائے گا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم میں ضرور توبہ کروں گا اور اپنے بھائی کے ساتھ اوپر والے کمرے

میں جا کر اپنی بقیہ عمر عبادت میں گزاروں گا، شاید اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے بخش دے۔"

اور وہ توبہ کی نیت لے کر اوپر کو چڑھنے لگا اور اس کا عابد بھائی نافرمانی کی نیت لے کر اترنے لگا کہ اچانک اس کا پاؤں پھسلا اور اپنے بھائی پر گر پڑا اور دونوں سیڑھیوں پر اکٹھے مر گئے۔ اب عابد کا حشر نافرمانی کی نیت پر ہوگا اور گناہ گار کا حشر توبہ کی نیت پر ہوگا"۔

(الروض الفائق صفحہ 42)

آہ! آہ! آہ! نفس و شیطان ہاتھ دھو کر ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ کسی طرح ہم سے ایمان کی دولت چھین لیں، نہ جانے ہمارا کیا بنے گا۔ کتنے ہی بڑے بڑے عبادت گزاروں کو نفس و شیطان نے اپنے جال میں پھنسا کر ان کو گمراہ کر دیا۔

ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کے طلبگار ہیں۔ یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں نفس و شیطان کی شرارتوں سے محفوظ رکھ، اور ہماری حتمی مغفرت فرما۔

آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ

باحیا نوجوان:

☆ حضرت سیدنا احمد بن سعید عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمَجِیْد اپنے والدِ محترم سے نقل کرتے ہیں: "کوفہ میں ایک عبادت گزار، خوبصورت و نیک سیرت نوجوان رہتا تھا۔ وہ اپنا زیادہ تر وقت مسجد میں گزارتا اور ہر وقت یادِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مشغول رہتا۔ ایک مرتبہ ایک حسین و جمیل اور عقل مند عورت نے اسے دیکھ لیا۔ دیکھتے ہی اس پر عاشق ہو گئی اور اسی کے خیال میں گم رہنے لگی۔ بالآخر جب اس کی محبت شدت اختیار کر گئی تو وہ راستے میں کھڑی ہو گئی۔ کچھ دیر بعد وہ عبادت گزار نوجوان مسجد کی طرف جاتا دکھائی دیا۔ وہ اس کی طرف لپکی اور کہا: "اے نوجوان! میں تجھ سے ایک بات کرنا چاہتی ہوں، میری بات سن لو، پھر جو چاہے کرنا"۔

اس شرم و حیا کے پیکر نوجوان نے جب ایک غیر محرم اجنبیہ عورت کی آواز سنی تو اس طرف بالکل متوجہ نہ ہوا اور نگاہیں جھکائے تیزی سے مسجد کی طرف بڑھ گیا۔ جب مسجد

سے گھر کی طرف آنے لگا تو وہی عورت ملی اور کہنے لگی: ''اے نوجوان! میری بات سن! میں تجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔''

نوجوان نے نگاہیں جھکائے ہوئے جواب دیا: ''یہ تہمت کی جگہ ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ لوگ مجھ پر تہمت لگانے میں مبتلا ہوں۔''

عورت نے کہا: ''واللہ! میں تیری حالت سے اچھی طرح خبردار ہوں، لیکن میں اپنے نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر یہاں آئی ہوں، میں خوب جانتی ہوں کہ اتنا معمولی سا تعلق بھی لوگوں کے نزدیک بہت بڑا ہے۔ تجھ جیسے نیک خصلت اور پاکیزہ لوگ آئینہ کی مثل ہوتے ہیں کہ ادنیٰ سی غلطی بھی ان کو عیب دار بنا دیتی ہے۔ لیکن کیا کروں میں اس معاملے میں بے بس ہوں، میرے دل کا حال یہ ہے کہ ہر وقت تیری یاد میں تڑپتا ہے اور میرے جسم کے تمام اعضاء تیری ہی طرف متوجہ ہیں۔''

نوجوان اس کی یہ گفتگو سن کر کچھ کہے بغیر اپنے گھر کی جانب چلا گیا۔ گھر جا کر اس نے نماز پڑھنا چاہی لیکن اسے خشوع وخضوع حاصل نہ ہوسکا۔ بالآخر اس نے ایک خط لکھا اور باہر آیا تو دیکھا کہ وہ عورت اسی جگہ کھڑی ہے۔ نوجوان نے جلدی سے خط اس کی جانب روانہ کیا اور واپس چلا گیا۔ عورت نے خط اٹھایا اور بے تاب ہو کر پڑھنے لگی۔

اس میں لکھا تھا: ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ''

''اے عورت! یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلے کہ بندہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ اس سے درگزر فرماتا ہے۔ جب دوبارہ گناہ کرتا ہے تو اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ لیکن جب بندہ اتنا نافرمان ہوجاتا ہے کہ گناہوں کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے سخت ناراض ہوتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی کو زمین وآسمان، پہاڑ وجانور، شجر وحجر کوئی بھی چیز برداشت نہیں کرسکتی پھر کس میں ہمت ہے کہ وہ اس کی ناراضگی کا سامنا کرے۔

اے عورت! اگر تو اپنے بیان میں جھوٹی ہے تو میں تجھے وہ دن یاد دلاتا ہوں کہ جس دن آسمان پگھل جائے گا اور پہاڑ روئی کی طرح ہو جائیں گے۔ اور تمام مخلوق اَللّٰہ جبّار و قہّار کے سامنے گھٹنے ٹیک دے گی۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں تو اپنی اصلاح میں کمزور ہوں پھر بھلا میں دوسروں کی اصلاح کیسے کر سکتا ہوں؟ اور اگر تو اپنی باتوں میں سچی ہے اور واقعی تیری کیفیت وہی ہے جو تو نے بیان کی، تو میں تجھے ایک ایسے طبیب کا پتہ بتاتا ہوں جو اُن دلوں کا بہترین علاج جانتا ہے جو مرضِ عشق کی وجہ سے زخمی ہو گئے ہوں اور ان زخموں کا علاج کرنا بھی خوب جانتا ہے، جو رنج والم کی بیماری میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

جان لے! وہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہے تو سچی طلب کے ساتھ اس کی بارگاہ میں حاضر ہو جا۔ بے شک اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان کی وجہ سے میں تجھ سے تعلق نہیں رکھ سکتا۔

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ﴿١٨﴾ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿١٩﴾ (پارہ 24، سورۃ المؤمن، آیت 18 تا 19)

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی آفت کے دن سے جب دل گلوں کے پاس آجائیں گے غم میں بھرے اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے گا اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔''

اے عورت! جب یہ معاملہ ہے تو خود سوچ لے کہ بھاگنے کی جگہ کہاں ہے اور راہِ فرار کیونکر ممکن ہے؟''

عورت نے خط پڑھ کر اپنے پاس رکھ لیا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ عورت پھر اسی راستے پر کھڑی ہو گئی۔ جب نوجوان کی نظر اس پر پڑی تو وہ واپس اپنے گھر کی جانب جانے لگا۔

عورت نے پکار کر کہا: ''اے نوجوان! واپس نہ جا، اس ملاقات کے بعد پھر کبھی ہماری ملاقات نہ ہوگی سوائے اس کے کہ بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ہماری ملاقات ہو''

اتنا کہہ کر وہ زور زور سے رونے لگی اور روتے ہوئے کہنے لگی: ''جس پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے دستِ قدرت میں تیرے دل کے اختیارات ہیں۔ میں اسی سے سوال کرتی ہوں کہ تیرے بارے میں مجھ پر جو معاملہ مشکل ہوگیا ہے وہ آسان فرمادے۔''

پھر وہ عورت نوجوان کے قریب آئی اور بولی: ''مجھ پر احسان کر اور کوئی ایسی نصیحت کر جس پر عمل کرسکوں۔''

باحیا نوجوان نے نظریں جھکائے ہوئے جواب دیا، ''خود کو اپنے نفس سے باز رکھے، اور نفس کی خواہشات سے بچ!، میں تجھے اللہ کا یہ فرمان یاد دلاتا ہوں:

وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ دن میں کماؤ۔'' (پارہ 7، سورۃ الانعام، آیت 60)

یہ آیت کریمہ سن کر عورت نے اپنا سر جھکا لیا اور پہلے سے بھی زیادہ زور زور سے رونے لگی۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو دیکھا کہ نوجوان جا چکا ہے۔ پھر وہ اپنے گھر چلی گئی اور عبادت و ریاضت کو اپنا مشغلہ بنالیا۔ اور بالآخر اسی طرح عبادت و ریاضت کرتے کرتے اس دارِ فانی سے رخصت ہوگئی۔

یہ بھی منقول ہے کہ ''وہ عورت ایک خطرناک بیماری میں مبتلا ہوگئی جس کی وجہ سے اس کے جسم سے متاثرہ حصہ کاٹ دیا جاتا ورنہ وہ بیماری پورے جسم میں پھیل جاتی۔

طبیب اس عورت کے جسم سے گوشت کاٹتے تو عورت کو بہت تکلیف ہوتی اور وہ انہیں روک دیتی۔ لیکن جب اس کے سامنے نوجوان کا ذکر کیا جاتا تو اسے تکلیف محسوس نہ ہوتی اور طبیب آرام سے اس کا گوشت کاٹ لیتے بالآخر اس بیماری میں اس کی موت واقع ہوگئی۔''

(عیون الحکایات حصہ2، صفحہ44، حکایت نمبر 227)

گناہوں کی نحوست:

☆ حضرت سیدنا منصور بن عمار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار ارشاد فرماتے ہیں: ''میرا ایک دینی بھائی تھا جو کہ میرا بہت معتقد تھا۔ وہ ہر دُکھ سُکھ میں مجھ سے ملاقات کرتا۔ میں اس کو انتہائی عبادت گزار، تہجد گزار، اور گریہ وزاری کرنے والا سمجھتا تھا۔ میں نے کچھ دنوں تک اسے نہ پایا اور مجھے بتایا گیا کہ ''وہ تو بے حد کمزور ہو گیا ہے''۔

تو میں نے اس کے گھر کے متعلق دریافت کر کے اس کے دروازے پر دستک دی تو اس کی بیٹی آئی اور پوچھا: ''کس سے ملنا چاہتے ہیں؟''

میں نے کہا ''فلاں سے۔''

وہ میرے آنے کی اجازت طلب کرنے اندر گئی پھر لوٹ کر آئی اور کہنے لگی: ''آپ اندر آجائیں۔''

میں نے داخل ہو کر دیکھا کہ وہ گھر کے وسط میں بستر پر لیٹا ہوا ہے۔ چہرہ سیاہ، آنکھیں نیلی اور ہونٹ موٹے ہو چکے ہیں۔ میں نے اسے ڈرتے ڈرتے کہا: ''اے میرے بھائی! لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی کثرت کرو۔''

اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور بڑی مشکل سے میری طرف دیکھا۔ پھر اس پر غشی طاری ہو گئی۔ میں نے دوسری مرتبہ یہی تلقین کی تو اس نے مجھے بمشکل آنکھیں کھول کر دیکھا لیکن دوبارہ اس پر غشی طاری ہو گئی۔ جب میں نے تیسری مرتبہ کلمہ پڑھنے کی تلقین کی اور کہا کہ ''اگر تو نے یہ کلمہ نہ پڑھا تو نہ میں تجھے غسل دوں گا، نہ کفن، اور نہ ہی تیری نماز جنازہ پڑھوں گا۔''

یہ سن کر اُس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور کہنے لگا: ''اے میرے بھائی! اے منصور! اس کلمہ کے اور میرے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی گئی ہے۔''

میں نے کہا: ''کہاں گئیں وہ نمازیں، وہ روزے، تہجد اور راتوں کو قیام؟''

تو اس نے مجھے حسرت سے بتایا: ''اے میرے بھائی! یہ سب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے نہیں تھے، بلکہ میں یہ عبادتیں اس لئے کیا کرتا تھا کہ لوگ مجھے نمازی، روزے دار، تہجد گزار کہیں اور میں لوگوں کو دکھانے کے لئے ذکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کیا کرتا تھا۔ جب میں تنہائی میں ہوتا تو دروازہ بند کر لیتا، برہنہ ہو کر شراب پیتا، اور نافرمانیوں سے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا مقابلہ کرتا۔ ایک عرصہ تک میں اسی طرح کرتا رہا پھر ایسا بیمار ہوا کہ بچنے کی امید نہ رہی، میں نے اپنی اس بیٹی سے کہا کہ ''قرآن پاک لے کر آؤ۔''

اس نے ایسا ہی کیا، میں مصحف شریف کے ایک ایک حرف کو پڑھتا رہا یہاں تک کہ جب سورۂ یٰسٓ تک پہنچا تو مصحف شریف کو بلند کر کے بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس قرآنِ عظیم کے صدقے مجھے شفا عطا فرما۔ میں آئندہ گناہ نہیں کروں گا۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے بیماری کو دور کر دیا۔ جب میں شفایاب ہوا تو دوبارہ لہو ولعب اور لذات وخواہشات میں پڑ گیا۔ شیطان لعین نے مجھے وہ عہد بھلا دیا جو میرے رب عَزَّوَجَلَّ کے اور میرے درمیان ہوا تھا، عرصہ دراز تک گناہ کرتا رہا، پھر اچانک اس بیماری میں مبتلا ہو گیا جس میں مَیں نے موت کے سائے دیکھے تو گھر والوں سے کہا کہ ''مجھے میری عادت کے مطابق وسطِ مکان میں نکال دیں''۔ میں نے مصحف شریف منگوا کر پڑھا اور بلند کر کے عرض کی: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس کی عظمت کا واسطہ جو اس مصحف شریف میں ہے، مجھے اس مرض سے نجات عطا فرما۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری دعا قبول فرمائی اور دوبارہ اس بیماری سے مجھے شفا عطا فرما دی۔ لیکن میں پھر اسی طرح نفسانی خواہشات اور نافرمانیوں میں پڑ گیا یہاں تک کہ اب اس مرض میں مبتلا یہاں پڑا ہوں، میں نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ ''اس دفعہ بھی مجھے وسط مکان میں نکال دو'' جیسا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ پھر جب میں مصحف شریف منگوا کر

پڑھنے لگا تو ایک حرف بھی نہ پڑھ سکا۔ میں سمجھ گیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ پر سخت ناراض ہے۔میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر عرض کی: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس مصحف شریف کی عظمت کا صدقہ! مجھ سے اس مرض کو زائل فرما دے۔''

تو میں نے ہاتفِ غیبی کی آواز سنی مگر اُسے دیکھ نہ سکا۔ یہ آواز اشعار کی صورت میں تھی جن کا مفہوم یہ ہے: ''جب تو بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو اپنے گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے اور جب تندرست ہوتا ہے تو پھر گناہ کرنے لگ جاتا ہے۔ تو جب تک تکلیف میں مبتلا رہتا ہے تو روتا رہتا ہے اور جب قوت حاصل کر لیتا ہے تو برے کام کرنے لگتا ہے۔ کتنی ہی مصیبتوں اور آزمائشوں میں تو مبتلا ہوا مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھے ان سب سے نجات عطا فرمائی۔ اس کے منع کرنے اور روکنے کے باوجود تو گناہوں میں مستغرق رہا اور عرصہ دراز تک اس سے غافل رہا۔ کیا تجھے موت کا خوف نہ تھا؟ تو عقل اور سمجھ رکھنے کے باوجود گناہوں پر ڈٹا رہا۔ اور تجھ پر جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فضل وکرم تھا، تو نے اسے بھلا دیا اور کبھی بھی تجھ پر نہ کپکپی طاری ہوئی نہ ہی خوف لاحق ہوا۔ کتنی مرتبہ تو نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ عہد کیا لیکن پھر توڑ دیا، بلکہ ہر بھلی اور اچھی بات کو تو بھول چکا ہے۔ اس جہانِ فانی سے منتقل ہونے سے پہلے پہلے جان لے کہ تمہارا ٹھکانہ قبر ہے، جو ہر لمحہ تجھے موت کی آمد کی خبر سنا رہا ہے۔''

حضرت سیدنا منصور بن عمار عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْغَفَّار ارشاد فرماتے ہیں: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس سے اس حال میں جدا ہوا کہ میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور ابھی گھر کے دروازے تک بھی نہ پہنچا تھا کہ مجھے بتایا گیا کہ ''وہ شخص انتقال کر چکا ہے۔''

ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حُسنِ خاتمہ کی دعا کرتے ہیں کیونکہ بہت سے روزے دار اور راتوں کو قیام کرنے والے برے خاتمے سے دوچار ہو گئے۔

(الروض الفائق صفحہ 44، 45)

آہ! ہر لمحہ گناہوں کی کثرت وبھرمار ہے   غلبۂ شیطان ہے اور نفس بداطوار ہے

تیرے سامنے یا خدا! ہر جرم کا اظہار ہے ہر گناہ قصداً کیا اس کا بھی اقرار ہے

میرا نفس مجھے جہنم میں لے گیا:

☆ حضرت سیدنا ابوالحسن رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِیْ نے اپنے والد کو وفات کے دو سال بعد خواب میں تارکول کے لباس میں دیکھ کر پوچھا: ''یہ کیا میں آپ کو جہنمیوں کے لباس میں دیکھ رہا ہوں؟''

والد نے جواب دیا: ''پیارے بیٹے! میرا نفس مجھے جہنم میں لے گیا تم نفس کے دھوکے سے بچ کر رہنا''۔ (مکاشفۃ القلوب صفحہ 60)

اب ایک ایسے عابد کی حکایت ملاحظہ کیجئے! جس نے اپنے نفس کو خواہشات کے ہاتھوں مغلوب ہو کر اپنا ایمان تک برباد کر دیا۔

☆ چنانچہ ''بحر الدموع'' میں ہے: ''حضرت سیدنا حسن بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ اپنے احباب کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ لوگ ایک قتل کئے ہوئے شخص کو گھسیٹتے ہوئے وہاں سے گزرے۔ سیدنا حسن بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے جب مقتول کی شکل دیکھی تو ایک دم بے ہوش ہو کر زمین پر تشریف لے آئے۔ جب ہوش میں آئے اور کسی نے ماجرا دریافت کیا تو فرمایا: ''یہ مقتول کسی وقت بہت بڑا عابد و زاہد تھا۔''

لوگوں کا تجسس بڑھا تو عرض کی: ''یا سیدی! تفصیلی واقعہ ارشاد فرمائیے۔''

فرمایا: ''یہ عابد ایک روز نماز کے لئے گھر سے چلا تو راستے میں ایک عیسائی لڑکی پر اس کی نظر پڑ گئی اور ایک دم اس کے دل میں عشق کی آگ شعلہ زن ہوئی اور اس کے فتنے میں پڑ گیا۔ عابد نے اس سے شادی کا مطالبہ کیا تو لڑکی نے یہ شرط رکھی کہ ''عیسائی ہو جاؤ۔''

کچھ عرصہ عابد نے ضبط کیا مگر آخرِ کار شہواتِ نفسانیہ کے ہاتھوں مغلوب ہو کر اسلام چھوڑ کر (معاذ اللہ) نصرانی بن گیا جب اس عابد نے لڑکی کو خبر دی تو وہ بپھر گئی اور ملامت کرتے ہوئے کہنے لگی: ''او بدنصیب! تیرے اندر کوئی بھلائی نہیں، تو نے اپنے دین سے

وفا نہیں کی تو کسی اور کے ساتھ وفا کیا کرے گا۔

اے بدبخت! تو نے شہوتِ نفس سے بدمست ہو کر عمر بھر کی عبادت وریاضت بلکہ اپنا دین تک داؤ پر لگا دیا۔ سن! تو اسلام سے پھر کر مرتد ہو چکا ہے اور الحمد للہ عَزَّوَجَلَّ میں عیسائیت چھوڑ کر مسلمان ہو چکی ہوں۔''

یہ کہہ کر اس نے سورۃ الاخلاص کی تلاوت کی کسی سننے والے نے حیرت سے پوچھا: ''یہ تجھے کیسے یاد ہوئی؟۔''

کہنے لگی: ''دراصل بات یہ ہے کہ خواب کے اندر میں جہنم میں داخل ہونے لگی اچانک ایک صاحب وہاں آ گئے اور مجھے تسلی دیتے ہوئے کہنے لگے۔ ''ڈرو مت تمہاری جگہ اسی شخص کو فدیہ بنا دیا گیا ہے۔''

اتنے میں یہ عاشق نامراد میری جگہ جہنم میں جانے کے لئے آ گیا، پھر وہ صاحب مجھے جنت میں لے گئے وہاں میں نے یہ لکھا ہوا دیکھا:

یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ ۚۖ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ''اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اس کے پاس ہے۔'' (پارہ 13، سورۃ الرعد، آیت 39)

پھر انہوں نے مجھے سورۃ الاخلاص یاد کروائی جب میں بیدار ہوئی تو یہ مجھے یاد ہو چکی تھی۔''

حضرت سیدنا حسن بصری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے مزید فرمایا: ''وہ خوش نصیب لڑکی تو مسلمان ہو گئی لیکن بدنصیب عابد شہوت سے مغلوب ہو کر مرتد ہو جانے کے بعد آج قتل کر دیا گیا۔'' (بحر الدموع صفحہ 76)

☆ شیخ طریقت، امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ''فیضانِ سنت'' میں اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بے نیازی اور اس کو خفیہ تدبیر سے ہر

ایک کو ہر دم ڈرتے رہنا چاہئے ہم میں کسی کو نہیں معلوم کہ ہمارا خاتمہ ایمان پر ہوگا بھی یا نہیں۔

آہ! آہ! آہ! خدا کی قسم! ہم دنیا میں پیدا ہو کر سخت ترین آزمائش میں پڑ گئے ہیں۔اس معاملہ میں تو جانور اور کیڑے مکوڑے اچھے رہے کہ نہ انہیں سلب ایمان کا خوف نہ سکرات و قبر و حشر کی ہولناکیوں کی وحشت، نہ عذابِ جہنم کا ڈر، اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بے نیاز ہے۔ایمان کی حفاظت کے معاملے میں کبھی بھی غفلت نہیں کرنی چاہئے۔ (فیضانِ سنت جلد 1، صفحہ 101)

مذکورہ سطور سے جب مجاہدۂ نفس کے فضائل و فوائد، مجاہدۂ نفس نہ کرنے کے نقصانات اور نفس امارہ کی ہلاکت خیزیاں معلوم ہو چکی۔ تو ہر ایک مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ مجاہدۂ نفس کو اپنے اوپر لازم کرلے۔ نفس کو قابو کرنے کی سر توڑ کوشش کرے اور اس کو مغلوب کرنے کے ذریعے دنیا و آخرت کی سعادت کا مستحق بنے۔

لہٰذا اب ہم ان امور کا ذکر کرتے ہیں کہ جن کے ذریعے سے کوئی شخص نفسِ اَمّارہ کو زیرو مغلوب کر سکتا ہے۔نفس کا مقابلہ کرنے کے لیے اور اس کو مغلوب کرنے کے لیے ان امور کا اہتمام لازمی ہے۔

نفس کو مغلوب کرنے کے چھ طریقے

(1) کم کھانا،

(2) بزرگانِ دین (عَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃ) کی سیرت کا مطالعہ کرنا،

(3) نفس کا محاسبہ کرنا،

(4) غفلت پر سزا دینا،

(5) مدنی فیس لے کر نفس کی خواہش پوری کرنا،

(6) بارگاہِ خداوندی سے مدد طلب کرنا۔

اب ہم ہر ایک علاج کو بالتفصیل ذکر کرتے ہیں لیکن ان کو فقط پڑھ کر نظر سے مت گزار دیجئے گا بلکہ ہر ایک علاج کو اپنانے کی کوشش کیجئے گا۔ یہاں ایک بات ذہن میں

رہے، ہوسکتا ہے کہ نفس کے ساتھ مجاہدہ کے فضائل پڑھ کر آپ یک لخت ان تمام امور کو اپنے اوپر نافذ کر کے اپنے نفس کو مغلوب کرنے کی کوشش کریں اس طرح آپ ان امور کو استقامت کے ساتھ بجا نہیں لا سکتے بلکہ کچھ ایام کے بعد معاملہ وہی ہوگا جو پہلے تھا، لہٰذا ان امور پر تھوڑا تھوڑا کر کے عمل کیا جائے تو اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ فائدہ ہوگا۔

اور خبردار! کسی بھی مقام پر اس خیال کو اپنے پاس پھٹکنے بھی نہ دیجئے گا کہ اب میں نفس کے شر سے محفوظ ہوگیا ہوں، بلکہ ہر وقت اس کے شر سے خود کو بچانے کے اعمال بجالاتے رہئے گا۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ فلاحِ دارین آپ کا مقدر ہوگی۔

اور فقیر کے حق میں دعا کیجئے گا کہ اس کو بھی مرشدِ کریم دامت برکاتہم العالیہ کے صدقے نفس کو مغلوب کرنے کے ان علاجوں پر عمل کرنے کا جذبہ حاصل ہوجائے۔

{1} بھوک کے ذریعے نفس کو مغلوب کرنا:

کھانا کھانے کے مختلف درجات:

یاد رکھئے! بذریعہ بھوک نفس کو مغلوب کرنا بہت ہی مُؤثر عمل ہے اور اس پر لاتعداد احادیث واقوال بھی شاہد ہیں۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ کھانا کھانے کی مختلف حالتیں و درجات ہیں اور ہر حالت کے اعتبار سے اس کے بارے میں مختلف احکام ہیں۔

☆ چنانچہ سید محمد احمد قادری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ "شرح قصیدہ بردہ شریف" میں کھانا کھانے کے درجات کے مختلف درجات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

☆ "کھانا ایک صورت میں فرض بھی ہے، یعنی اسی حالت میں جب کہ ہلاکت سے بچانے کو کھایا جائے تو اسی کی فضیلت میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللہَ لَیُوْجِرُ فِیْ کُلِّ لُقْمَۃٍ یَرْفَعُھَا الْعَبْدُ اِلٰی فَمِہٖ۔

یعنی "اللہ (عَزَّوَجَلَّ) ہر اس لقمہ کے بدلے میں ثواب عطا فرماتا ہے جو بندہ اپنے منہ میں ڈالتا ہے۔"

☆ کھانا مستحب بھی ہے اگر اس نیت سے کھائے کہ ادائے صلوٰۃ پنجگانہ میں ضُعف پیدا نہ ہو، چنانچہ طاقتِ بدنی قائم رکھنے کے لیے کھانے والے کی فضیلت حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے یوں بیان فرمائی:

اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیرٌ وَاَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالیٰ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیفِ،

یعنی ''طاقتور مومن بھلا ہے اور اللہ تعالیٰ کو کمزور مومن سے زیادہ محبوب ہے۔''

(شعب الایمان، جلد1، صفحہ216، حدیث194)

☆ مرتبہ اِباحت میں کھانا تقوُّمِ بدن کی حد تک ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نہ اتنا کم کھایا جائے کہ عبادات بھی درست طریقے سے ادا نہ ہو سکیں اور نہ اتنا زیادہ کھایا جائے کہ نفس کی خواہشات عروج پر پہنچ جائیں۔ بہرحال نفسِ اَمّارہ کی خفیہ شرارتوں سے ہوشیار رہنا اور اُس کے مکروحیلے کا شکار ہونے سے بچنا ہر مومن پر لازم ہے''۔

(شرح قصیدہ بردہ شریف صفحہ نمبر72)

قلتِ طعام کے فضائل میں احادیثِ مبارکہ:

☆ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کا فرمانِ ہدایت نشان ہے:

لَاتُمِیتُو الْقُلُوبَ بِکَثْرَۃِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ فَاِنَّ الْقَلْبَ یَمُوتُ کَالزَّرْعِ اِذَا کَثُرَ عَلَیْہِ الْمَاءُ

یعنی: ''اپنے دِلوں کو زیادہ کھانے پینے سے ہلاک نہ کرو، کیونکہ زیادہ کھانے پینے سے دل ہلاک ہو جاتا ہے جس طرح زیادہ پانی لگنے سے کھیت تباہ ہو جاتے ہیں۔''

(مکاشفۃ القلوب صفحہ72)

☆ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کا فرمانِ عالیشان ہے۔ ''اپنے دلوں کو بھوک سے روشن کرو۔ بھوک اور پیاس سے اپنے نفس کا مقابلہ کرو اور ہمیشہ بھوک کے ذریعے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاتے رہو۔ بھوکے رہنے والے کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد

کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھوکا پیاسا رہنا بہترین عمل ہے۔ آسمان کے فرشتے اس انسان کے قریب بالکل نہیں آتے جس نے اپنا پیٹ بھرا اور عبادت کا مزہ کھو دیا تھا۔" (مکاشفۃ القلوب صفحہ نمبر 71)

حضرت یحییٰ (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) اور شیطان کا مکالمہ:

☆ "حضرت یحییٰ بن زکریا (عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) نے شیطان کو دیکھا کہ اس نے جال اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ (عَلَیْہِ السَّلَام) نے اس سے پوچھا: "یہ کیا ہے؟"۔

تو شیطان نے کہا: "یہ شہوات ہیں، میں ان کے ذریعہ ابنِ آدم کو قید کرتا ہوں۔"

آپ (عَلَیْہِ السَّلَام) نے فرمایا: "میرے لیے بھی کوئی جال ہے؟"۔

شیطان نے کہا: "نہیں مگر ایک رات آپ نے شکم سیر ہو کر کھانا کھا لیا تھا جس سے آپ کو نماز میں کمی آ گئی تھی۔"

حضرت یحییٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: "آئندہ میں کبھی بھی شکم سیر ہو کر کھانا نہیں کھاؤں گا۔"

شیطان نے کہا: "میں بھی آئندہ کسی کو نصیحت نہیں کروں گا۔"

☆ اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد امام غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: "یہ ہے اس مقدس ہستی کا حال جس نے ساری زندگی میں صرف ایک رات شکم سیر ہو کر کھانا کھایا تھا۔ تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جو ساری زندگی کبھی بھی بھوکا نہیں رہتا اور پیٹ بھر کر کھانا کھاتا ہے اور اس کے باوجود وہ چاہتا ہے کہ وہ عبادت گزار بن جائے؟" (مکاشفۃ القلوب صفحہ 76)

حضرت یحییٰ (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) اور جَو کی روٹی:

☆ حضرت یحییٰ (عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) نے ایک رات پیٹ بھر کر جو کی روٹی کھالی۔ اور عباداتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں حاضر نہ ہو سکے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے وحی فرمائی

:''اے یحییٰ (عَلَیْہِ السَّلَام)! کیا تونے میرے در سے بہتر کوئی در پا لیا ہے یا میرے جوارِ رحمت سے بہتر تونے کوئی جوار پالیا ہے۔ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم! اگر تو جنت الفردوس کو ایک نظر دیکھ لے اور جہنم کو بھی دیکھ لے تو آنسوؤں کے بدلے خون روئے اور اس لباس کی بجائے لوہے کا لباس پہنے۔'' (مکاشفۃ القلوب ص ۲۷)

جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا کہ نفس کو مغلوب کرنے کے طریقوں میں سے سب سے زیادہ موثر و اعلیٰ طریقہ یہ ہے کہ نفس کو بھوک کے ذریعے مغلوب کیا جائے اور یہ طریقہ کتنا کامیاب ہے ملاحظہ فرمایئے۔''

☆ ''مقاصد السالکین'' میں ہے کہ ''جب اللہ تعالیٰ نے نفس کو پیدا فرمایا تو اسے اپنی بارگاہ میں حاضر کیا اور فرمایا: ''بتا میں کون ہوں اور تو کون ہے؟''۔

نفس نے جواب دیا: ''اَنْتَ اَنْتَ اَنَا اَنَا (یعنی تو تو ہے میں میں ہوں)''

اس تکبر بھرے جملے پر نفس کو چند برس آگ کا عذاب دیا گیا۔ اس کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کو آگ سے باہر نکالا اور پھر وہی سوال کیا: ''بتا میں کون ہوں اور تو کون ہے؟''

نفس نے پھر وہی جواب دیا: ''اَنْتَ اَنْتَ اَنَا اَنَا (یعنی تو تو ہے میں میں ہوں)''

حتی کہ اسے طرح طرح کے عذابات میں مبتلا کیا گیا مگر اس نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار نہیں کیا۔ آخر کار اسے بھوکا رکھا گیا جب بھوک میں ایک مدت گزر گئی تو اس کا سارا زور ٹوٹ گیا پھر جب اس سے وہی سوال کیا گیا: ''بتا میں کون ہوں اور تو کون ہے؟''

تو اب اس نے عرض کی: ''اَنْتَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ۔

یعنی ''تو وہ ہے کہ تجھ واحد قہار عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں۔''

(مقاصد السالکین، صفحہ 129)

کثرتِ طعام کی آفات کے بارے میں اقوال:

☆ حضرت سہل بن عبداللہ تستری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''پیٹ بھر کر

کھانے سے خواہشاتِ نفسانیہ اپنے عروج پر پہنچ جاتی ہیں اور نفس اپنی مرادیں طلب کرنے لگتا ہے۔" (تذکرۃ الاولیاء ص نمبر 177)

☆ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِیْ فرماتے ہیں: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت و بندگی کر کے اپنے نفس کا مقابلہ کرو۔ اور ریاضت شب بیداری، تھوڑی گفتگو کرنا، لوگوں کی تکالیف پر صبر کرنا اور کم کھانا ہے۔ کم سونے سے خیالات پاکیزہ ہوتے ہیں، کم بولنے سے انسان مصائب سے محفوظ رہتا ہے، تکالیف پر صبر کرنے سے درجات بلند ہوتے ہیں اور کم کھانے سے شہواتِ نفسانیہ ختم ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ زیادہ کھانا دل کو سیاہ اور اسے گرفتارِ ظلمت کرتا ہے بھوک حکمت کا نور ہے اور سیر ہونا (بندے کو) اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دور کر دیتا ہے۔" (مکاشفۃ القلوب صفحہ نمبر 71)

☆ حضرت خواجہ باقی باللہ (رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ) فرماتے ہیں: "جو شخص بہت زیادہ کھانا کھاتا ہے۔ اس کے معدے سے ایسا دھواں اٹھتا ہے کہ جو فیض کے چشمے بند کر دیتا ہے"۔ (مقاصد السالکین صفحہ نمبر 168)

☆ منقول ہے کہ "حضرت لقمان حکیم (رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ) نے اپنے بیٹے سے فرمایا: "کم کھانا کھاؤ اور کم نیند کرو کیونکہ جو شخص زیادہ کھاتا اور زیادہ سوتا ہے قیامت کے دن اس کے پاس اعمالِ صالحہ نہیں ہوں گے۔ زیادہ کھانے پینے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔"

(مکاشفۃ القلوب صفحہ نمبر 70)

قلتِ طعام کے فائدے:

☆ حضرت خواجہ ضیاء اللہ نقشبندی (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی) فرماتے ہیں: "جو شخص اپنے معدہ کو خالی رکھے اور تھوڑا کھانے کا عادی ہو جائے تو اس کا دل فیض و ارادت کے قابل ہو جاتا ہے، شہوت اور حرصِ نفسانی اس پر غالب نہیں آتی، ہمیشہ باوضو رہتا ہے، کاہلی و نیند وغیرہ اس پر غلبہ نہیں پا سکتیں، خدا تعالیٰ کی مخلوق پر رحم دل ہوتا ہے، جس قدر عبادت کرے لذت

پاتا ہے اور شیطان اس سے بھاگتا ہے"۔ (مقاصد السالکین صفحہ نمبر 128)

معدے کی مثال:

☆ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: "صالحین نے معدہ کو ایسی ہانڈی سے تشبیہ دی ہے جو اُبلتی رہتی ہے اور اس کے بخارات مسلسل دل پر پہنچتے رہتے ہیں پھر انہی بخارات کی زیادتی دل کو پراگندہ کر دیتی ہے۔ شکم سیر ہو کر کھانے سے علم و فکر میں کمی واقع ہوتی ہے، اور شکم پُری ذہانت کو برباد کر دیتی ہے۔ ہر عقل مند کو چاہیے کہ وہ بھوکا رہ کر شہوات کا خاتمہ کرے کیونکہ بھوک اس دشمنِ خدا (نفس) کے لیے قہر ہے۔

☆ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَی الدَّمِ فَضَیِّقُوْا مَجَارِیَہٗ بِالْجُوْعِ

یعنی: "شیطان تمہارے جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے اس کے ان راستوں کو بھوک سے بند کرو۔"

☆ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی مزید فرماتے ہیں: "بلاشبہ قیامت کے دن وہی شخص اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوگا جس نے زیادہ بھوک پیاس برداشت کی ہوگی، اور ابنِ آدم کے لیے سب سے زیادہ ہلاکت خیز چیزیں پیٹ کی خواہشات ہیں۔"

مخلوق کی تین اقسام حکماء کی نظر میں:

☆ کسی دانا کا قول ہے: "جس انسان پر اس کا نفس غالب آ جاتا ہے وہ شہوات کا قیدی اور بھلائی سے بے بہرہ ہو جاتا ہے اس کا دل تمام فوائد سے محروم ہو جاتا ہے۔ جس کسی نے بھی اپنے اعضاء کی زمین کو شہوات کی خوراک دی اس نے اپنے دل میں ندامت کی کاشت کی۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تین قسموں پر پیدا فرمایا:

(1) فرشتوں کو پیدا فرمایا، ان میں عقل رکھی مگر شہوت نہ رکھی۔

(2) جانوروں کو پیدا کیا، ان میں شہوت رکھی مگر عقل نہ رکھی۔

(3) انسان کو پیدا کیا،ان میں عقل اور شہوت دونوں رکھیں۔

اب جس انسان کی عقل پر اس کی شہوت غالب آ جائے، وہ جانوروں سے بدتر ہے اور جس کی شہوت پر اس کی عقل غالب آ جائے وہ فرشتوں سے بھی افضل ہے"۔

(مکاشفۃ القلوب صفحہ نمبر 74)

☆ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی کچھ آگے چل کر ارشاد فرماتے ہیں: "یہ نفس شہوت کی حالت میں حیوان بن جاتا ہے،غصہ کی حالت میں درندہ،معصیت کے وقت دودھ پیتے بچے کی طرح،نعمتوں کے وقت فرعون، بھوک کے وقت دیوانہ و پاگل، اور سیری کے وقت متکبر و سرکش دکھائی دیتا ہے۔اگر تو اسے غذاؤں سے سیر کئے رکھے تو اتراتا ہے اور خوشی سے پھولا نہیں سماتا اور اگر اسے بھوک دے تو چیختا چلاتا ہے اور جزع فزع کرتا ہے۔

☆ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

کَحِمَارِ السُّوئِ اِنْ اَشْبَعْتَہٗ رَمَحَ النَّاسَ وَاِنْ جَاعَ نَهَقَ

یعنی: "اگر تو اسے (نفس) کو سیر کر دے تو خرمست گدھے کی طرح لوگوں کو دولتیاں مارتا ہے اور اگر بھوکا رکھے تو رینگتا ہے۔"

☆ بعض صالحین رَحِمَهُمُ اللہُ تعالی نے کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ: "اس نفس کی برائی اور جہالت کا اندازہ اس سے لگایئے کہ جب یہ گناہ یا شہوت کے لیے برانگیختہ ہو جائے تو پھر خواہ تو اسے اللہ و رسول (عَزَّوَجَلَّ وصَلَّى اللہُ تعالی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ) کے واسطے دے یا انبیائے کرام (عَلَیْہِمُ السَّلَامُ) و کتبِ سماوی اور سلف صالحین (رَحِمَهُمُ اللہ تعالی) کے واسطے پیش کرے، خواہ موت، قبر، قیامت اور جنت و دوزخ کی ہولناکیاں اس کے سامنے رکھے اس کے باوجود نہ تو یہ شہوت ترک کرے گا اور نہ تو اس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال سکے گا۔پھر اگر ایک چپاتی پر اکتفا کر کے اس کے سکون کا اندازہ لگانا چاہے تو تجھ پر اس کی جہالت کی حقیقت کھل جائے گی۔"

(منہاج العابدین صفحہ 203)

☆ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی ''اِحیاء العلوم'' میں ارشاد فرماتے ہیں: ''سالک کو برداشتِ جفا کے برابر کوئی چیز سخت نہیں۔ جب نفس میں سے ارادۂ شہوت اٹھے یا شیرینیِ کلام لیکن بے ہودگی اس سے جوش مارے تو اسی وقت چاہیے کہ شمشیرِ طلب طعام خلاف کم خوری سے نفس کو برہنہ کرے اور خاموشی کا تازیانہ مارے۔ یہاں تک کہ ظلم اور انتقام سے باز آئے اور ہمیشہ اس کے وبال سے نجات پائے اور شہوات کی میل سے اسے پاک صاف کردے تب کہیں آفات سے چھٹکارا ملے گا۔ پھر اس وقت فوراً ہی ہلکا پھلکا ہوجائے گا اور میدانِ خیرات میں دوڑتا پھرے گا اور اطاعت کے راستوں میں سرپٹ گھوڑے کی طرح جولانیاں (گردش) کرے گا اور ایسا ہوجائے گا جیسے بادشاہ چمن میں سیر کرتا ہے۔'' (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 116)

☆ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی ''منہاج العابدین'' میں فرماتے ہیں: ''اے طالبِ عبادت! تیرے لیے پیٹ کی حفاظت اور اس کی اصلاح بھی لازمی وضروری ہے، پیٹ کی حفاظت بڑی محنت طلب ومشکل ترین مرحلہ ہے اور اس کا نقصان بہت زیادہ ہے، دوسرے تمام اعضاء کا مَنْبَع ومَعْدَن ہونے کی وجہ سے دوسرے اَعضاء پر یہ عضو بہت اثر انداز ہوتا ہے۔ دیگر اعضاء میں قوت وضعف اور عِفت وسرکشی وغیرہ کے اُمور پیٹ کے فساد کی وجہ سے ہی برانگیختہ ہوتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت میں ہمت چاہتے ہو تو سب سے پہلے حرام اور مشتبہ چیزوں سے پیٹ کو محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ پھر ضرورت سے زائد اور فضول حلال چیزوں سے احتراز کرنا لازمی ہے۔

حرام اور مشتبہ چیزوں سے بچنے کی وجوہ

(1) جہنم کی آگ سے حفاظت:

☆ حرام اور مشتبہ چیزوں سے بچنے کی پہلی وجہ یہ ہے کہ حرام اور مشتبہ چیزیں

استعمال کرنے والا جہنم کی آگ میں دھونک دیا جائے گا۔

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًاؕ-وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا۠ ﴿۱۰﴾ (پارہ4، سورۃالنساء، آیت10)

ترجمۂ کنزالایمان: ''وہ جو یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑکتے دھڑے میں جائیں گے۔''

☆ حضور اکرم، سرورِ دوعالم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشادِ گرامی ہے:

''كُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ فَالنَّارُ اَوْلٰى بِهٖ۔''

یعنی: ''جو گوشت حرام مال سے پیدا ہوا ہو، اس کے لیے آگ ہی بہتر ہے۔''

(شعب الایمان جلد5، صفحہ57، حدیث5762 ملتقطًا)

(2) توفیقِ عبادت سے محرومی:

☆ حرام اور مشتبہ چیزوں سے بچنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حرام اور مشتبہ چیزوں کا استعمال کرنے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے دھتکار دیا جاتا ہے اور اسے عبادت کی توفیق نصیب نہیں ہوتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا صحیح معنوں میں حق طیب وطاہر شخص ہی ادا کرسکتا ہے۔

☆ امام غزالی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَالِی فرماتے ہیں کہ: ''میں کہتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے جُنُبی کو مسجد میں داخل ہونے اور بے وضو کو قرآنِ پاک کے چھونے سے نہیں روکا؟''۔

☆ ارشاد فرمایا:

وَ لَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور نہ ناپاکی کی حالت میں بے نہائے (نماز کے قریب جاؤ) مگر مسافری میں''۔ (پارہ5، سورۃالنساء آیت43)

☆ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا

لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَؕ (۷۹) (پارہ 27، سورۃ الواقعہ، آیت 79)

ترجمۂ کنزالایمان: ''اسے (قرآنِ مجید کو) نہ چھوئیں مگر باوضو۔''

جنابت اور حدث مُباح (جائز) امر ہیں ان مُباح امور کی موجودگی میں دخولِ مسجد اور قرآن کو چھونے کی ممانعت ہے جب کہ حرام اور مشتبہ تو ناجائز ہے۔

پھر حرام اور مشتبہ چیزوں کی غلاظت ونجاست سے آلودہ ہو کر اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں حاضری کیسے ممکن ہے اور ایسا شخص اللہ تعالٰی کی حقِ بندگی کا دعویٰ کیسے کرسکتا ہے؟ ہرگز ایسا ممکن نہیں ہے۔''

☆ حضرت یحیٰی بن معاذ رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی فرماتے ہیں:

''اَلطَّاعَةُ مَخْزُوْنَةٌ فِیْ خَزَائِنِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ مِفْتَاحُھَا الدُّعَاءُ وَ اَسْنَانُهٗ اَلْحَلَالُ فَاِذَا لَمْ یَکُنْ لِلْمِفْتَاحِ اَسْنَانٌ فَلَا یَنْفَتِحُ الْبَابُ وَ اِذَا لَمْ یَنْفَتِحْ بَابُ الْخَزَانَةِ کَیْفَ یَصِلُ اِلٰی مَا فِیْھَا مِنَ الطَّاعَةِ''

''اطاعت اللہ تعالٰی کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے اور دعا اس خزانے کی چابی ہے۔ رزقِ حلال چابی کے دندانے ہیں جب چابی کے دندانے ہی نہ ہوں تو دروازہ کیسے کھل سکتا ہے جب دروازہ ہی نہ کھلے گا تو خزانہ (اطاعت) تک رسائی کیسے حاصل ہوگی؟''

(3) عملِ خیر سے محرومی:

حرام اور مشتبہ چیزیں کھانے والا عملِ خیر سے محروم ہوجاتا ہے۔ اگر اتفاق سے کوئی عملِ خیر اس سے واقع ہو بھی جائے تو وہ اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت حاصل نہیں کرسکتا۔ بلکہ مردود ہوجاتا ہے ایسے شخص کو فقط مشقت اٹھانے، جانفشانی کرنے اور وقت ضائع کرنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

☆ سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کا فرمان ہے:

"کَمْ مِنْ قَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ قِیَامِہٖ اِلَّا السَّھْرُ وَ کَمْ مِنْ صَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ صِیَامِہٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَالظَّمَأُ" (مسندِ امام احمد بن حنبل جلد3، صفحہ443، حدیث نمبر 9691)

یعنی: "کتنے ہی شب بھر قیام کرنے والوں کو سحر خیزی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کتنے ہی روزہ رکھنے والوں کو بھوکے، پیاسے رہنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔"

☆ حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے۔

"لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ صَلٰوۃَ امْرَءٍ فِیْ جَوْفِہٖ حَرَامٌ"

یعنی: "اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں فرماتا جس کے پیٹ میں حرام ہو۔"

جہاں تک تعلق ہے ضرورت سے زائد حلال اور فضول چیزوں کا تو وہ بھی عابدوں کے لیے آفت اور راہِ حق میں مجاہدہ کرنے والوں کے لیے مصیبتوں سے کم نہیں ہے۔

☆ امام غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: "میں نے جب ان میں غور و فکر کیا تو میں نے دس آفتیں اس سلسلہ میں پائیں جنہیں اس سلسلہ میں اصول کہا جاسکتا ہے۔

ضرورت سے زائد حلال و فضول چیزوں کی دس آفتیں

(1) قساوتِ قلبی:

ضرورت سے زیادہ حلال کھانے سے دل سخت اور اس کا نور زائل ہو جاتا ہے جیسا کہ

☆ حضورِ اکرم، رحمتِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ سے روایت کیا گیا ہے:

"لَا تُمِیْتُوا الْقَلْبَ بِکَثْرَۃِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ فَاِنَّ الْقَلْبَ یَمُوْتُ کَالزَّرْعِ اِذَا کَثُرَ عَلَیْہِ الْمَآءُ"

یعنی: "کھانے پینے کی کثرت سے دل کو مردہ نہ کرلو کیونکہ دل اس کھیتی کی طرح مردہ ہو جاتا ہے جو پانی کی کثرت سے کاشت کے قابل نہیں رہتی۔"

(2) اَعضاء کا فتنوں میں مبتلا ہونا:

ضرورت سے زیادہ کھانے سے گو حلال ہی ہو اَعضا فتنوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ فسادات اور فضول کاموں میں برانگیختہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ جب انسان شکم سیر ہو تو وہ اتراتا ہے۔ آنکھیں حرام اور بے کار چیزوں کو تکنے کی آرزو مند ہوتی ہیں۔ کان مَالَایَعْنِی (فضول) چیزوں کو سننے کا اشتیاق رکھتے ہیں، زبان بے ہودہ بکنے؛ شرم گاہ شہوت پوری کرنے اور پاؤں بے راہ روی کے لیے خواہش مند ہوتے ہیں۔

اور اگر انسان شکم سیر نہ ہو بلکہ بھوکا ہو تو سارے اَعضاء اِطمینان وسکون سے رہتے ہیں نہ تو کوئی عضو سرکشی کرتا ہے اور نہ ہی (گناہوں پر) ہشاش بشاش اور ہوشیار ہوتا ہے۔

☆ ابو جعفر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:

اِنَّ الْبَطْنَ عُضْوٌ اِنْ جَاعَ هُوَ شَبِعَ سَائِرُ الْاَعْضَاءِ یَعْنِی تَسْکُنُ فَلَاتُطَالِبُکَ بِشَیْئٍ وَاِنْ شَبِعَ هُوَ جَاعَ سَائِرُ الْاَعْضَاءِ"

یعنی: "بے شک پیٹ ایسا عضو ہے اگر یہ بھوکا ہو تو سارے اعضاء سیر ہوتے ہیں۔ یعنی سکون میں ہوتے ہیں کسی چیز کا بھی مطالبہ نہیں کرتے اور اگر پیٹ بھرا ہوا ہو تو سارے اعضاء بھوکے ہوتے ہیں یعنی اپنی خواہش کے مطابق برائی کے بھوکے ہوتے ہیں"۔

مختصر یہ کہ انسان کے اَقوال واَفعال کا صدور اس کے کھانے پینے کا مرہونِ منت ہے۔ جیسی غذا پیٹ میں ڈالے گا ویسا ہی نتیجہ برآمد ہوگا۔ حرام کھائے گا تو حرام کاموں کی صورت میں وہ ظاہر ہوگا۔ فضول چیزوں کو کھائے گا تو فضول کاموں کی شکل میں ظہور ہوگا گویا کہ انسان کی خوراک اَفعال کا بیج ہے اور اَفعال اسی بیج سے پودے کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔

(3) علم وعقل میں کمی:

زیادہ کھانے کی تیسری آفت علم وعقل کی کمی کی شکل میں رونما ہوتی ہے۔ کیونکہ شکم سیری فہم واِدراک کو ختم کر دیتی ہے۔

☆ حضرتِ دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سچ فرماتے ہیں: "جب تجھے دنیا وآخرت کی

ضرورت درپیش ہو تو کھانے میں کمی کردو، اور بھوک کی حالت میں اپنی ضرورت کو پورا کرو! کیونکہ کھانا عقل کو متغیر کردیتا ہے۔ حقیقتِ حال سے آگاہی رکھنے والے اس معاملے سے بخوبی آگاہ ہیں۔"

(4) عبادت میں کمی:

کثرتِ طعام کی چوتھی آفت یہ ہے کہ اس سے عبادت میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔ انسان جب زیادہ کھائے گا تو لامحالہ اس کا بدن بوجھل اور آنکھوں میں نیند کا غلبہ ہوگا۔ اعضاء نرم اور سست پڑ جائیں گے اس سے کوئی بھی عمل تندہی کے ساتھ سرزد نہیں ہوگا بلکہ مردار کی طرح پڑا نیند کے خراٹے لے گا۔

☆ اسی لیے کہا گیا:

"اِذَا کُنْتَ بَطِیْنًا فَعُدَّ نَفْسَکَ زَمِنًا"

یعنی "جب تو پیٹو بن جائے تو خود کو زمین پہ پڑا ہوا شمار کر۔"

اَلْعِبَادَۃُ حِرْفَۃٌ وَ حَانُوْتُھَا الْخَلْوَۃُ وَ آلَتُھَا الْمَجَاعَۃُ

یعنی "عبادت ایک پیشہ ہے جس کا مقام تنہائی اور جس کے استعمال کا ہتھیار بھوک ہے۔"

(5) عبادت کی لذت وحلاوت ختم ہوجاتی ہے:

پانچویں آفت کثرتِ طعام سے یہ ہے کہ عبادت کی لذت وحلاوت ختم ہوجاتی ہے۔

☆ خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: "جب سے میں دولتِ اسلام سے مالا مال ہوا ہوں میں نے کبھی بھی سیر ہوکر کھانا نہیں کھایا تاکہ میں اپنی عبادت کی حلاوت سے آشنا راز ہوسکوں۔ اور نہ ہی سیر ہوکر پانی پیا ہے تاکہ اپنے رب کی ملاقات کے اشتیاق کے جذبوں کو تسکین دے سکوں۔"

☆ امام غزالی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا فرمان نقل فرمانے کے بعد فرماتے ہیں: "یہ اہل مکاشفہ کی صفات میں سے ہے اور حضرت ابوبکر

صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی اہل مکاشفہ میں سے تھے۔''

☆ حضرت دارانی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''میری اس وقت کی عبادت حلاوتوں سے آراستہ ہوتی ہے کہ جب بھوک سے میرا پیٹ میری پشت سے چمٹا ہوتا ہے۔''

(6) حرام میں پڑنے کے خطرات میں اضافہ:

کثرتِ طعام سے چھٹی آفت یہ پیش آتی ہے کہ مشتبہ اور حرام چیزوں میں پڑنے کے خطرات بڑھ جاتے ہیں کیونکہ حلال تو گزارہ بھر رزق ہی میسر آتا ہے۔

☆ حضورِ اکرم رحمتِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کا ارشاد گرامی ہے۔

''اِنَّ الْحَلَالَ لَا یَاْتِیْکَ اِلَّا قُوْتًا وَّ الْحَرَامَ یَاْتِیْکَ جَزَافًا جَزَافًا۔''

یعنی: ''حلال گزارہ بھر رزق ہی میسر آتا ہے جب کہ حرام بے تکا آتا ہے۔''

(7) قلب وبدن کی مشغولیت:

کثرتِ طعام کی ساتویں آفت یہ ہے کہ پہلے تو انسان کا دل اور اس کا وجود مال کو حاصل کرنے اور تیار کرنے میں مشغول رہتا ہے، پھر کھانے میں مشغول رہتا ہے، پھر اس سے فراغت میں مشغول، پھر چھٹکارا پانے میں مشغول، پھر پیدا ہونے والے فسادات سے محفوظ رہنے میں مشغول رہتا ہے۔

ضرورت سے زیادہ کھانے کا نقصان یہ ہے کہ مشغولیت ہی مشغولیت، پھر جسم میں کثرتِ طعام سے دل کو خرابی اور مصیبت پیدا ہوجاتی ہے۔ بلکہ دینی اعتبار سے کئی آفات اور بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں۔

☆ حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کا ارشادِ مبارک ہے۔

''اَصْلُ کُلِّ دَاءٍ اَلْبَرَدَۃُ وَاَصْلُ کُلِّ دَوَاءٍ اَلْاَزْمَۃُ''

یعنی: ''ہر بیماری کی بنیاد بدہضمی اور ہر دوا کی بنیاد پرہیز ہے۔''

(ملخصًا المقاصد الحسنہ باب الھمزہ، صفحہ 73، حدیث 83)

☆ حضرت مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: ''اے لوگو! مجھے کثرتِ طعام کی وجہ سے بار بار بیت الخلاء جانا پڑتا ہے تو مجھے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے حیاء آتی ہے۔ کاش! اللہ تعالیٰ کنکریوں میں میرا رزق رکھ دیتا میں انہیں ہی چوستا رہتا حتی کہ موت آجاتی۔''

☆ امام غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ مزید فرماتے ہیں: ''پھر اسی کثرتِ طعام کی وجہ سے ہی دنیا کی طلب، لوگوں سے طمع اور وقت کے ضائع ہونے جیسی بیماریاں اور آفتیں پیدا ہوتی ہیں۔''

(8) امورِ آخرت اور سکراتِ موت میں شدت:

آٹھویں آفت یہ ہے کہ کثرتِ طعام سے اُمورِ آخرت میں سختی اور سکراتِ موت میں شدت ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں ہے:

''اِنَّ شِدَّةَ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ عَلٰی قَدْرِ لَذَّاتِ الدُّنْيَا فَمَنْ اَكْثَرَ مِنْ هٰذِهٖ اَكْثَرَ لَهٗ مِنْ ذَالِكَ''

یعنی: ''سکراتِ موت کی شدت کا دارومدار دنیاوی لذتوں پہ ہے جو دنیاوی لذتیں زیادہ اٹھائے گا اس کی سکراتِ موت بھی اسی قدر شدید ہوں گی۔''

(9) آخرت میں ثواب کی کمی:

کثرتِ طعام کا نواں نقصان یہ ہے کہ آخرت میں ثواب میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔

☆ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ﴿۲۰﴾ (پارہ 26، سورۃ الاحقاف، آیت 20)

ترجمۂ کنزالایمان: ''ان سے فرمایا جائے گا: تم اپنے حصہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے اور انہیں برت چکے۔ تو آج تمہیں ذلت کا عذاب بدلہ دیا جائے گا، سزا اس کی کہ تم زمین میں ناحق تکبر کرتے تھے اور سزا اس کی کہ حکم

عدولی کرتے تھے۔

(10) میدانِ حشر میں حساب و کتاب کے لیے تا دیر روکا جائے گا:

ضرورت سے زائد حلال چیزوں کے حصول میں ترکِ ادب پر میدانِ حشر میں حساب و کتاب کے لیے تا دیر روکا جائے گا، پیٹ کو فقط لذات کے لئے بھرنے پر ملامت کی جائے گی، دنیا اور اس کی حلال چیزوں پر حساب و کتاب، جب کہ دنیا کی حرام چیزوں پر عذابِ الٰہی اور اس کی زینت اختیار کرنے پر ہلاکت و تباہی کا سامنا کرنا ہوگا۔

☆ کثرتِ طعام کی مذکورہ دس آفتوں کو نقل کرنے کے بعد امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''پیٹ کی حفاظت کے حوالے سے یہ آفتیں ہیں اپنے آپ پر غور و فکر کرنے والے صاحبانِ نظر کے لیے تو ان میں سے ایک ہی کافی ہے۔ لہٰذا اے اخروی زندگی میں جدوجہد کرنے والے! اپنے رزق کے معاملہ میں بالغ نظری اور احتیاط سے کام لے تاکہ حرام اور مشتبہ اشیاء کی دلدل میں نہ پھنس جائے اور جس کے نتیجہ میں پھر عذابِ الٰہی کی گرفت میں آ جائے۔

حلال پر بھی اسی قدر اقتصار کافی ہے جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں معاون ثابت ہو سکے اور خود جو رزق اللہ تعالیٰ کی عبادت شمار ہو سکے تاکہ نہ تو شر میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو اور نہ ہی میدان حشر میں روکے جانے کا اندیشہ''۔ (منہاج العابدین صفحہ 178 تا 187)

☆ حضرتِ سلطان باہو رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ تحریر فرماتے ہیں: ''زہد و تقویٰ نماز و روزہ، حج و زکوٰۃ خلافِ نفس ہیں کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟۔

میں کہتا ہوں نہیں مرتا۔''

ذکر و فکر، مجاہدہ و مشاہدہ، مراقبہ و محاسبہ خلافِ نفس ہیں کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟

''میں کہتا ہوں نہیں مرتا۔''

ورد و وظائف، ذکر و تسبیح، تلاوت و علمِ فقہ خلافِ نفس ہیں کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟

”میں کہتا ہوں نہیں مرتا۔“

موٹا کھردرا لباس و گدڑی پہننا خلاف نفس ہیں کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟

”میں کہتا ہوں نہیں مرتا۔“

گوشۂ تنہائی میں چلہ کشی و بے تعلق ہو کر سرگرداں پھرنا خلافِ نفس ہے کیا اس سے نفس مرجاتا ہے؟

”میں کہتا ہوں نہیں مرتا۔“

آخر اس کا علاج کیا ہے؟

جو نفس بھوک میں پرسکون رہتا ہے اور ذکر و اطاعت میں لذت پاتا ہے اس کے لیے زہد و ریاضت بہتر ہے۔ جو نفس ذکر و اطاعت سے خوش نہیں رہتا بلکہ بے چینی وسوسہ و کفر و نفاق میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے لیے بسیار خوری (بھوک کے مطابق کھانا) مناسب ہے، بشرطیکہ اس میں بسیار خوری کی وجہ سے آثارِ بدی پیدا ہونے کے بجائے اطاعت و فرماں برداری کی طاقت پیدا ہو، ورنہ اس کے لیے آدھا بھوکا اور آدھا شکم سیر ہونا ضروری ہے، بلکہ مناسب یہ ہے کہ نفس کو کھانے کے لیے دائمی ذِکرُ اللہ کی خوراک دی جائے۔“

(عین الفقر صفحہ168)

☆ قلتِ طعام کے بارے میں میرے شیخِ طریقت و شریعت، عاشقِ اعلیٰحضرت، باعثِ نزولِ برکت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی ابو بلال حضرتِ علامہ مولانا محمد اِلیاس عطار قادری رضوی دَامَت بَرَکَاتُہُم العالیہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ”فیضانِ سنت“ جلد اول کے باب ”پیٹ کا قفلِ مدینہ“ میں کچھ یوں تحریر فرماتے ہیں: ”اپنے پیٹ کو حرام غذا سے بچانا اور حلال خوراک بھی بھوک سے کم کھانا ”**پیٹ کا قفلِ مدینہ**“ لگانا کہلاتا ہے۔ پیٹ کا قفلِ مدینہ لگانے کی تڑپ رکھنے والوں کے لیے حُجۃ الاسلام حضرتِ سیدنا امام **محمد غزالی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی کا یہ ارشادِ صحت بنیاد بہترین رہنما اصول ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں: ''کھانے سے قبل بھوک لگی ہونا ضروری ہے جو کوئی کھانا شروع کرتے وقت بھی بھوکا ہو اور ابھی بھوک باقی ہو اور ہاتھ کھینچ لے وہ ہرگز طبیب کا محتاج نہ ہوگا۔''

یا الٰہی پیٹ کا قفلِ مدینہ کر عطا از پئے غوث و رضا بھوک کا کر گوہر عطا

☆ مزید ارشاد فرماتے ہیں: ''میٹھے اسلامی بھائیو! پیٹ بھر کر کھانا مباح یعنی جائز ہے مگر ''پیٹ کا قفلِ مدینہ'' لگاتے ہوئے یعنی اپنے پیٹ کو حرام اور شبہات سے بچاتے ہوئے حلال غذا ابھی بھوک سے کم کھانے میں دین و دنیا کے بے شمار فوائد ہیں۔ کھانا موجود ہونے کے باوجود محض رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی خاطر بھوک برداشت کرنا یہ حقیقت میں کمال ہے۔

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار، دو جہاں کے مالک و مختار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اختیاری طور پر بھوک برداشت فرماتے تھے۔

(شعب الایمان جلد 5، صفحہ 26، حدیث 5640)

معلوم ہوا کہ اختیاری بھوک برداشت کرنا ہمارے مکی مدنی آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی میٹھی میٹھی سنت ہے اور سنت کی عظمت کے کیا کہنے!

☆ خود صاحبِ سنت، سراپا رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ جنت نشان ہے۔ ''جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔'' (مشکوٰۃ شریف صفحہ 30)

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِىْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِى الْاَرْضِ

ترجمۂ کنزالایمان: ''تم اپنے حصہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے اور انہیں برت چکے تو آج تمہیں ذلت کا عذاب بدلہ دیا جائے گا۔ سزا اس کی کہ تم زمین میں ناحق تکبر کرتے تھے۔'' (پارہ 26، سورۃ الاحقاف، آیت 20)

☆ خلیفۂ اعلیٰ حضرت مفسرِ قرآن حضرت صدر الافاضل علامہ مولانا مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِیْ ''خزائن العرفان'' میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: ''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دنیوی لذات اختیار کرنے پر کفار کو ملامت فرمائی تو رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کے اصحاب عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان نے لَذَّاتِ دنیویہ سے کنارہ کشی اختیار فرمائی۔''

☆ حضرت سیدنا عمرِ فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ ''اے لوگو! میں چاہتا تو تم سے اچھا کھانا کھاتا اور تم سے بہتر لباس پہنتا لیکن میں اپنا عیش وراحت اپنی آخرت کے لیے باقی رکھنا چاہتا ہوں۔'' (خزائن العرفان ص 907)

کھانا تو دیکھو جو کی روٹی بے چھنا آٹا روٹی بھی موٹی　　وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا صلی اللہ علیہ وسلم

کون و مکان کے آقا ہو کر دو جہاں کے داتا ہو کر　　فاقے سے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

(فیضانِ سنت جلد اول، باب پیٹ کا قفلِ مدینہ، صفحہ643)

☆ مزید آگے چل کر فرماتے ہیں: ''میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نبیِ رحمت، تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کی شان وعظمت پر ہماری جان قربان! آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کو بھوک سے والہانہ محبت تھی۔ اور ایک ہم جیسے عشقِ رسول کا دعویٰ کرنے والے بھی ہیں اگر کھانا تیار ہونے میں ذرا تاخیر ہو جائے یا کھانا ہمارے نفسِ لذت شناس کو نہ بھائے تو گھر والوں پر بگڑ جائیں۔

کاش! ہمیں بھی قصداً بھوکا رہنے اور بھوک کی شدت کے باعث بِنِیَّتِ سنت کبھی کبھی اپنے پیٹ پر پتھر باندھنے کی سعادت بھی نصیب ہو جاتی اے کاش! (ایضاً صفحہ279)

گزشتہ اوراق کے مطالعہ سے یقیناً کم خوری کا ذہن بنا ہوگا۔ مگر کم خوری میں بھی احتیاطیں برتنا ضروری ہے، کیونکہ **نفسِ اَمّارہ** اتنا بڑا مکار ہے کہ یہ کم خوری میں بھی بعض اوقات بندے کو پھنسا لیتا ہے۔ جیسا کہ

☆ امام شرف الدین بوصیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی ''قصیدہ بردہ شریف'' میں فرماتے ہیں:

وَاخْشَ الدَّسَائِسَ مِنْ جُوْعٍ وَمِنْ شَبَعٍ فَرُبَّ مَخْمَصَۃٍ شَرٌّ مِنَ التُّخَمِ

ترجمۂ: ''اور (اے بھائی!) تو شکم سیری اور بھوک میں نفس کے دجل وفریب اور وسوسہ سے خوف زدہ رہ کیونکہ اکثر بدہضمی سے زیادہ بھوک مُضر ہوتی ہے۔''

یعنی بعض اوقات انسان بھوک میں رب تعالیٰ کی نافرمانی و ناشکری کرتا حتی کہ دین سے منحرف تک ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ

☆ محسنِ اعظم صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

''کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا''

یعنی: ''فقر بھی انسان کو کفر تک لے جاتا ہے۔''

(الجامع الصغیر مع شرح فیض القدیر جلد ۴، صفحہ708، حدیث2199)

(شرح قصیدہ بردہ شریف 71)

بہرحال کم خوری کی حالت میں بھی **نفسِ اَمّارہ** کی شرارتوں سے ہوشیار رہنا چاہئے اور یہ بات بھی بے حد اہم ہے کہ اپنے آپ کو کم خوری کا عادی بنانے کے لے میانہ روی اختیار کی جائے یہ نہ ہو کہ چند دن تو جذبہ رہا کم کھایا اور پھر وہی صورتِ حال پیدا ہوجائے جہاں سے چلے تھے۔

کم کھانے کی عادت بنانے کا طریقہ

☆ چنانچہ شیخِ طریقت، امیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ''فیضانِ سنت'' کے باب ''پیٹ کا قفلِ مدینہ'' میں اس سلسلے میں ہماری رہنمائی یوں فرماتے ہیں:

''زیادہ کھانے کی عادت والا ''**پیٹ کا قفلِ مدینہ**'' لگاتے ہوئے اگر جذبات میں آکر ایک دم کھانا کم کردے گا تو قوی امکان ہے کہ کمزور ہوجائے اور اس کا حوصلہ پست ہوجائے۔لہٰذا تھوڑا تھوڑا کم کرے۔

مثلاً کوئی ایک دن میں بارہ روٹیاں کھاتا ہے اور خود کو چھ پر لانا چاہتا ہے تو ان بارہ

روٹیوں کو 60 حصوں میں تقسیم کرے اور روزانہ ایک حصہ کم کرتا جائے۔ یوں ایک ماہ میں تیس حصوں یعنی چھ روٹیوں پر پہنچ جائے گا اور اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کمزوری وغیرہ بھی نہ ہوگی۔ اس میں (یعنی پیٹ کا قفلِ مدینہ لگانے میں) دل کو مضبوط رکھنا ضروری ہے یہ نہ ہو کہ لذیذ غذا سامنے آ گئی اور نفس نے کہا کہ "آج زیادہ کھا لے کل پھر اپنے معمول پر آ جانا" تو اگر نفس کی باتوں میں آ گئے پھر استقامت مشکل ہے چاہے کتنا ہی لذیذ کھانا سامنے آ جائے جو اپنے معمول پر ڈٹا رہے وہی کامیاب ہے۔"

بھائیو بہنو! سب عادت بناؤ بھوک کی پاؤ گے رحمتیں ذرا زحمت اٹھاؤ بھوک کی

بھوک کا یا الٰہی قرینہ ملے پیٹ کا مجھ کو قفلِ مدینہ ملے

استقامت کا مدنی خزینہ ملے حرصِ لذات دنیا کبھی نہ ملے

(فیضانِ سنت جلد اول، صفحہ 747،48)

☆ حضرت شیخ سعدی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں:

نہ چنداں بخور کز دہانت برآید نہ چنداں کہ از ضعف جانت برآید

ترجمہ: "اتنا بھی نہ کھا کہ تیرے منہ سے باہر نکلنے لگے اور اتنا کم بھی نہ کھا کہ کمزوری کے باعث تیری جان نکلنے لگے۔"

☆ ایک بصری بزرگ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے بارے میں منقول ہے کہ "بیس (20) برس تک ان کا نفس مچھلی، چاول اور روٹی کا مطالبہ کرتا رہا مگر وہ اپنے نفس کو مارتے رہے اور یہ چیزیں نہ کھائیں۔ وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا: "مَافَعَلَ اللهُ بِک" یعنی: "اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟"

جواب دیا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے مجھے جو کچھ نعمتیں دی گئیں وہ بیان سے باہر ہیں سب سے پہلے مچھلی چاول اور روٹی دے کر کہا گیا "آج جس قدر چاہو کھاؤ۔"

دیکھا آپ نے نفس کی پیروی نہ کرنے والوں کا کس قدر اعلیٰ مقام ہوتا ہے، جو خوش نصیب لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی خاطر نفس کو مارتے ہوئے، دنیا کی نعمتوں سے پرہیز کرتے ہوئے، بھوک برداشت کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں ان کو مبارک ہو کہ

مرنے کے بعد ان کو جنت کی اعلیٰ نعمتیں حاصل ہوں گی۔

☆ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ارشاد ہے:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿۲۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ''کھاؤ اور پیو رچتا ہوا صلہ اس کا جو تم نے گزرے دنوں میں آگے بھیجا۔'' (پارہ 29 سورۃ الحاقہ آیت 24)

☆ حضرت سیدنا شیخ ابوسلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''نفس کی کسی خواہش کو ترک کر دینا دل کے لیے ایک سال کے روزے اور شبِ بیداری سے بھی زیادہ نفع بخش ہے۔'' (فیضانِ سنت جلد اول، صفحہ 34، 833)

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو کم خوری کے فوائد اور شکم سیری کی آفات معلوم ہوں اور ''پیٹ کا قفل مدینہ'' کی نعمت حاصل ہو جائے تو اس کے حصول کے لیے میرے شیخِ طریقت، عاشقِ اعلیحضرت، باعثِ نزولِ برکت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی ابو بلال حضرت علامہ مولانا محمد اِلیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف ''فیضانِ سنت'' کے جلد اول کے باب ''پیٹ کا قفلِ مدینہ'' کا مطالعہ کریں، اس میں آپ کو وہ مدنی پھول ملیں گے کہ جو شاید برسوں کے مطالعہ سے بھی حاصل نہ ہوں اور کم خوری کا عظیم الشان جذبہ ملے گا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کے صدقے پیٹ کا قفلِ مدینہ (یعنی کم خوری) کی نعمت عطا فرمائے۔ آمین

{2} بزرگانِ دین کی سیرت کے ذریعہ نفس کو مغلوب کرنا

ہمارے بزرگانِ دین عَلَیْھِمُ الرَّحْمَۃُ نفس کو مغلوب کرنے کے لیے ہمیشہ مُستعِد رہا کرتے تھے اور غفلت برتنے پر نفس کو ایسی ایسی سزائیں دیتے کہ عقلیں حیران رہ جاتیں۔ اب ہم ''اِحیاء العلوم'' جلد 4، باب المراقبہ والمحاسبہ سے کچھ حکایات بیان کرتے ہیں کیونکہ بزرگانِ دین کی سیرت ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔

خلیفہ ثانی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا عمل مبارک:

☆ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ جب رات ہوتی تو اپنی ٹانگوں پر درہ مارتے اور اپنے نفس سے فرماتے "بتا تونے آج کیا کیا؟"

لکڑیوں کا گٹھا:

☆ حضرت عبداللہ بن سلام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے حالات میں آتا ہے کہ "انہوں نے لکڑیوں کا بوجھ اٹھایا ان سے کسی نے عرض کیا: "آپ کے یہاں غلام تو تھے وہ اس کام کو کر لیتے۔" آپ (رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ) نے فرمایا: "میں اپنے نفس کا امتحان لینا چاہتا ہوں کہ وہ کام کو برا تو نہیں جانتا۔"

چراغ کے شعلے پر انگلی:

☆ حضرت احذف بن لیس رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا ایک مرید بیان کرتا ہے کہ "میں ان کے ساتھ رہا کرتا تھا اور ان کا دستور تھا کہ رات کو نماز کی جگہ اکثر دعا مانگتے اور چراغ کے پاس جا کر اس کے شعلہ میں اپنی انگلی رکھتے جب آگ کی حرارت محسوس ہوتی تو اپنے نفس سے کہتے۔" اے احذف! فلاں دن تجھے کیا ہوا تھا کہ وہ غلط کام کیا۔ اور فلاں دن تجھے کیا ہوا تھا کہ وہ غلط کام کیا؟۔ اور فلان دن تو نے فلاں کام کس وجہ سے کیا؟"۔

نفس کو جنت کی سیر کرانا:

☆ حضرت ابراہیم تیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "میں نے اپنے نفس کو جنت میں ایک صورت بنا کر اس کے پھل کھانے شروع کئے اور نہروں سے پانی پیا اور وہاں کی کنواریوں (حوروں) کو گلے لگایا۔

پھر ایک صورت اس کی بنائی اور دوزخ میں گیا۔ وہاں کی غذا کھائی اور پانی وغیرہ پیا اور طوق اور زنجیریں پہنیں۔

پھر نفس سے پوچھا: "اب تو کیا چاہتا ہے؟"۔

اس نے کہا: "اب میں یہ چاہتا ہوں کہ دنیا میں واپس جاؤں تا کہ نیک عمل کروں۔"

میں نے کہا کہ: ''تیری آرزو موجود ہے یعنی ابھی تو دنیا میں ہے تو نیک عمل کر۔''

اکیس ہزار پانچ سو دن:

☆ حضرتِ صوبہ بن حمہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے متعلق ہے کہ وہ موضع رقہ میں تھے اور اپنے نفس کا حساب کیا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے اپنی عمر کا حساب کیا تو ساٹھ سال نکلی اس کے دن گنے تو اکیس ہزار پانچ سو ہوئے۔

چیخ ماری کہ ''ہائے افسوس! بادشاہِ حقیقی سے اکیس ہزار پانچ سو دنوں کے گناہوں کے ساتھ ملوں گا اور اگر ہر روز کے دس ہزار گناہ ہوئے تو کیا کروں گا؟''

پھر غشی کھا کر گر گئے اور ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

لوگوں نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ ''اب فردوس بریں کو چلا جا۔''

چھاتی کے بال:

☆ حضرتِ وہب بن الورد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الرَّبّ کو نفس کی کوئی بات بری معلوم ہوتی تو آپ اپنی چھاتی کے چند بال اکھاڑتے یہاں تک کہ اس کی تکلیف زیادہ ہوتی، پھر اپنے نفس سے کہتے کہ ''میں تو تیرا بھلا چاہتا ہوں۔''

سادہ روٹی:

☆ کسی نے حضرتِ داؤد طائی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو دیکھا کہ افطار کے بعد سادہ روٹی کھاتے۔ ان سے عرض کیا گیا کہ ''آپ نمک سے کھالیجئے۔''

تو انہوں نے فرمایا ''میرا نفس اسّی دن سے نمک کا طالب ہے مگر داؤد جب تک دنیا میں ہے نمک نہیں چکھے گا۔''

روٹی کے ٹکڑے پانی میں:

☆ حضرتِ سیدنا ابو نعیم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمَجِید فرماتے ہیں: ''حضرتِ داؤد طائی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ روٹی کے ٹکڑوں کو پانی میں بھگو کر پی جاتے تھے اور روٹی نہیں کھاتے

تھے۔ان سے پوچھا گیا تو فرمایا: ''روٹی چبانے میں دیر لگ جاتی ہے کہ پچاس آیتوں کے پڑھنے کا وقت روٹی کھانے میں ضائع ہو جاتا ہے۔''

چھت کی لکڑی:

☆ ایک شخص حضرتِ داؤد طائی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ہاں حاضر ہوا اور کہا کہ ''آپ کے گھر کی چھت میں ایک کڑی ٹوٹی ہوئی ہے''۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: ''بے شک پرانی ہو گئی ہے میں نے بیس برس سے چھت کی طرف نہیں دیکھا۔''

فائدہ: اکابرین عَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃ کا دستور تھا کہ فضول نظر کو بھی برا جانتے تھے جیسے کہ فضول کلام کو برا سمجھتے تھے۔

دو آنکھیں:

☆ حضرتِ محمد بن عبدالعزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمَجِیْد فرماتے ہیں: ''ہم حضرتِ احمد بن رزین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس صبح سے عصر تک بیٹھے مگر انہوں نے کوئی توجہ کی نہ باتیں کی۔ان سے پوچھا گیا تو فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے دو آنکھیں اس لیے پیدا کی ہیں کہ ان سے عظمتِ الٰہی کو دیکھوں۔''

اور فرمایا: ''جو شخص عبرت کے بغیر (کسی شے پر) نظر ڈالے اس پر گناہ لکھا جاتا ہے۔''

کثرتِ نماز:

☆ حضرت مسروق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی زوجہ محترمہ کہتی ہیں کہ: ''ان کو جب بھی کسی نے دیکھا تو یہی پایا کہ کثرت نماز کی وجہ سے ان کی دونوں پنڈلیاں ورد کئے رہتی ہیں اور میں آپ کے پیچھے بیٹھ کر آپ کے حال پر ترس کھا کر رویا کرتی تھی۔''

یہ رات رکوع کی ہے:

☆ حضرت اویس قرنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا دستور تھا کہ فرماتے ''یہ رات رکوع کی

ہے"اور اس رات کو ایک ہی رکوع میں صبح کر دیتے۔

جب دوسری رات آتی تو فرماتے کہ"یہ سجدہ کی رات ہے۔"اور اس رات کو سجدے ہی میں بسر کرتے۔

مدتوں کا آرام:

☆ منقول ہے کہ"جب حضرت عتبہ غلام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تائب ہوئے تو کھانے اور پینے کی طرف راغب نہ ہوتے۔ان کی مادرِ مُشْفِقَہ ان سے کہتیں کہ"بیٹا! اپنے نفس پر نرمی کرو"

وہ جواب دیتے کہ"میں آرام ہی کا طالب ہوں۔تھوڑی سی مشقت مجھے کر لینے دو پھر مدتوں تک آرام ہی کروں گا۔"

سجدہ ہی کی حالت میں سونا:

☆ حضرت مسروق رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے حج کیا جب سوتے تو سجدہ کی حالت میں سوتے۔

چالیس سال کی عمر میں عمل:

☆ حضرتِ عبداللہ بن داؤد رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں:"بزرگانِ دین میں سے جب کوئی چالیس سال کا ہوتا تو اپنا بستر اٹھا لیتا یعنی تمام رات سونا بالکل ترک کر دیتا۔"

اے نفس! اٹھ کھڑا ہو:

☆ حضرتِ ابن الحسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ روزانہ ہزار رکعت پڑھتے پھر اپنے نفس سے فرماتے:"اے تمام برائیوں کی جڑ! اٹھ کھڑا ہو۔"

جب آپ ضعیف ہو گئے اور پانچ سو رکعت پر اِکتفا کی تو رویا کرتے کہ"ہائے افسوس! میرا آدھا عمل آدھا رہ گیا۔"

آگ کا ڈر:

☆ حضرتِ ربیع بن خثیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صاحبزادی ان سے کہا کرتی: ''ابا جان! کیا بات ہے کہ تمام لوگ سوتے ہیں اور آپ نہیں سوتے؟''

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے کہ ''بیٹی! مجھے آگ کا ڈر ہے''

اور جب ان کی والدہ نے ان کا رونے اور جاگنے کا حال دیکھا تو کہا کہ ''بیٹا! تو نے شاید کسی کو قتل کر ڈالا ہے جو روتا رہتا ہے۔''

انہوں نے فرمایا: ''ہاں''۔

ان کی والدہ نے پوچھا: ''وہ کون تھا؟ ہم اس کے رشتہ داروں کو ڈھونڈیں کہ وہ خون معاف کر دیں۔ اس لیے کہ تیرا حال اگر وہ دیکھیں گے تو ضرور ترس کھا کر معاف کر دیں گے۔''

آپ کہتے کہ ''وہ تو میرا نفس ہے۔''

آٹا کہاں سے آیا؟:

☆ حضرتِ بشر بن الحارث عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَادِرْ کے بھانجے عمرو کہتے ہیں: ''میرے ماموں بشر بن الحارث میری ماں سے کہتے کہ ''بہن! میری پسلیاں اور کمر کمزور ہیں۔''

میری ماں نے کہا کہ ''بھائی! اگر تم کہو تو تمہارے لیے ایک مٹھی بھر دیرہ بنا دوں اسے پیو گے تو کچھ تو طاقت آ جائے گی۔''

ماموں نے جواب دیا: ''مجھے خوف ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ پوچھے کہ تیرے پاس آٹا کہاں سے آیا تو پھر میں کیا جواب دوں گا۔''

میری ماں رونے لگی اور وہ خود بھی روئے۔ ان کے ساتھ میں بھی رویا۔

عمرو کہتے ہیں کہ ''میری ماں نے جب ان کا حال دیکھا کہ شدتِ بھوک سے سانس کمزور ہو گئی تو ان سے کہا: ''بھائی! کیا اچھا ہوتا کہ تمہاری ماں سے میں پیدا نہ ہوتی اس لیے کہ تمہارا حال دیکھ کر میرا جگر ٹکڑے ہوا جاتا ہے۔''

انہوں نے جواب دیا کہ ''بہن! میں بھی یہی کہتا ہوں کہ جو تو کہتی ہے۔''

عمرو کہتے ہیں کہ ''میری ماں ان کے لیے شب و روز رویا کرتیں۔''

حضرت اویس قرنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ذوقِ عبادت:

☆ حضرتِ ربیع رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''میں حضرتِ اویس قرنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کو نمازِ فجر پڑھ کر بیٹھا پایا میں بھی بیٹھ گیا اور دل میں کہا کہ ''ان کے وظیفے میں حرج نہ ڈالوں''۔

اسی لیے میں بیٹھ گیا لیکن آپ اپنی جگہ سے نہ ہلے یہاں تک کہ ظہر پڑھی اور ظہر کے وقت سے عصر تک برابر نماز پڑھتے رہے، بعدِ عصر پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور مغرب تک بیٹھے رہے، نماز مغرب کے بعد پھر بیٹھے رہے یہاں تک کہ عشاء پڑھی، پھر وہیں بیٹھ گئے یہاں تک کہ صبح پڑھی اور لیٹ گئے۔ پھر فرمایا کہ ''الٰہی عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ایسی آنکھوں سے جو سو جائیں اور ایسے شکم سے جو سیر نہ ہو۔''

میں نے دل میں کہا: ''مجھے ان سے اسی قدر کافی ہے اسی لیے واپس آ گیا۔''

بیمار نہیں ہوں تو کیا ہوں؟:

☆ کسی نے حضرت اویس قرنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پوچھا: ''کیا سبب ہے کہ آپ بیمار سے معلوم ہوتے ہیں؟''۔

فرمایا: ''میں بیمار نہیں ہوں تو کیا ہوں کہ بیماروں کو کھانا ملتا ہے اور اویس نہیں کھاتا بیمار سوتے ہیں اور اویس نہیں سوتا۔''

جنت کے باغات، دوزخ کے جنگلات:

☆ ایک عابد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''میں حضرت ابراہیم بن ادھم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا تو نمازِ عشاء سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فارغ ہو چکے

ہیں، میں آپ کو دیکھنے کے لیے بیٹھ گیا۔ آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ اپنے آپ کو ایک کمبل میں لپیٹ کر لیٹ رہے اور ساری رات کروٹ بھی نہ لی یہاں تک کہ صبح ہوئی اور مؤذن نے اذان کہی۔ آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ اٹھ کر نماز میں شریک ہوئے اور وضو نہ کیا۔ یہ بات میرے دل میں کھٹکی میں نے آپ سے کہا: ''آپ تمام رات سوتے رہے پھر وضو نہ کیا؟''

آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: ''میں تو رات بھر کبھی جنت کے باغات میں دوڑتا رہا اور کبھی دوزخ کے جنگلوں میں اس صورت میں نیند کہاں؟''۔

ذوقِ عبادت:

☆ حضرت ثابت بنانی رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''میں ایسے لوگوں سے ملا ہوں کہ نماز پڑھتے پڑھتے اتنا تھک جاتے تھے کہ اپنے بستر پر گھٹنوں کے بل چلے بغیر نہیں آسکتے تھے۔''

سجدہ میں وصال:

☆ حضرتِ صفوان بن سُلَیْم رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ کی دونوں پنڈلیاں کثرت قیام سے خشک ہوگئی تھیں اور جدو جہد میں اس درجہ کو پہنچ گئے تھے کہ اگر بالفرض ان سے کہا جاتا کہ ''قیامت کل ہوگی'' تو ان کے معمولات میں فرق نہ آسکتا۔

ان کا دستور تھا کہ سردی کے دنوں میں چھت پر سوتے اور گرمیوں میں کمرے کے اندر تاکہ سردی اور گرمی کی تکلیف سے نیند نہ آئے۔ ان کا وصال حالتِ سجدہ میں ہوا۔

آپ دعا مانگا کرتے کہ ''اِلٰہی عَزَّوَجَلَّ! میں تیری ملاقات چاہتا ہوں تو میرے ملنے کو پسند فرما۔'' (احیاء العلوم جلد 4، صفحہ نمبر 748تا763)

ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر ختمِ قرآن:

☆ سَیِّدُنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''میں ایک رات سیڑھی پر چڑھا

تب میرے نفس نے مجھ سے کہا کہ ''اگر تو ایک گھڑی سو رہتا اور پھر (عبادت کے لئے) کھڑا ہو جاتا تو کیا تھا؟''

تو جس جگہ مجھے یہ خطرہ پیدا ہوا تھا میں وہیں کھڑا ہو گیا، اور ایک پاؤں پر کھڑا ہوا اور میں نے قرآن شریف کو شروع کیا تو اسی حالت میں آخر تک پہنچا دیا''۔
(بھجتہ الاسرار صفحہ 150)

صالح خواتین کی حکایات

ایک صالحہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا:

☆ حبیبہ عدویہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا کا معمول تھا کہ جب نمازِ عشاء سے فارغ ہوتیں تو چھت پر کھڑی ہوتیں اور کرتہ اور دوپٹہ خوب کس کر کہتیں: ''الٰہی عَزَّوَجَلَّ! ستارے خوب چمک پڑے اور آنکھیں سو گئیں، بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر دیئے، ہر ایک حبیب کے ساتھ تنہا ہوا، اب میں تیرے سامنے کھڑی ہوں''۔

پھر نماز پڑھتیں رہتیں۔ جب صبح ہو جاتی تو کہتیں: ''الٰہی عَزَّوَجَلَّ! رات نے منہ موڑا اور دن روشن ہو گیا، مجھے معلوم نہیں کہ تو نے مجھ سے یہ رات قبول فرمائی تو میں خود کو مبارک دوں، یا تو نے نا منظور کی تو تعزیت کروں قسم ہے تیری عزت کی! جب تک تو مجھے باقی رکھے گا میں اپنا طریقہ یہی رکھوں گی۔ اگر تو اپنے دروازے سے مجھے جھڑک دے گا تو میں ہرگز نہ جاؤں گی اس لیے کہ میرے دل میں تیرے کرم اور جود سے بہت کچھ ہے''۔

نابینا ولیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا:

☆ حضرت عجردہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا نابینا تھیں۔ رات بھر جاگتیں جب صبح ہوتی تو ایک آوازِ دردناک سے کہتیں: ''عابدوں نے تیرے لیے تاریکی شب کو بسر کیا، یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! وہ تیری رحمت اور افضلِ مغفرت کی طرف سبقت کرتے ہیں۔ یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! میں

تیرے نام کے وسیلے سے تجھ سے سوال کرتی ہوں کسی اور سبب سے نہیں مانگتی کہ تو مجھے سابقین کے اول زمرے میں کر دے اور مجھے علیین میں مُقرّ بین کے درجے تک پہنچا دے اور اپنے نیک بخت بندوں میں شامل کر دے تو کریم وارحم الراحمین اور اکرم الاکرمین اور سب بڑوں کا بڑا مالک ہے۔''

پھر سجدے کے لیے اسی طرح گرتیں کہ اس کے دھماکے کی آواز سنائی دیتی۔ پھر صبح تک دعائیں مانگتیں اور روتی رہتیں۔

رونے کی کثرت سے آنکھیں جاتی رہیں:

☆ حضرتِ ابنِ علاء سعدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''میرے چچا کی لڑکی کا نام بریرہ تھا، وہ عابدہ تھیں اور قرآنِ شریف بہت پڑھا کرتی تھیں، جب ان آیات پر پہنچتیں جن میں دوزخ کا ذکر ہوتا تو روتیں یہاں تک کہ رونے کی کثرت سے ان کی آنکھیں جاتی رہیں، اس کے چچازاد بھائیوں نے آپس میں کہا کہ ''چلو! ان کی کثرت گریہ کے متعلق معلومات کریں''۔

ہم سب ان کے پاس گئے اور پوچھا: ''اے بریرہ! تم کیسی ہو؟''۔

جواب دیا: ''مہمان اجنبی ہیں، زمین پر پڑے ہیں، وہ اس کے منتظر ہیں کہ جب کوئی بلائے اور ہم جائیں''۔

ہم نے کہا: ''پھر یہ رونا کب تک رہے گا، آنکھیں تو جاتی رہیں؟''۔

کہا: ''اگر میری آنکھوں کی خدا تعالیٰ کے یہاں کچھ بہتری نہیں ہے تو دنیا میں جو کچھ ان میں سے جاتا رہا، اس سے کیا نقصان ہے، اگر ان کو خدا کے یہاں بڑائی ہے تو اور اس سے زیادہ روؤں گی''۔

ہ کہہ کر منہ پھیر لیا۔ بھائیوں سے کہا کہ ''یہاں سے چلے جاؤ ان کا حال کچھ اور ہی ہے۔''

(احیاء العلوم جلد 4 صفحہ نمبر 767 تا 770)

{3} محاسبۂ نفس

نفس کو مغلوب کرنے کے طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ نفس کا محاسبہ کیا جائے۔

☆ حضرت سیدنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''میں سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ باعثِ نزولِ سکینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کی خدمت میں حاضر تھا، میں نے استفسار کیا: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ حضرت سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامْ کے صحیفوں میں کیا تھا؟''

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے ارشاد فرمایا: ''اس میں ہر قسم کی مثالیں تھیں، ان میں یہ بھی تھا کہ عمل کرنے والا جب تک عقل کے معاملے میں مغلوب نہ ہو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے اوقات کو تقسیم کرے۔

ایک وقت میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے مناجات کرے۔

ایک وقت میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے۔

ایک وقت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق میں غور وفکر کرے

اور ایک وقت میں اپنے کھانے پینے کی حاجات کو پورا کرے۔''

(حلیۃ الاولیاء جلد 1، حصہ 1، صفحہ 15، صحیح ابنِ حبان کتاب البر جلد 1، صفحہ 688 تغیرا)

☆ حضرت عبداللہ بن مبارک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ محاسبۂ نفس کے حوالے سے اپنے نفس کو عتاب کرتے ہوئے فرماتے تھے: ''اے نفس! تیری گفتگو تو زاہدوں جیسی ہے لیکن تیرے عمل منافقوں کے سے ہیں۔ جنت کا تو طمع لیے بیٹھا ہے ہرگز نہیں، جنت تو ان لوگوں کے لیے ہے جن کے عمل تیرے عملوں جیسے نہیں ہیں۔'' (منہاج العابدین صفحہ نمبر 691)

☆ حضرت سیدنا ابوالقاسم انباری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِیْ فرماتے ہیں: ''مجھے ایک شخص نے بتایا کہ میں ایک دن صبح صبح حضرت سیدنا بشر بن حارث عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَارِث سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ جیسے ہی دروازے کے قریب ہوا اندر سے کسی کی درد بھری

آواز سنائی دی۔میں دروازہ کھٹکھٹانے سے باز رہا اور کان لگا کر گھر سے آنے والی آواز کو غور سے سننے لگا۔

حضرتِ سیدنا بشر بن حارث عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَارِث کے سامنے ایک خربوزہ رکھا ہوا تھا اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ شدید خواہش کے باوجود اسے نہیں کھا رہے بلکہ اپنے نفس کو ملامت کرتے ہوئے فرمارہے تھے: ''اے نفس! تیرا ناس ہو گیا تو اسے کھانا چاہتا ہے؟ تجھے اس کی طرف رغبت کیوں ہوئی؟''۔

وہ اسی طرح بار بار اپنے نفس کو ملامت کر رہے تھے۔جب میں نے دیکھا کہ معاملہ طول پکڑ گیا ہے اور دن بلند ہو رہا ہے تو مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے دروازہ پر دستک دے دی۔آواز آئی: ''کون؟''۔

میں نے اپنا نام بتایا۔آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے فرمایا: ''اندر آجاؤ!''

میں اندر داخل ہوا اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کے پاس بیٹھ کر عرض کی ''اے بشر بن حارث! (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَارِث) آپ اپنے نفس پر اتنی سختی کیوں کر رہے ہیں؟ اور اسے حلال چیز کے کھانے سے کیوں روک رہے ہیں؟ کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بندوں کو رخصت اور رعایتیں عطا نہیں فرمائیں؟ کیا یہ چیزیں ہمارے لئے حلال نہیں ہیں؟ پھر آپ (رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ) اپنے اوپر اتنی سختی کیوں کر رہے ہیں؟''

حضرت سیدنا بشر بن حارث عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَارِث فرمانے لگے: ''اے میرے بھائی! میں نے کافی عرصہ سے اپنے نفس کو صبر کا عادی بنا رکھا ہے۔جب کبھی یہ کسی چیز کی خواہش کرتا ہے تو میں اسے صبر کی تلقین کرتا ہوں اور یہ صبر کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے، اگر اسے ڈھیل دی جائے تو یہ مزید خواہشات کی تمنا کرتا ہے۔''

پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے ایک شعر پڑھا جس کا مفہوم یہ ہے: ''نفس کے لئے یہی بہتر ہے کہ انسان اسے خواہشات سے روکے رکھے۔اگر اسے من پسند چیز کھلاؤ گے تو وہ

مزید طلب کرے گا اور اسے ہر طرح سے حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔"

پھر آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے وہ خربوزہ پھینک دیا اور فرمایا: "اسے یہاں سے اٹھا لو!" پھر کچھ اشعار پڑھانے لگے جن کا مفہوم کچھ یوں ہے"، "بے شک میرا نفس مجھ سے مطالبہ کرتا ہے کہ میں پیٹ بھر کر اس کی من پسند غذائیں کھاؤں اور اپنے دین کو داؤ پر لگا دوں مگر یہ بات ناممکن ہے۔ اور جو شخص دنیا حاصل کرلے لیکن دین سے محروم رہے تو وہ بہت خسارے میں ہے"۔ (عیون الحکایات حکایت نمبر 50، صفحہ 125)

☆ امام غزالی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِی اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "اِحیاء العلوم" جلد 4، صفحہ 772 باب المحاسبہ والمراقبہ میں فرماتے ہیں: "جب تم نفس کے عتاب کرنے میں مشغول ہو اور اس سے جدوجہد کرو اور وہ کہنا نہ مانے تو اس کو ملامت کرنے اور جھڑکنے سے باز نہ آؤ اور اس کو بتاتے رہو کہ "یہ نافرمانی تیرے حق میں بری ہے"۔ ممکن ہے کہ وہ ان باتوں کی وجہ سے اپنی سرکشی سے باز آجائے"۔

☆ مزید فرماتے ہیں: "انسان کا سب سے بڑا دشمن اس کا نفس ہے جو (اس کی) بغل میں ہے۔ وہ برائی کا حکم کرتا ہے اور شر کی جانب مائل پیدا ہوا ہے۔ خیر سے بھاگتا رہتا ہے اور آدمی کو اس کے تزکیہ اور براہ راست رکھنے اور زبردستی خدا تعالیٰ کی عبادت پر آمادہ کرنے اور شہوات سے روکنے اور لذات سے علیحدہ رکھنے کا حکم ہوا ہے۔

اگر بندہ اس کی خبر نہ لے تو سرکشی کرکے بھاگ جاتا ہے اور پھر ہاتھ نہیں آتا۔ اور اگر آدمی ہمیشہ اس پر جبر اور عتاب اور ملامت کرتا رہے تو وہی "نفسِ اَمّارہ" پھر "نفسِ لَوّامہ" ہوجاتا ہے، جس کی قسم خدا تعالیٰ نے یاد فرمائی ہے۔

پھر توقع ہے کہ رفتہ رفتہ "نفسِ مُطْمَئِنَّہ" ہوجائے اور زُمرۂ بندگانِ الٰہی میں راضی و مرضی ہوکر بلایا جائے گا۔ اس لیے آدمی پر لازم ہے کہ کسی بھی وقت میں اس کی نصیحت اور عتاب سے غافل نہ رہے اور دوسرے کو نصیحت اس وقت کرے جب پہلے خود عمل کرے"۔

وحیِ عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام:

☆ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر وحی بھیجی۔ ''اے ابنِ مریم! (عَلَیْہِمَا السَّلَام) تو اپنے نفس کو نصیحت کر۔ اگر وہ نصیحت مان جائے تو پھر لوگوں کو نصیحت کر، ورنہ مجھ سے شرم کر۔''

☆ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔''

(پارہ 26، سورۃ الذّٰریٰت، آیت 55)

نفس کو سمجھانے کا طریقہ:

☆ شہنشاہِ تصوف امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی نفس کو سمجھانے کا طریقہ ارشاد فرماتے ہیں: ''ہر ایک مسلمان کو چاہئے کہ وہ نفس کی طرف متوجہ ہو کر اس کی بے وقوفی اور نادانی ثابت کرے کہ (اے نفس! تو) ہمیشہ اپنی دانائی اور ہدایت کو سب سے زائد سمجھتا ہے اگر تجھے کوئی احمق کہہ دے تو بہت برا مانتا ہے۔''

☆ مزید فرماتے ہیں: ''نفس سے یوں کہنا چاہیے کہ ''اے نفسِ اَمّارہ! تو کتنا بڑا جاہل ہے تُو تو کہتا ہے کہ ''میں حکمت و ذکاء اور دانائی میں یکتا ہوں'' مگر تیرے جیسا بے وقوف اور کم فہم کوئی نہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ جنت اور دوزخ تیرے سامنے ہیں۔ ان میں سے ایک میں تو عنقریب جائے گا پھر تجھے کیا ہوا ہے کہ خوش ہوتا ہے اور کھیل میں مشغول رہتا ہے حالانکہ تجھ سے یہ بڑا کام لیا جانا ہے۔

شاید تجھے آج یا کل موت آ جائے کیا تجھے معلوم نہیں کہ جو آنے والی چیز ہوتی ہے وہ قریب ہی ہوتی ہے بعید وہ ہے جو آنے کی نہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ موت جب آتی ہے تو اچانک آتی ہے نہ کوئی اس کا پہلے قاصد آتا ہے نہ کچھ وعدہ۔ اور اس کا آنا عام ہے نہ یہ کہ گرمی میں آئے یا سردی میں، دن کو آئے یا رات میں، بچپن میں آئے یا جوانی میں آئے یا

جوانی میں آئے بچپن میں نہ آئے بلکہ ہر ایک لمحہ اچانک موت کا آنا ممکن ہے۔

اور اگر موت نہ ہو تو مرض تو اچانک آتا ہے وہی موت تک پہنچا دیتا ہے۔ نامعلوم تجھے کیا ہوا ہے کہ باوجود یہ کہ موت اتنی نزدیک ہے تو اس کی تیاری نہیں کرتا۔ کیا تو قرآن نہیں سمجھتا؟

☆ قرآن پاک میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۱﴾ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ یَلْعَبُوْنَ ﴿۲﴾ لَاهِیَةً قُلُوْبُهُمْ ؕ (پارہ 17، سورۃ الانبیاء، آیت 1،2،3)

ترجمۂ کنزالایمان: ''لوگوں کا حساب نزدیک اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہیں۔ جب ان کے رب کے پاس سے انہیں کوئی نئی نصیحت آتی ہے تو اُسے نہیں سنتے مگر کھیلتے ہوئے، ان کے دل کھیل میں پڑے ہیں۔''

اے نفسِ امّارہ! اگر تو خدا تعالیٰ کی نافرمانی پر اس لیے جرات کرتا ہے کہ تیرے اِعتقاد میں خدا تعالیٰ نہیں دیکھتا تو تو بہت بڑا کافر ہے۔ اگر تو خدا تعالیٰ کو علیم وخبیر سمجھتا ہے پھر تو تو سخت بے حیاء ہے۔

اے نفسِ امّارہ! اگر تیرے سامنے کوئی تیرا نوکر یا تیرا بھائی ایسی بات کرے جو تجھے بری معلوم ہو تو تُو کتنا ناراض ہوتا ہے۔ پھر کون سی جرأت سے تو خدا تعالیٰ کے غضب کا موجب بنتا ہے اور اس کے عذاب وعتاب سے نہیں رکتا۔ کیا تجھے یہ گمان ہے کہ اس کے عذاب کو برداشت کرسکو گے۔ ہرگز نہیں یہ بات دل سے نکال دے اور اس کے عذاب کا اندازہ لگانا ہے تو ایک لمحہ آفتاب میں یا حمام تیز میں بیٹھ یا اپنی انگلی آگ کے قریب کر، تجھ میں کس قدر طاقت اور حوصلہ ہے معلوم ہو جائے گا۔

تجھے مغالطہ ہے کہ خدا تعالیٰ کریم اور صاحبِ فضل ہے اس لئے اس کو کسی کی اطاعت وعبادت کی ضرورت نہیں، تو پھر اللہ عزوجل کے کرم پر دنیا کے کاموں میں کیوں نہیں اعتماد کرتا۔ جب کوئی دشمن تیرا ارادہ کرتا ہے تو کیوں اس کے دفع کرنے کے حیلے کرتا ہے اس

وقت کیوں نہیں کہتا کہ ''اللہ عزوجل اپنے کرم سے اسے دور کردے گا''۔

یا جب کوئی کام تجھے پریشان کرتا ہے جو روپے پیسے کے بغیر سرانجام نہیں ہوتا تو اس وقت تجھے کیا ہوتا ہے کہ اس کی طلب میں بیسیوں حیلے بناتا ہے اس وقت اعتمادِ کرمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کہاں جاتا ہے، کیوں نہیں کہتا کہ ''اللہ عزوجل کوئی خزانہ بتلادے گا یا کسی بندے کو بھیج دے گا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ پاؤں مارے بغیر سرانجام کردے گا''۔

کیا تو جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ صرف آخرت میں کریم ہے دنیا میں نہیں، اور تجھے تو معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ کا طریقہ تبدیل نہیں ہوتا اور دنیا و آخرت کا پروردگار ایک ہے اور انسان کے لیے صرف وہی ہے۔

اے نفسِ امّارہ! تیرے جھوٹے دعوے اور نفاق کے طریقے بڑے عجیب ہیں اس لیے کہ تو زبان سے تو ایمان کا دعویٰ کرتا ہے مگر نفاق کا اثر تجھ پر ظاہر ہے۔

☆ پروردگار عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔'' (پارہ 12، سورۃ ھود، آیت 6)

☆ اور آخرت کے بارے میں فرماتا ہے:

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ (پارہ 27، سورۃ النجم، آیت 39)

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش۔''

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ خاص دنیا کے امر کی کفالت تو خود اللہ عزوجل نے فرمائی ہے کہ تیری سعی کی اس میں کوئی حاجت نہیں اور آخرت کو بندے کی کمائی پر منحصر رکھا۔

اے نفسِ امّارہ! مگر تو نے اپنے افعال سے (معاذ اللہ عَزَّوَجَلَّ) خدا تعالیٰ کو جھوٹا سمجھا کہ جس چیز کی کفالت وہ کرتا ہے تو اس کے لیے رات دن کام میں لگا ہوا ہے۔ اور

امرِ آخرت کو جو تیری سعی پر منحصر کر رکھا تھا اس سے تو بالکل روگردان ہے یہ تو ایمان نہیں۔

اے نفسِ امّارہ! اگر زبان ہی سے ایمان معتبر ہوتا تو منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں کیوں ہوتے؟۔

ارے کم بخت! گویا تو یومِ حساب پر ایمان نہیں رکھتا اور گمان کرتا ہے کہ مرنے کے بعد تجھے رہائی ہو جائے گی اور تو بھاگ جائے گا ایسا ہرگز نہ ہوگا۔

☆ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ اَلَمْ یَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰى ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾ اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ یُّحْیِﻲَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ''کیا آدمی اس گھمنڈ میں ہے کہ آزاد چھوڑ دیا جائے گا، کیا وہ ایک بوند نہ تھا اس منی کا کہ گرائی جائے، پھر خون کی پھٹک ہوا تو اس نے پیدا فرمایا پھر ٹھیک بنایا۔ تو اس سے دو جوڑ بنائے مرد اور عورت، کیا جس نے یہ کچھ کیا وہ مردے نہ جلا سکے گا؟۔'' (پارہ 29، سورۃ القیمہ، آیت 36 تا 40)

اے نفسِ امّارہ! اگر تیرا یہی گمان ہے کہ تو ویسے ہی چھوڑ دیا جائے گا تو تیرے جیسا جاہل کوئی نہیں اور تو پکا کافر ہے۔ یہ تو سوچ کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے کس چیز سے بنایا ہے۔

☆ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ ﴿۱۷﴾ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾ (پارہ 30، سورہ عبس، آیت 17 تا 22)

ترجمۂ کنزالایمان: ''آدمی مارا جائیو کیا ناشکرا ہے، اسے کاہے سے بنایا، پانی کی بوند سے اسے پیدا فرمایا پھر اسے طرح طرح کے اندازوں پر رکھا، پھر اسے راستہ

آسان کیا، پھر اسے موت دی پھر قبر میں رکھوایا پھر جب چاہا اسے باہر نکالا۔''

اے نفسِ اَمّارہ! پھر کیا تو اس کو (معاذ اللہ عَزَّوَجَلَّ) جھوٹ جانتا ہے کہ جب وہ چاہے گا تجھے مرنے کے بعد اٹھالے گا۔ اگر تو جھوٹ نہیں جانتا تو پھر احتیاط کیوں نہیں کرتا۔ اگر بالفرض کوئی یہودی تجھ سے کہہ دے کہ ''تیرے مرض میں فلاں کھانا مُضِر ہے'' گو وہ تیرے نزدیک سب کھانوں سے لذیذ تر ہو اس کو چھوڑ دے گا۔

نفس سے سوال: اے نفسِ اَمّارہ! اب ہم تجھ سے پوچھتے ہیں کہ جن انبیاءِ

کرام (عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کو معجزے عنایت ہوئے ان کے اقوال اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان اس کی آسمانی کتابوں میں تیرے نزدیک اتنا بھی نہیں، کہ ایک یہودی کے اس قول کے برابر ہو جو اٹکل پچو بے دلیل باوجود نقصانِ علم و عقل کے کہہ دیتا ہے۔ اس کا (یعنی یہودی کے قول کا) اثر تو تجھ پر ہوتا ہے اور اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کے فرمان کا اثر تجھ پر نہیں ہوتا۔

اے نفسِ اَمّارہ! اس سے عجیب تر یہ ہے کہ اگر کوئی بچہ تجھ سے کہہ دے کہ ''تیرے کپڑوں میں ایک بچھو ہے'' تو جھٹ پوچھے بغیر تو فوراً اپنے کپڑے پھینک دیتا ہے۔ کیا انبیاءِ کرام (عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) علماءِ کرام تمام اولیاء اور حکماء (رَحْمَہُمُ اللہ تعالیٰ) کے اقوال تیرے نزدیک ایک بچے کے قول سے بھی کمتر ہیں جو محض نادان ہے۔ یا یہ کہ جہنم کی حرارت، اس کی سزا وعذاب، اس میں گزارہ، پیپ وہوا گرم اور سانپ بچھو کو دنیا کے بچھو سے کم جانتا ہے جس کی تکلیف ایک دن یا اس سے بھی کم ہوتی ہے۔ یہ تو دانشمندوں کا کام نہیں بلکہ اگر جانوروں پر تیرا یہ حال مُنکَشِف ہو (یعنی کھل جائے) تو تجھ پر اور تیری عقل پر ہنسیں۔

اے کمبخت نفسِ اَمّارہ! اگر تو ان سب پر ایمان رکھتا ہے اور واقعی جانتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ عمل میں لیت ولعل (یعنی کاش وشاید) کرتا ہے؟ ۔ موت تو تیری گھات میں ہے کیا

معلوم کہ مہلت نہ دے اور جلدی سے اچک لے تو کس وجہ سے تو اس سے نڈر ہے۔

اے کمبخت نفسِ امّارہ! ہم نے مانا کہ تجھے سو برس کی مہلت مل جائے، تب بھی تو موت کے بغیر کوئی راستہ نہیں اور کام بغیر کیے تمام نہیں ہوتا۔

مثال: کوئی فقہ سیکھنے کے لیے گھر سے باہر نکلے اور باہر جا کر بے کار بیٹھا رہے اور نفس کو وعدہ کرتا رہے کہ "آئندہ سال سیکھ لوں گا"۔ جب گھر جانے کے لئے تھوڑے دن رہیں گے تو اس شخص کی عقل پر ہنسی آئے گی کہ یہ بھی عجیب ہے کہ ذراسی مدت میں فقہ سیکھنا چاہتا ہے یا فقہ سیکھے بغیر فقہاء کے منصب کا طالب ہے اور خدا تعالیٰ کے کرم پر بھروسہ رکھتا ہے۔

اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ آخر عمر میں عمل میں کوشش کرنا نافع ہے اور اس سے بلند درجات ملتے ہیں تو تجھے کیسے معلوم ہوا کہ ابھی زندگی باقی ہے۔ شاید یہی دن آخری ہو اس میں مشغولِ عبادت نہ ہونے کے کیا معنی اگر مہلت کا پروانہ بھی مل گیا ہو تب بھی عمل پر جلدی نہ کرنے اور لیت و لعل کرنے کی کیا وجہ ہے؟، بجز اس کے کہ اپنی خواہشات کے خلاف کرنے سے تو عاجز ہے اس لیے کہ اس میں محنت و مشقت ہوتی ہے۔

اگر یہ انتظار ہے کہ عبادت ایسے دن کریں جس دن مخالفتِ شہوات دشوار معلوم نہ ہو تو ایسا دن نہ خدا تعالیٰ نے کبھی پیدا فرمایا نہ آگے پیدا فرمائے گا۔

اے نفسِ امّارہ! سوچ تو سہی کہ کیسے تو وعدہ کرتا ہے کہ کل کروں گا اور کل کل کرتے ہر کل آج ہو جاتی ہے جب آج ہی نہ کیا تو کل کیا کرے گا۔ تجھے یہ نہیں معلوم کہ جو کل آج ہو گئی اس کا حکم گزشتہ کا ہو گیا بلکہ اصل یہی ہے کہ تو آج اگر عاجز ہے تو کل کو عاجز تر ہو گا۔ اس لیے کہ شہوت مضبوط درخت کی طرح ہے جس کا اکھاڑنا انسان کے بس سے باہر ہے اگر سستی کی وجہ سے اسے نہ اکھاڑا اور دوسرے دن پر رکھا تو اس کی مثال سمجھو۔

مثال: جب انسان طاقتور، قوی اور جوان ہو اس وقت درخت کے اکھاڑنے سے سستی کرے اور ایک سال مزید اسے رہنے دے اور جانتا ہو کہ درخت جوں جوں بڑا ہو گا

اس میں مضبوطی زیادہ ہوجاتی ہے۔تو جس درخت کو جوانی میں نہ اکھاڑ سکا اس کو بڑھاپے میں کبھی نہ اکھاڑ سکے گا۔

☆ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی سرزنش (ملامت) کرنے کا طریقہ بتاتے ہوئے مزید فرماتے ہیں: "اپنے نفس کو یوں کہو!" اے نفسِ اَمَّارہ! بڑھاپے میں ریاضت کا تصور غلط ہے۔وہاں تو مشقت ہی مشقت ہے بلکہ یوں سمجھو کہ بھیڑیے کی تادیب محض تعذیب ہے۔تر لکڑی کو جہاں سے چاہو توڑ و جب خشک ہوجائے تو پھر توڑنا مشکل ہے۔"

نفس کو سرزنش:

اے نفسِ اَمَّارہ! اگر تو ایسی صاف صاف باتوں کو بھی نہیں سمجھتا اور تاخیر کا قائل ہے تو پھر کیوں اپنے آپ کو عاقل کہتا ہے۔اس حماقت سے بڑھ کر اور کونسی حماقت ہوگی، شاید تو یہ کہے کہ "میں عمل پر اس لیے آمادہ نہیں ہوسکتا کہ لذتِ شہوات کا حریص ہوں اور تکلیف ومشقت پر صبر نہیں کرسکتا" تو یہ بھی نہایت درجہ کی حماقت بلکہ سفاہت ہی سفاہت ہے۔

اس لیے کہ اگر تیری یہ بات سچی ہے تو ایسی خواہشات کا طالب کیوں نہیں ہوتا جو ہمیشہ تک صاف اور خالی از جملہ کدورات ہوں اور ان کے ملنے کی توقع جنت کے سوا اور جگہ نہیں۔

اگر واقعی تو سہولت کا حریص ہے تو یہ مرض اس طرح ختم ہوسکتا ہے کہ تو شہواتِ دنیاوی کے خلاف کر۔ورنہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک لقمہ کی وجہ سے کئی لقموں سے دست بردار ہونا پڑتا ہے۔

نفس سے سوال: ہم نفس سے پوچھتے ہیں کہ اگر کسی مریض کو ڈاکٹر کہے کہ "ٹھنڈا پانی تین دن نہ پینا تندرست ہوجاؤ گے اور پھر مزے سے عمر بھر پانی پیا کرو" اور یہ بھی کہہ دے کہ "اگر اس تین دن کے عرصہ میں پانی پیو گے تو ایک سخت مرضِ دیرپا میں مبتلا ہوجاؤ گے اور تمام عمر کا پانی پینا چھوٹ جائے گا"۔تو اس صورت میں درست فیصلہ اس بیمار کے لیے کیا ہے؟

تین دن صبر کرکے تمام عمر عیش سے رہے، یا اس وقت اپنی خواہش پوری کرے کہ مجھ سے تین دن صبر نہ ہوسکے گا اور نہ ہی مخالفتِ خواہش کی تکلیف برداشت ہوسکے گی اگرچہ

اس کے بعد تین سو دن یا تین ہزار سال مشقت برداشت کرنی پڑے گی۔

اب اگر تمام عمر کی آسائشیں، اہلِ جنت، اور عذاب اہل دوزخ کے ساتھ نسبت کر کے دیکھو یعنی ایام زندگی کو اَبد کی طرف نسبت کرو تو جو نسبت تمام عمر کی طرف تین دن کو ہے اس سے بھی وہ تھوڑی ہی ہوگی، اگرچہ انسان کی عمر کتنی ہی طویل ہو۔ کیونکہ صورتِ اوّل میں نسبت محدود چیز کو لاانتہاء شے کی طرف ہے جو واقع میں کچھ بھی نہیں یعنی یہ نسبت نہ ہونے کے برابر کہ محدود کو لامحدود سے کیا نسبت۔

اور صورتِ دوم میں محدود کی نسبت دوسری محدود چیز کی طرف ہے۔ اور یہ تو کوئی بتا دے کہ شہوات سے صبر کرنے کی تکلیف سخت اور اس کی مدت عذاب کی تکلیف کیسے برداشت ہوگی''۔

☆ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْوَالِی نفسِ اَمّارہ کے پیروکار شخص کے لئے فرماتے ہیں: ''جو اپنے نفس پر شفقت کرنے میں سستی کرتا ہے تو دو حال سے خالی نہیں یا تو خفیہ کفر رکھتا ہے یا علانیہ بے وقوفی۔''

مخفی کفر تو یہ ہے کہ روزِ حساب پر ایمان ضعیف ہو اور مقدارِ ثواب اور عذاب کو برا نہ جانتا ہو۔

اور اعلانیہ بے وقوفی یہ ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ کے کرم اور عفو پر اعتماد ہو، اور اس کی ان باتوں پر اِلتِفات نہ ہو کہ وہ عذاب دینے کے لیے مہلت بھی دیتا ہے اور تیری عبادت کی اسے کوئی پرواہ بھی نہیں۔

پھر باوجود اس کے روٹی کے لقمے میں یا مال کے بارے میں یا مخلوق سے کسی کلمہ کے سننے میں خدا تعالیٰ پر اعتماد نہیں کرتا بلکہ جتنے حیلے اس بارے میں حصولِ غرض کے لیے ہوں سب کو استعمال میں لاتا ہے اسی جہالت کی وجہ سے باعثِ حماقت کا لقب جناب رسول اکرم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے عنایت ہوا۔

☆ آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''دانا وہ ہے جس کا نفس

اس کے تابع ہو اور وہ موت کے بعد کے لیے عمل کرے، اور احمق وہ ہے جو نفس کی خواہش کا تابع ہو اور اللہ تعالیٰ سے اپنی آرزوئیں مانگے۔''
(المستدرک علی الصحیحین جلد 1، صفحہ 30، حدیث 198)

☆ امام غزالی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِی نفس کو سرزنش کرنے کا طریقہ بتاتے ہوئے مزید فرماتے: ''ہیں اپنے نفس سے یوں کہو: ''اے نفسِ اَمّارہ! اے بدبخت! دنیا کی زندگی پر مغرور نہ ہو اور نہ کسی چیز سے خدا تعالیٰ پر مغالطہ کھا۔ تو اپنی فکر کر دوسرے پر تیرا مطلب مہم نہیں، اپنے اوقات ضائع نہ کر، یہ چند سانس گنتی کے ہیں۔ جب ایک سانس چلا جاتا ہے تو تجھ میں سے کچھ کم ہو جاتا ہے۔

اے نفسِ اَمّارہ! بیمار ہونے سے پہلے تندرستی کو غنیمت جان اور کسی کام میں مشغولیت سے پہلے فراغت، مفلسی سے پہلے دولت مندی، بڑھاپے سے پہلے جوانی اور موت سے پہلے زندگی کو غنیمت جان، جتنا تو نے آخرت میں رہنا ہے اتنی اس کی تیاری کر۔

دنیا میں تو اس طرح ہے کہ جتنی مدت سردی یا گرمی کی ہوتی ہے، اتنے ہی دنوں کا اس کے لئے سامان کیا کرتا ہے کہ غذا لباس اور لکڑیاں وغیرہ اکٹھی کر لیتا ہے اور ان میں سے کسی چیز میں فقط اللہ تبارک وتعالیٰ کے کرم پر بھروسہ نہیں کرتا کہ وہ اپنے فضل سے سردی کی تکلیف لحاف وجبہ اور اون ولکڑی وغیرہ کے بغیر دفع کر دے گا، حالانکہ وہ ان سب امور پر قادر ہے۔

تو پھر کیا تجھے یہ گمان ہے کہ موسم سرما کی سردی سے جہنم کی زمہریر کی سردی کچھ کم ہو گی یا تھوڑے دن ہو گی۔ یا یہ گمان ہے کہ وہاں کے زمہریر سے کچھ کئے بغیر نجات ملے گی، تو یہ بات دل سے نکال دے۔ بلکہ جیسے سرما کی سردی لحاف وکمبل اور آگ و دوسرے لوازمات کے بغیر نہیں جاتی اسی طرح گرمی وسردی جہنم بھی بغیر توحید وطاعت کے نہیں جائے گی۔

اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کرم یہ کیا تھوڑا ہے کہ تجھے نجات کا راستہ بتایا اور اس کا سامان تیرے لیے مہیا کیا۔ جیسے موسمِ سرما کی سردی کو دفع کرنے کے لیے آگ کو پیدا کیا اور اس کے

نکالنے کا طریقہ پتھر اور لوہے وغیرہ سے بتلایا تاکہ تو خود سردی کو اپنے سے دور کر سکے۔ یہ اس کا کرم ہے کہ قلعہ کے بغیر تجھ سے عذاب دور کر دے یا لوازم واسبابِ ظاہری کے بغیر سردی ٹال دے۔ اور جس طرح کہ لکڑیوں کا خریدنا اور کمبل وغیرہ کا لینا کچھ خدا تعالیٰ کے کام کا نہیں، وہ تو ان سب سے بے پرواہ ہے بلکہ ان چیزوں کو صرف تیرے آرام کے لیے بنایا ہے۔ اسی طرح جتنے طاعات ومجاہدات ہیں وہ ان سے بھی بے نیاز ہے۔ یہ چیزیں تو صرف تیری نجات کے لیے ہیں۔ کوئی خیر وبھلائی کرتا ہے تو اپنے لیے، کوئی برائی کرتا ہے تو خود اسی کے لیے ہے، اللہ تعالیٰ سب سے بے پرواہ ہے۔

اے نفسِ امّارہ! اپنا جہل چھوڑ اور آخرت کو دنیا پر مقدم رکھ۔

☆ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ

ترجمۂ کنزالایمان: ''تم سب کا پیدا کرنا اور قیامت میں اٹھانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جان کا۔'' (پارہ 21، سورۃ لقمٰن، آیت 28)

☆ اور ارشاد فرمایا:

كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ ؕ (پارہ 17، سورۃ الانبیاء، آیت 104)

ترجمۂ کنزالایمان: ''جیسے پہلے اسے بنایا تھا ویسے ہی پھر کر دیں گے۔''

☆ اور ارشاد فرمایا:

كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ (پارہ 8، سورۃ الاعراف، آیت 29)

ترجمۂ کنزالایمان: ''جیسے اس نے تمہارا آغاز کیا ویسے ہی پلٹو گے۔''

اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے طریقہ وعادات میں کچھ تغیر وتبدل نہیں۔

نفس کو مزید ملامت:

اے نفسِ امّارہ! میں تجھے دنیا سے مالوف اور مانوس دیکھتا ہوں۔ اسی وجہ سے اس کی

جدائی تجھ پر سخت ہے تو اس کے نزدیک ہوتا جاتا ہے اور اپنے خیال میں اس کی دوستی مضبوط کرتا جاتا ہے۔ جان لے کہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ثواب وعذاب اور احوالِ قیامت کے حالات سے غافل ہے۔ اسی وجہ سے (تیرے افعال سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ) موت پر تجھے ایمان اور یقین نہیں کہ اسے تجھ سے اور تیری من بھاتی چیزوں سے جدائی ہوگی۔

اے نفسِ امّارہ! یہ تو بتا کہ اگر کوئی شخص شاہی محل میں رہ جائے، پھر دوسرے دروازے سے نکل جائے اور اس میں کسی خوبصورت اور عمدہ چیز پر نظر ڈالے پھر ہمہ تن دل اس میں مصروف ہو جائے اور انجام کو اس کی جدائی ضرور ہوگی تو ایسا شخص غافل ہوگا یا عقل کا دشمن۔ اسی طرح یہ دنیا شہنشاہوں کا گھر ہے اور تجھے اس میں صرف گزرنے کی اجازت دی گئی ہے اور جتنی چیزیں اس دنیا میں ہیں وہ مسافروں کے ساتھ نہیں جائیں گی بلکہ موت کے بعد دنیا میں رہتی ہیں۔

☆ اسی لئے حضور سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ فرماتے ہیں: ''جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَامُ نے میرے دل میں پھونکا کہ ''جس سے تو چاہے محبت کر، اس سے جدائی ضرور ہوگی اور جو چاہے عمل کر لے اس کی جزا ضرور ملے گی۔''

اے نفسِ امّارہ! تمہیں علم ہے کہ دنیا کی طرف التفات کر کے اس سے مانوس ہونا بے وقوفی ہے باوجود یہ کہ موت سب کے پیچھے ہے۔ موت کے بعد سب کچھ چھوڑ دینا ہے، بہت سی حسرتوں کو لے جانا ہے اور اپنا توشہ اپنا زہر قاتل کر کے جاتا ہے اور وہ خود نہیں جانتا۔

تو گزرے ہوئے لوگوں کا حال نہیں دیکھتا کہ کیسے اونچے مکان بنائے پھر چھوڑ کر چلے گئے۔ ان کی زمین وملک پر اللہ تعالیٰ نے کیسے ان کے دشمنوں کو وارث کر دیا۔

یہی دیکھ لے کہ جو چیز ان کے کھانے کی نہیں اسے کیسے جوڑتے ہیں اور جس مکان میں نہیں رہتے اس کو کس طرح بناتے ہیں۔ اور امید ایسی کرتے ہیں جو ان کو نہیں ملتی ہر ایک اونچا مکان بناتا ہے حالانکہ اس کے رہنے کی جگہ قبر زمین کے اندر ہوگی۔

تو بتاؤ! کہ دنیا میں حماقت اور کم عقلی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی۔ کوئی اس دنیا کو آباد

کرتا ہے حالانکہ اس سے سفر ضرور کرے گا۔ کوئی اپنی آخرت خراب کرتا ہے حالانکہ اس کی طرف ضرور جائے گا۔

اے نفسِ امّارہ! تجھے ان احمقوں کی حماقت میں موافقت کرنے سے شرم نہیں آتی۔

اے نفسِ امّارہ! فرض کیا کہ تو اہلِ بصیرت میں سے نہیں کہ جسے یہ باتیں سمجھ میں آئیں بلکہ فطرت سے چاہتا ہے کہ کسی کے موافق ہو جائے اور کسی کی اقتداء کرے تو اس صورت میں انبیاء (عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ) اولیاء، علماء اور حکماء (رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْھِمْ) کی عقل کو اور ان لوگوں کی عقل کو جو دنیا پر اوندھے منہ گرے ہوئے ہیں ان میں تقابل کر۔

اے نفسِ امّارہ! اگر تو اپنے آپ کو عاقل جانتا ہے تو ان میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ عاقل ہوں ان کی اتباع اور اِقتداء کر۔

اے نفسِ امّارہ! تیرا خیال عجیب ہے اور جہالت نہایت سخت اور سرکشی ظاہر تر ہے کہ تو ان صاف اور واضح باتوں سے اندھا بن رہا ہے۔ شاید جاہ و مرتبہ کی محبت سے تیری آنکھوں میں تاریکی چھا گئی ہے۔ تو یہ نہیں سوچتا کہ جاہ و مرتبہ صرف بعض لوگوں کو مائل کرتا ہے۔ تو فرض کر کہ جتنے لوگ روئے زمین پر ہیں سب تجھے سجدہ کرتے اور فرمان مانتے ہیں پھر کیا تو یہ نہیں جانتا کہ پچاس یا سو سال کے بعد نہ تُو تو زمین پر رہے گا اور نہ وہ جو تیرا ذکر کرتے تھے۔ جیسے تجھ سے پہلے کہ بادشاہوں کا حال ہوا کہ اب کسی کا نام و نشان نہیں پایا جاتا۔

اے نفسِ امّارہ! تو ایسی چیز کو جو ہمیشہ رہے اس کو ایسی چیز سے بدلتا ہے جو پچاس یا سو سال رہے، یہ کیسا سودا ہے؟، اور جاہ و مرتبہ اس صورت میں ہے کہ تو اپنے گھر کا مالک بھی نہ ہو تو اس صورت میں آخرت کو چھوڑنا نہایت ہی حماقت ہے۔ پھر اگر آخرت کی رغبت کی وجہ سے تجھ سے دنیا نہیں چھوٹتی تو پھر تو جاہل ہے اور تو بصیرت نہیں رکھتا۔

تو یہی خیال کر کے دنیا کو چھوڑ دے کہ دنیا کے شریک قیس ہیں اور اس میں مشقت بہت ہے اور دنیا جلد فنا ہو جاتی ہے۔ جب کثیر دنیا تجھے چھوڑے ہوئے ہے تو تُو اس میں سے تھوڑے

کو کیوں نہیں چھوڑتا؟ یعنی بہت زیادہ مال اگر تیرے پاس نہیں آتا تو تھوڑے کو بھی نہ لے۔

اگر دنیا تیرے موافق ہو تو تُو خوش کیوں ہوتا ہے؟ تیرے شہر میں بہت سے لوگ کافر ایسے ہوں گے جو دنیا میں تجھ سے بڑھ کر ہوں گے اور اس کی لذت و زینت ان کے پاس تجھ سے زیادہ ہوگی تو پھر افسوس ہے دُنیا پر کہ جس میں یہ خسیس لوگ بھی تجھ سے بڑھ کر ہوں۔

اے نفسِ اَمّارہ! چونکہ تو انبیاء (عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ) صدیقین اور مقربین (رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْھِمْ) کے ذمہ میں رہنے اور رب العالمین جل جلالہ کی رحمت کے جوار میں رہنے سے روگردان ہو کر ان احمق جاہلوں کی جماعت میں رہنا اختیار کرتا ہے اور وہ بھی چند روز کے لیے تو معلوم ہوا کہ تو بڑا ہی جاہل و پاگل اور خسیس و عقل سے بیگانہ ہے کہ نہ دنیا ملی نہ دین۔

نفس کو سخت سرزنش:

اے نفسِ اَمّارہ! اب تو تُو عملِ صالح میں سبقت کر کہ اب تو بوڑھا ہو گیا ہے موت نزدیک آ گئی پیغام اس کا آ موجود ہوا ہے۔ جو کرنا ہے اب کر لے تیرے بعد نہ کوئی تیری طرف سے نماز پڑھے گا، نہ روزہ رکھے گا، نہ خدا کو تجھ سے راضی کر دے گا۔

اے کمبخت نفسِ اَمّارہ! اب تیری زندگی کے چند روز باقی ہیں اور یہی تیرا سرمایہ ہے بشرطیکہ اس میں تو تجارت کرے۔ اکثر سرمایہ تو تُو ضائع کر چکا ہے کہ اگر تمام عمر اس برباد زمانہ پر روئے گا تو بھی تھوڑا ہے۔ اگر تو عادت پر اصرار کر کے باقی عمر کو بھی ضائع کر ڈالے گا تو تیرا کیا حال ہوگا؟

کیا تو نہیں جانتا کہ موت تیرے وعدے کی جگہ ہے اور قبر تیرا گھر اور مٹی تیرا بستر اور کیڑے تیرے رفیق اور اندھیرا تیرا دائمی ساتھی ہے اور قیامت کا خوف سامنے ہے۔

کیا تجھے معلوم نہیں کہ مُردوں کا لشکر شہر کے دروازے پر تیرا منتظر ہے، انہوں نے اپنے اوپر سخت قسمیں کھالی ہیں کہ تجھے ساتھ لئے بغیر نہ جائیں گے۔

کیا تو یہ نہیں جانتا کہ وہ سب تمنا کرتے ہیں کہ کاش ہم کو ایک دن ایسا ملے جو دنیا میں جا کر اپنی خطاؤں کا تدارک کریں۔ اور تجھے تو یہ حاصل ہے کہ اگر تو اپنی عمر کا ایک دن تمام دنیا کے بدلے ان کے ہاتھ بیچے تو وہ اس کو بہزار خوشی خرید لیں بشرطیکہ ان کو قدرت ہو۔ اور تو اپنے دنوں کو یوں غفلت اور بے کاری میں ضائع کر رہا ہے؟

ہائے کم بخت نفس امّارہ! تجھے ذرا بھی شرم نہیں اپنے ظاہر کو تو مخلوق کے لیے بناتا سنوارتا ہے اور باطن میں بڑے بڑے گناہ کر کے خدا تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے۔ مخلوق سے تو شرم کرتا ہے اور خالق سے نہیں کرتا کیا (معاذ اللہ عزوجل) وہ تجھے مخلوق کی نسبت کم نظر آتا ہے؟

لوگوں کو خیر کا حکم کرتا ہے اور خود بری باتوں میں آلودہ ہے۔ دنیا (یعنی لوگوں) کو خدا تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اور خود اس سے بھاگتا ہے، دنیا کو اس کی یاد دلاتا ہے اور خود اس کو بھولا ہوا ہے۔

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ گنہگار پاخانہ سے بھی زیادہ بدبودار ہے پاخانہ کسی شے کو پاک نہیں کر سکتا جب تو اپنے باطن کو پاک نہیں رکھتا تو دوسروں کو پاک کرنے میں تمہیں طمع کیوں؟

اے بدبخت نفس امّارہ! تو خود کو یوں سمجھ کہ لوگوں پر جتنی بھی مصیبتیں آتی ہیں وہ تیری نحوست سے آتی ہیں۔ تُو تو شیطان کا گدھا ہے وہ تجھے جہاں چاہتا ہے لئے پھر رہا ہے وہ تجھ سے مذاق کرتا ہے لیکن تو اپنے اعمال پر اتراتا ہے حالانکہ تیرے کرتوت آفات کے برابر ہیں ان سے تو بچ جا تو بہتر ہے، لیکن نامعلوم تجھے ان غلط کاریوں پر فخر وناز کیوں ہے؟

تمہیں معلوم نہیں کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ کی کئی لاکھ سال عبادت کی لیکن صرف ایک خطا کی وجہ سے بارگاہِ خداوندی سے گیا اور ہمیشہ کے لیے ملعون ہوا۔

ہائے کمبخت نفس امّارہ! تو کتنا بے حیاء وغدار اور جہالت کا مجموعہ ومعاصی پر جرأت مند ہے تو انجام سے بے خبر ہے۔

اے نفسِ امّارہ! تو کب تک عہد توڑے گا اور کب تک معاملہ سنوار کر بگاڑے گا۔ اتنی خطاؤں کے باوجود تو دُنیا سنوارنے کے خیال میں ہے تیرا یہاں سے سفر کرنے کا خیال تک

نہیں قبر والوں کا حال تو دیکھ انہوں نے بھی مال جمع کیا اور مضبوط مکان بنائے، بڑی امیدیں رکھتے تھے لیکن سب دھری کی دھری رہ گئیں، وہ تباہ ہوئے، گھر ویران ہوئے، امیدیں خاک میں مل گئی، نہ وہ شان وشوکت رہی نہ ناز ونعمت۔

پند سود مند:

اے بد بخت نفسِ اَمّارہ! کیا تجھے ان سے عبرت نہیں، کیا تو ان کا حال نہیں دیکھ رہا، تیرا خیال ہے کہ وہی بلائے گئے اور تو یہاں رہ جائے گا، تیرا یہ خیال بے ہودہ ہے۔ جب سے تو پیدا ہوا ہے اس وقت سے اپنی عمر کی دیوار تو خود ڈھا رہا ہے، تو بڑے بڑے مکان بناتا ہے حالانکہ تھوڑے دنوں میں تیری قبر تیرا گھر ہوگا۔

یاد کر جب تو مرے گا تیری جان لبوں پر ہوگی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قاصد سیاہ رنگ ترش رو آ کر تجھے عذابِ قبر کی خبر سنائیں گے۔ اس وقت ندامت سے فائدہ نہ ہوگا۔ تیرا دردِ غم کوئی نہ سنے گا نہ کسی کو تجھ پر ترس آئے گا۔ حیرانی ہے کہ اس کے باوجود تجھے اپنی دانائی اور بصیرت پر فخر وعُجب ہے۔ کیا یہی دانائی ہے کہ تو مال جمع کرنے پر خوش ہے اور عمر کم ہوتی جارہی ہے، اس کا تجھے غم نہیں؟۔

اے کم بخت نفسِ اَمّارہ! تو آخرت سے روگردان ہے حالانکہ وہ تیرے پاس آرہی ہے۔ اور دنیا کی طرف متوجہ ہے حالانکہ وہ تجھ سے منہ پھیر کر بھاگ رہی ہے۔ تو نے اپنے بھائیوں، رشتہ داروں کو آنکھوں سے دیکھا کہ انہوں نے بہت کچھ کمایا لیکن وہ ان کے کام نہ آیا بلکہ مرتے وقت حسرت کرتے چلے گئے۔ لیکن تو ہے کہ اپنی جہالت سے باز نہیں آتا۔

اے نفسِ اَمّارہ! اس دن کا خوف کر جس دن اللہ تعالیٰ نے حساب لینا ہے، جس بندے کے لیے امر ونہی کا حکم ہوا تھا قیامت میں اس سے باز پرس ضرور ہوگی۔ چھوٹا، بڑا ظاہر و باطن بغیر پوچھے نہ چھوڑا جائے گا۔ اب تو سوچ کہ کیا منہ لے کر خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا اور کون سی زبان سے جواب دے گا؟۔

توسوال کے لیے تیار ہوجا جواب باصواب تیار کر اور بقیہ عمر کے جو چھوٹے چھوٹے دن ہیں ان میں (قیامت کے) بڑے دنوں کے لیے عمل کر۔ اس دارِفناء اور بیتُ الحُزن میں دارِباقی اور خانۂ جاودانی کے لیے کچھ کرلے قبل اس سے کہ تو بے کار ہوجائے۔ اور دنیا میں سے بااختیار اچھے لوگوں کی طرح نکل جا اس سے پہلے کہ تو جبراً نکالا جائے۔

اور دنیا کی تروتازگی اگر تیری موافقت کرے تو تُو اس سے خوش نہ ہو اس لیے کہ اکثر خوش ہونے والا نقصان اٹھاتا ہے اور بہت نقصان والوں کو بھی اپنے نقصان کی خبر نہیں ہوتی۔ خرابی ہے اس کے لئے جو اپنی خرابی سے بے خبر ہو پھر اس پر وہ خوش ہو بلکہ کھیلے اور مذاق مسخری کرے اور خوب کھائے پئے۔ حالانکہ کتاب اللہ یعنی لوحِ محفوظ میں وہ آگ کا ایندھن لکھا جاچکا ہے۔

نفس کے ساتھ آخری بات:

اے نفسِ اَمّارہ! تو دنیا کو جب دیکھے تو نظرِ عبرت سے دیکھ، اور اس کے لیے مجبوروں کی طرح سعی کر، اور اس کو بااختیار خود ترک کر، آخرت کی طلب میں سبقت کر اور ایسے لوگوں میں نہ ہو کہ جس قدر ان کو ملا ہے اس کے منکر تو نہیں بلکہ بقیہ عمر میں زیادتی کے خواہاں ہیں۔ وہ لوگوں کو منع کرتے ہیں اور خود باز نہیں آتے۔

اے نفسِ اَمّارہ! یادرکھ کہ دین اور ایمان کا کچھ بدل نہیں اور نہ جسم کا کوئی نائب ہے۔ جو شخص رات دن کے گھوڑے پر سوار ہے وہ اسے لے کر چلا جاتا ہے اگرچہ وہ خود نہ جائے۔

تو اب تو میری نصیحت مان کہ جو کوئی نصیحت سے روگردان ہوتا ہے وہ آگ پر راضی ہوتا ہے۔ اور میں نہیں جانتا کہ تو آگ سے خوش ہے یا اس نصیحت پر کان نہیں دھرتا۔

نفس کا مؤثر علاج: اے بھائی! اگر تیرا دل نصیحت قبول کرنے سے مانع ہے تو

☆ اسے ہمیشہ تہجد اور شب بیداری سے درست کر۔

☆ اگر احسن طریقے سے درست نہ ہو تو ہمیشہ روزہ رکھ،

☆ اور اس سے بھی صحیح نہ ہو تو ملاقات و گفتگو کم کر،

☆ یہ بھی مفید نہ ہو تو رشتہ داروں سے نیک سلوک اور یتیموں پر شفقت کیا کر،

اور یہ بھی کارگر نہ ہو تو جان لے کہ خدا تعالیٰ نے دل پر مہر لگا کر تالا لگا دیا ہے اور گناہوں کی تاریکی دل کے ظاہر اور باطن پر خوب زور سے چھا گئی، اب خود کو دوزخ میں گیا سمجھ۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا اور کچھ لوگ اس کے لیے پیدا کیے اور دوزخ کو پیدا فرمایا اس کے لیے بھی کچھ لوگ بنائے اور ہر ایک سے وہی کام بن آتا ہے جس کے لیے وہ پیدا ہوا ہے۔

نہایت ہی اہم بات: تجھ میں اگر نصیحت سننے کی گنجائش نہیں رہی ہو تو اپنے نفس سے ناامید نہ ہو۔ کیونکہ ناامید ہونا گناہِ کبیرہ ہے اس لیے ناامید تو تُو ہو نہیں سکتا اور رِجاء (امید) کی بھی کوئی صورت نہیں کہ تمام خیر کے راستے تجھ پر بند ہیں۔ اگر ایسی صورت میں رِجاء کرے تو واقعے میں رِجاء نہیں بلکہ دھوکا کھانا ہے۔

جب نہ تو ناامیدی بن سکتی ہے نہ ہی رِجاء تو اب یہ دیکھ کہ جس مصیبت میں تو مبتلا ہوا ہے اس پر تجھے غم ہے یا نہیں؟ اور اپنے نفس پر ترس کھا کر آنسو آنکھ سے گرتا ہے یا نہیں؟ اگر گرتا ہے تو آنسو کا گرنا بحرِ رحمت میں سے ہے۔

(نفس پر ترس کھا کر اگر آنسو گرتے ہیں تو) اس سے معلوم ہوا کہ ابھی تجھ میں رِجاء باقی ہے۔ اس صورت میں توجہ اور گریہ وزاری پر ہمیشگی کر، اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن سے فریاد کر اور اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْن کے سامنے نفس کی شکایت کر۔ فریاد وزاری سے غم نہ کھا اور نہ ہی شکایت سے تھک۔ یقیناً وہ تیرے حال پر رحم فرما کر تیری فریاد رسی کرے گا۔

اس لیے کہ تیری مصیبت تو بڑھ گئی، بلا سخت ہو گئی، اصرارِ نافرمانی حد سے تجاوز کر گیا، کوئی حیلہ باقی نہ رہا، اور نہ کوئی نسبت اور وسیلہ تیرے پاس ہے تو اب ٹھکانہ و راستہ، مقصد و گریز کی جگہ، فریاد کا مقام، اور ملجا و ماویٰ اس عالی سرکار کے سوا کہیں نہیں۔ اس کے سامنے

گریہ وزاری کر اور دھاڑیں مار۔اور گریہ وزاری میں اتنا خشوع پیدا کر جتنا تیرے اندر جہالت اور گناہوں کی کثرت ہے۔

وہ کریم عَزَّوَجَلَّ تَضَرُّع کرنے والے پر رحم فرماتا ہے، طالبِ صادق کی فریاد کو قبول فرماتا ہے، مُضطَر کی دُعا قبول فرماتا ہے۔آج تو اس کی طرف مُضطَر ہے اور اس کی رحمت کا محتاج اس وجہ سے ہے کہ تجھ پر تمام راستے تنگ ہوگئے اور حیلے ختم ہوگئے، تدبیریں بند ہوگئیں۔نہ نصیحت نے تجھ میں تاثیر کی نہ توبیخ نے۔اب جس سے تو طلب کرتا ہے وہ کریم اور سخی ہے اور جس سے فریاد کرتا ہے وہ رؤف اور رحیم ہے اس کی رحمت فراخ اور کرم عام اور عفو کامل ہے۔" (احیاء العلوم جلد4، صفحہ نمبر 776 تا 781)

☆ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی "کیمیائے سعادت" صفحہ نمبر 772 محاسبہ نفس کے بارے میں کچھ یوں رقم فرماتے ہیں: "بندے کو چاہئے کہ رات سونے کے وقت اپنے نفس کے ساتھ تمام دن کا حساب کرے تاکہ معلوم کر سکے کہ سرمایہ پر کتنا نفع ہوا اور کس قدر نقصان ہوا اور سرمایہ جانتے ہو کیا ہے؟ وہ فرائض ہیں۔اور نوافل اس کا نفع ہیں۔

جس طرح شریکِ تجارت سے حساب لینے میں بھرپور کوشش کی جاتی ہے اسی طرح نفس کے ساتھ حساب کتاب میں بہت زیادہ احتیاط اور توجہ ضروری ہے کہ نفس بہت طرارو مکار اور حیلہ انگیز ہے۔

کیونکہ نفس اپنے اِعراض کو بھی اطاعت کے لباس میں پیش کرتا ہے تاکہ وہ تم کو نفع نظر آئے حالانکہ وہ سراسر نقصان ہے۔صرف یہی نہیں بلکہ تمام مباحات میں نفس سے حساب طلب کرو اگر اس میں تم کو نفس کا قصور نظر آئے تو اس عمل کو اپنے نفس کے ذمہ باقی سمجھو اور اس سے تاوان طلب کرو۔"

محاسبۂ نفس کا واقعہ:

☆ حضرت ابن الصمہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ایک بزرگ گزرے ہیں انہوں نے اپنے نفس کا حساب کیا تو ساٹھ برس ہوئے۔ دنوں کا حساب کیا تو اکیس ہزار چھ سو دن ہوئے۔ فرمانے لگے: ''اگر روز ایک گناہ سرزد ہوا تو اس طرح اکیس ہزار چھ سو گناہ ہوئے اور (اے نفس) اتنے گناہوں سے تیری رہائی کس طرح ہوسکتی ہے۔ جب کہ اس مدت میں ایسا دن بھی شامل ہے جس میں ایک ہزار گناہ سرزد ہوئے ہیں۔''

پھر خوف سے ایک نعرہ مارا اور گر پڑے جب ان کو دیکھا گیا تو وہ انتقال فرما چکے تھے۔

مگر افسوس کہ انسان اپنا حساب لینے میں سخت بے پرواہ ہے۔ اگر ہر گناہ کے عوض کسی کے گھر میں ایک پتھر ڈالا جائے تو تھوڑی مدت میں گھر پتھروں سے بھر جائے گا۔ یا اگر کراماً کاتبین اس سے ان گناہوں کے تحریر کرنے کی اجرت طلب کریں تو اس کا تمام مال اس میں خرچ ہوجائے گا۔

☆ امیرالمومنین حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! اپنے اعمال کا وزن اس سے قبل کرلو کہ قیامت میں ان کو تولا جائے۔''

جب رات آتی تو حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ درہ اپنے پاؤں پر مارتے اور فرماتے: ''اے نفس! بتا آج کے دن تو نے کیا کام کیا ہے۔''

☆ حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ ''حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے انتقال کے وقت فرمایا: ''عمر ابن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے زیادہ مجھے کوئی چیز عزیز نہیں ہے کہ انہوں نے جب بھی اپنا محاسبہ کیا تو جو کمی واقع تھی اس کا تدارک کیا اسی لیے وہ مجھے سب سے زیادہ عزیز اور محبوب ہیں۔''

☆ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی صفحہ نمبر 778 پر نفس کا محاسبہ کرنے کا طریقہ کچھ یوں تحریر فرماتے ہیں: ''اے عزیز! تجھے معلوم ہو کہ خداوند تعالٰی نے نفس کو ایسا پیدا

کیا ہے کہ وہ خیر سے بیزار اور شر کی طرف مائل ہے، کاہلی اور شہوت پرستی اس کی خاصیت ہے۔

اور تمہارے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حکم یہ ہے کہ نفس کو اس کی صفت سے باز رکھو اور راہ راست پر لاؤ۔

اس کا سدھارنا کبھی تو سختی سے ہوگا اور کبھی نرمی سے، کبھی فعل کے ذریعہ اور کبھی قول کے ساتھ۔ کیونکہ اس کی طبیعت میں یہ بات داخل ہے کہ جب وہ اپنا نفع کسی کام میں دیکھتا ہے تو اس کا طالب ہوتا ہے خواہ اس میں محنت و مشقت کیوں نہ اٹھانا پڑے وہ اس محنت پر صبر کر لیتا ہے۔ لیکن جہالت اور نادانی اس کی محرومی کا سبب ہوتی ہے۔ جب تم اس کو خوابِ غفلت سے بیدار کرو گے اور آئینہ (مشاہدہ حال کے لیے) جب اس کے سامنے رکھو گے تب وہ اس کو قبول کرے گا۔

☆ اسی واسطے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ۝۵۵

ترجمۂ کنزالایمان: ”اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔“

(پارہ 27، سورۃ الذٰریٰت، آیت 55)

اے عزیز! تمہارا نفس بھی دوسروں کے نفوس کی مانند ہے کہ وہ بھی پند و نصیحت کے اثر کو قبول کرلے گا۔ پس اوّلاً تم اس کو نصیحت کرو اور عتاب کرو۔ اور عتاب کا یہ سلسلہ کسی وقت ختم نہ کرو، نفس سے کہو: ”اے نفسِ امّارہ! تجھے دعویٰ دانشمندی ہے اور جب کوئی تجھ کو احمق کہتا ہے تو تجھ کو غصہ آجاتا ہے۔ لیکن تجھ سے زیادہ احمق کوئی اور نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی شخص ایسے وقت میں کہ شہر کے دروازے پر لشکر جمع ہے اور آدمی اس کے بلانے کے لیے بھیجا گیا ہے تاکہ اس کو لے جا کر ہلاک کردیں اور یہ شخص اس وقت لہو و لعب میں مشغول ہے تو اس سے بڑا احمق اور کون ہوگا کہ مُردوں کا لشکر شہر کے دروازے پر تیرا انتظار کر رہا ہے۔

اور انہوں نے عہد کیا ہے کہ جب تک تجھ کو نہیں لے جائیں گے وہاں سے نہیں ہٹیں گے۔ دوزخ اور بہشت تیرے لیے پیدا کیے گئے ہیں اور ممکن ہے آج ہی کے دن تجھ کو لے جائیں اور ممکن ہے کہ نہ لے جائیں۔ لیکن جو کام یقیناً ہونے والا ہے تو یہ سمجھ کہ وہ ہو چکا ہے کیونکہ موت نے کسی سے یہ وعدہ نہیں کیا ہے کہ رات کو آؤں گی یا دن کو' جلد آؤں گی یا دیر سے' جاڑے کے موسم میں آؤں گی یا گرمی کے دنوں میں، موت سب کو ایسے عالم میں آ کر اچانک لے جائے گی جب کہ سب بے فکر بیٹھے ہوں۔ پس اگر انسان موت کی تیاری نہ کرے تو اس سے زیادہ حماقت اور کیا ہوگی؟۔

اے نفسِ امّارہ! اگر تیرا خیال یہ ہے کہ میں دوزخ کے عذاب کو برداشت کرلوں گا تو ذرا انگلی چراغ پر رکھ، ایک گھڑی کے لیے سخت دھوپ میں یا گرم حمام میں بیٹھ تاکہ تیری بے طاقتی اور لاچاری معلوم ہوجائے اور اگر تیرا تصور یہ ہے کہ وہ تجھے ہر ایک گناہ کے مواخذہ میں نہیں پکڑے گا۔ اس طرح تو قرآنِ مجید اور (کم وبیش) ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں (عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ) کا انکار کرتا ہے اور تو نے ان سب کی تکذیب کی۔

☆ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ ۙ (پارہ 5، سورۃ النساء، آیت 123)

ترجمۂ کنز الایمان: ''جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔''

اے نفسِ امّارہ! تیرا ناس ہو تو کہتا ہے کہ خداوند تعالیٰ مجھے عذاب نہیں دے گا کہ وہ رحیم و کریم ہے۔ تو سوچ کہ پھر کیوں اللہ تعالیٰ ہزاروں لاکھوں بندوں کو بھوک اور بیماری کی مصیبت میں رکھتا ہے اور کوئی شخص بغیر بیج بوئے کھیتی کیوں نہیں کاٹ لیتا۔

حقیقت یہ ہے کہ جب تجھ پر دنیا کی حرص غالب ہوتی ہے تو ہزاروں حیلے اور مکر کرتا ہے تاکہ سیم و زر حاصل کرسکے اس وقت تو نہیں کہتا کہ خداوند تعالیٰ رحیم و کریم ہے وہ میری محنت

کے بغیر میرے کام کا بندوبست فرمادے گا۔

اے نفسِ امّارہ! خدا تجھے سمجھ دے یہاں تو کہے گا کہ سچ ہے کہ عمل کا بدلہ ملے گا لیکن مجھ میں محنت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ کیا تو یہ نہیں سمجھتا کہ تھوڑی محنت کرنا اس شخص پر بھی فرض ہے جو کڑی مشقت نہیں اٹھا سکتا تا کہ کل دوزخ کے عذاب سے نجات مل جائے کیونکہ کوئی شخص محنت اٹھائے بغیر رنج سے آزاد نہیں ہوگا۔ پس جب آج کے دن تو اس قدر محنت برداشت نہیں کرسکتا تو کل دوزخ کے عذاب' ذلت اور مردود و ملعون ہونے کی تاب کیونکر لائے گا؟۔

تیرا ناس ہو جائے تو مال و دولت حاصل کرنے کے لیے شدید محنت اور ذلت برداشت کررہا ہے اور صحت کی طلب کے لیے یہودی طبیب کے کہنے سے لذیذ چیزیں کھانا چھوڑ دیتا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ دوزخ کی آگ بیماری و محتاجی کی محنت سے کہیں زیادہ سخت اور آخرت کی مدت دنیا کی مدت سے کہیں زیادہ ہے۔

اے نفسِ امّارہ! خدا تجھے غارت کرے تو کہتا ہے کہ گناہ سے توبہ کر کے نیک عمل شروع کروں گا ہوسکتا ہے کہ توبہ کرنے سے پہلے ہی تیری موت یکا یک آجائے۔ اس وقت حسرت کے سوا اور کچھ تیرے ہاتھ نہیں آئے گا۔

اگر تیرا یہ خیال ہے کہ آج کے مقابلہ میں کل توبہ کرنا زیادہ آسان ہوگا۔ تو یہ بھی تیری نادانی ہے کیونکہ توبہ میں تو جتنی تاخیر کرے گا اتنا ہی توبہ کرنا تجھ پر دشوار ہوگا۔ جب موت نزدیک آئے گی تو یوں ہوگا کہ " جانور کو گھاٹی کے آخر میں پہنچتے وقت دانہ دیں تو اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا کہ ذبح سے کچھ دیر پہلے چارہ، دانہ اس کے لیے بیکار ہے"۔

اے نفسِ امّارہ! خدا تجھے سمجھ دے جان کہ جو شخص سمجھتا ہے کہ نورِ معرفت کی پناہ لیے بغیر موت کے بعد آتشِ شہوت اس کو نہیں جلائے گی اس کی مثال ایسی ہے کہ جبہ نہ پہنے اور سمجھے کہ خدا کے فضل و کرم سے اس کے جسم کو ٹھنڈ نہیں لگے گی۔ اور نادان یہ نہیں جانتا کہ اس کا

فضل یہ تھا کہ جب اس نے سردی کا موسم پیدا کیا تو تیری رہنمائی جبہ کی طرف فرمائی کہ موسم سرما میں جبہ پہنو گے تو سردی دور ہوگی فضل یہ نہیں ہے کہ بغیر جبہ کے سردی دور ہو جائے۔

اے نفسِ امّارہ! معصیت جو تجھ کو عذاب میں ڈالے گی اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا تیری نافرمانی کی وجہ سے عتاب ہوا۔ حالانکہ تو یہ بھی کہتا ہے کہ میرے گناہوں سے خداوند کریم عَزَّوَجَلَّ کا کیا نقصان۔

اے نادان سن! حق تعالیٰ آتشِ دوزخ تیرے باطن کی شہوتوں سے پیدا فرماتا ہے۔ جس طرح زہر اور بری چیزوں کے کھانے سے تیرے جسم میں بیماری پیدا ہوتی ہے اس کا سبب یہ تو نہیں ہوتا کہ طبیب تجھ سے ناراض ہو کر تیری بیماری کا سبب بن گیا۔

اے نفسِ امّارہ! تیرا بھلا ہو بے شک تو دنیا کی نعمتوں اور لذتوں میں مبتلا ہے اور دل سے ان کا فریفتہ (عاشق) ہے، اگر تو بہشت اور دوزخ پر ایمان نہیں لایا تو اب موت پر ایمان لے آ! کیونکہ یہ تمام عیش و آرام تجھ سے چھین لیے جائیں گے اور ان کی جدائی سے تو غمگین ہوگا، اس پر بھی اگر تیری خواہش ہے کہ ان کی دوستی دل میں مضبوط کرے، تو کرنے پر یاد رہے کہ جتنی ان کی دوستی دل میں مضبوط ہوگی اتنا ہی ان کی جدائی کا رنج زیادہ ہوگا۔

اے نفسِ امّارہ! تیرا برا ہو! اگر کوئی شخص قیمتی جوہر دے کر ٹوٹی ہوئی ٹھیکری لے گا تو اس پر ضرور تو ہنسے گا۔ پس یہ دنیا تو ایک ٹھیکری ہے اس کو یک بارگی ٹوٹ جانے والی سمجھ اور وہ گوہر جو گم ہوا ہے وہ پھر نہیں ملے گا اور اس کا عذاب اور اس کی حسرت باقی رہے گی۔

☆ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی آخر میں فرماتے ہیں: ''ہر ایک مسلمان کو چاہیے کہ اس طرح عتاب نفس پر کرتا رہے تا کہ تادیبِ نفس کا حق ادا ہو اور لازم ہے کہ پہلے خود کو نصیحت کرے اس کے بعد دوسرے کو نصیحت کی جائے۔''

(کیمیائے سعادت صفحہ نمبر 778 تا 780)

☆ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی محاسبۂ نفس کے بارے میں ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں: ''جولوگ تجارت کا کاروبار کرتے ہیں اور اسبابِ تجارت میں شریک ہوتے ہیں۔ان سب کی غرض حساب کے وقت یہ ہوتی ہے کہ کچھ نفع بچ رہے۔اور جس طرح کہ تاجر اپنے شریک سے مدد لیتا ہے اور مال اس کو سپرد کرتا ہے کہ تجارت کرے۔پھر اس سے حساب کیا کرتا ہے۔اسی طرح طریقِ آخرت میں تاجرِ عقل ہے اور اس کا نفع اور مطلب نفس کو پاک کرنا ہے کیونکہ فلاح اسی کے تزکیہ پر موقوف ہے۔

☆ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝۹ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝۱۰

ترجمۂ کنزالایمان: ''بے شک مراد کو پہنچا جس نے اسے ستھرا کیا، اور نامراد ہوا جس نے اسے معصیت میں چھپایا۔'' (پارہ30،سورۃالشمس، آیت9، 10)

اور نفس کا تزکیہ اعمالِ صالحہ سے ہوتا ہے اور عقل ایسی تجارت میں نفس سے مدد لیتی ہے یعنی اس کو ایسے کاموں میں لگاتی ہے جن سے اس کا تزکیہ ہو۔جیسے تاجر اپنے شریک، غلام، تجارت یا پیشہ سے مدد لیا کرتا ہے۔اور جس طرح کہ شریک سے تاجر فائدے کے باب میں مدعی بن کر اس بات کا محتاج ہوا کرتا ہے کہ پہلے کچھ شرطیں اس سے کر لے، پھر اس کا نگران حال رہے، پھر حساب سمجھا کرے، پھر عقاب یا عتاب کیا کرے، اسی طرح عقل بھی نفس سے ان باتوں کی محتاج ہے۔

محاسبۂ نفس کے رہنماء اصول:

(1) اس سے شرطیں کر لے کہ کچھ وظائف اس پر مقرر کر دے کہ ان کا پابند رہا کرے اور طریقِ فلاح اس کو بتا کر تاکید کر دے کہ اسی راستے پر چلے۔

(2) اس کی نگرانی سے ایک سیکنڈ غفلت نہ کرے۔اس لیے کہ اگر اس کو شترِ بے مہار چھوڑ دے تو اس سے بجز خیانت اور راس المال کے ضائع کر دینے کے اور کچھ نہ دیکھے گا۔

غلامِ خائن میدان خالی پا کر اگر مال پر اپنا قابو دیکھتا ہے تو ایسا ہی کرتا ہے۔

(3) پھر نگرانی کے بعد اس سے حساب لینا چاہیے اور شروط اور اقراروں کو پورا کرنا چاہئے۔ اس لیے کہ دنیا کی سوداگری جو پیسے کے نفع کی ہوتی ہے اس میں ذرہ ذرہ کا حساب ہوتا ہے اور یہ سوداگری تو وہ ہے جس کا نفع فردوسِ بریں، انبیاء اور شہداء (عَلَيْهِمُ السَّلَامُ) کے ساتھ انتہائے مقامات تک پہنچتا ہے۔ تو اس حساب کی رو سے بال کی کھال نکالنی اور نفس پر تنگ گیری بہت ضروری ہے۔ پھر دنیا کے منافع خواہ لاکھوں کے ہوں بالآخر جاتے رہتے ہیں تو ایسی خیر میں جسے دوام (ہمیشگی) نہ ہو کیا خیر ہے؟۔

اس سے وہ شر ہی اچھا ہے جو دائمی نہ ہو۔ کیوں کہ جب وہ جاتا رہے گا تو ہمیشہ کو خوشی ہوگی اور شر تو جاتا ہی رہے گا اور اگر خیر جاتی رہے گی تو خیر کی خیر گئی اور اس کا رنج ہمیشہ رہے گا۔ اس صورت میں ہر محتاج پر جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو واجب ہے کہ اپنے نفس کی حرکات اور سکنات اور خطرات کا حساب لینے سے کبھی بھی غفلت نہ کرے۔

اس لیے کہ عمرِ انسان میں جو سانسیں ہیں وہ ایک ایسا جوہر ہے کہ جس کا عوض نہیں ہے۔ اور اس سے ایک خزانہ ایسا خریدا جا سکتا ہے کہ جس کی دولت اَبَدُالْآبَاد تک تمام نہ ہو۔ پس ایسی سانسوں کا ضائع ہونا یا ایسی باتوں میں مصروف ہونا جو مُوجبِ ہلاکت ہوں نقصانِ عظیم کی بات ہے کہ کسی عاقل کا نفس اس کو نہ مانے گا۔

علی الصبح نفس کو نصیحت:

پس جب کوئی بندہ صبح کو اُٹھے اور صبح کی نماز پڑھ چکے تو ایک وقت اپنے دل کو نفس کی شرط کرنے کے لیے فارغ کرے جیسے کہ تاجر اسباب سپرد کرنے کے وقت اپنے شریک کارندے سے شرائط کے لیے تنہا بیٹھ جاتا ہے۔ دوسرے لوگوں کو اس مجلس میں نہیں آنے دیتا کہ شریک خوب ان شرائط کو سمجھ لے اور دوسری باتوں سے طبیعت منتشر نہ ہو۔

پھر نفس سے یوں کہے کہ "میرا راس المال یہی عمر ہے۔ جب یہ فنا ہو جائے گی تو اصل

ہی جاتی رہے گی۔ اور اس آج کے دن میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مہلت دی ہے اور میری موت میں تاخیر فرمائی ہے اور مجھ پر انعام کیا ہے۔ اگر بالفرض مجھ کو موت دیتا تو میں آخر یہی تمنا کرتا کہ ایک روز مجھ کو دنیا میں بھیج دے کہ میں عمل نیک کروں۔ تو تو یہی سمجھ لے کہ مرنے کے بعد یہاں واپس ہو کر اسی دن کے لیے آیا ہے۔

تو خبردار! اس دن کو ضائع نہ کرنا کہ ہر ایک سانس ایک جوہر بے بہا ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھ کہ دن رات میں چوبیس گھنٹے ہیں اور حدیث میں وارد ہے کہ بندے کے ہر روز و شب میں چوبیس خزانے ایک قطار میں پھیلائے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک خزانہ اس کے لیے کھول دیا جاتا ہے تو اس کو اپنے حسنات کے نور سے پر دیکھتا ہے اور یہ وہ حسنات ہوتی ہیں جو اس میں تھیں ان انوار کے دیکھنے سے جو بادشاہِ جبّار کے نزدیک اس کا وسیلہ ہیں اس کو وہ فرحت و سرور اور بشارت حاصل ہوتی ہے کہ اگر وہ سرور اہلِ دوزخ پر تقسیم کر دیا جائے تو اتنی خوشی ان کے حصے میں آئے کہ اس کی وجہ سے آگ کی تکلیف ان کو کچھ معلوم نہ ہو۔

اور جس وقت میں اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے۔ اس کا خزانہ کھولا جاتا ہے تو وہ سیاہ تاریک ہوتا ہے اس کی بدبو پھیلتی ہے اور اندھیری اس کو دبا لیتی ہے۔ اس خزانے کے دیکھنے سے اس کو اس طرح خوف و دہشت چھاتی ہے کہ وہ دہشت اگر اہلِ جنت کو تقسیم کر دی جائے تو ان کا آرام و چین ختم کر دے۔

ایک اور خزانہ اس کے لئے کھولا جائے گا تو وہ خالی ہوگا نہ اس میں خوشی اور نہ غم کی خبر ہوگی۔ یہ وہ گھڑی ہوتی ہے جس میں انسان سویا یا غافل رہا ہے یا اور مُباحاتِ دنیوی میں لگا رہا، اُس خزانے کے دیکھنے سے وہ حسرت کرتا ہے کہ کیوں خالی رہا۔ اور اس کو اس میں ایسا نقصان ہوتا ہے جیسے کسی کو بڑی سلطنت اور نفعِ کثیر کا نقصان بعدِ قدرت کے اپنی بے پرواہی سے ہو جائے، تو اس حسرت و غبن کا کیا ٹھکانہ ہے اتنی ہی کافی ہے۔ اسی طرح اس پر اس کی اوقات کے خزانے اس کی زندگی بھر کھولے جایا کرتے ہیں۔

اے عزیز! تو اپنے نفس کو یہ کہہ "اے نفسِ امّارہ! آج تو کوشش کرکے اپنے خزانے کو بھر لے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اس مال سے خالی رہ جائے جو مُوجب تیری سلطنت کا ہے اور سستی و کاہلی اور آرام طلبی کو کام میں مت لا۔ ورنہ درجاتِ عِلِّیِّین میں تجھ سے وہ بات فوت ہو کر دوسرے کو ملے گی۔ اور تجھے سوائے حسرت اور کچھ نہ ملے گا، ہمیشہ افسوس کرتا رہے گا۔ اور اگر جنت میں جائے گا تو غبن اور حسرت کی تکلیف برداشت نہ ہوگی، اگرچہ آگ کی تکلیف سے کم ہو۔

☆ بعض اکابرین کرام (رَحْمَةُ اللهِ تعالٰی عَلَيْهِمْ) فرماتے ہیں: "ہم نے مانا کہ گنہگار کی غلطی معاف ہو جائے گی مگر یہ بھی تو ہے کہ اس کو محسنوں (نیکوں) جیسا ثواب نہ ملے گا۔"

اس قول میں اشارہ افسوس اور حسرت کی طرف ہے۔

☆ اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے:

يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ

ترجمۂ کنزالایمان: "جس دن تمہیں اکٹھا کرے گا سب کے جمع ہونے کے دن، وہ دن ہے ہار والوں کی ہار کھلنے کا۔ (پارہ 28، سورۃ التغابن، آیت 9)

یہ وصیت تو نفس کے اوقات کے متعلق ہوئی۔

اعضاء کے متعلق نفس کو وصیت:

پھر اس کو نئے سرے سے وصیت ساتوں اعضاء کے باب میں یعنی آنکھ، کان، زبان، شکم، شرمگاہ، ہاتھ، پاؤں میں کرے اور ان اعضاء کو اس کے سپرد کر دے۔ کیونکہ یہ اعضاء اس تجارت میں بمنزلہ نفس کے خادموں کے ہیں۔ اور انہیں سے اس تجارت کے اعمال بھی تمام ہوتے ہیں۔ اور دوزخ کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لیے ایک جز تقسیم ہو جائے گا اور یہ دروازے اس شخص کیلئے متعین ہوں گے جو ان اعضاء سے اللہ تعالٰی کی نافرمانی کرے۔

پس ہر ایک مسلمان کو چاہئے کہ وہ نفس کو وصیت کرے کہ وہ ان اعضاء کو اللہ تبارک و

تعالٰی کی نافرمانی سے محفوظ رکھے۔ آنکھ کو غیر محرم کی طرف اور کسی مسلمان کے ستر کی طرف دیکھنے یا کسی مسلمان کو حقارت کی نظر سے بچائے۔ بلکہ ہر ایک فضول کام سے بچائے کہ جس کی ضرورت نہ ہو۔ کیوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں سے نظرِ فضول کے بارے پرسش کرے گا جیسا کہ کلامِ فضول کی پرسش کرے گا۔

پھر جب آنکھ کو اِن فضول چیزوں کی طرف دیکھنے سے روک لے تو ایسے اُمور میں لگائے جو تجارت کے ہوں اور ان میں نفع ملے اور یہ وہ اشیاء ہیں جن کے لیے آنکھ بنی ہے۔ یعنی چشمِ عبرت سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق کو دیکھنا، اقتداء کرنے کے لیے اچھے اعمال پر نظر ڈالنا، کتاب اللہ وحدیثِ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کو دیکھنا اور نصیحت و اِستِفادہ کے لیے کُتُبِ حکمت کا مطالعہ کرنا وغیرہ سب اچھے اعمال کی تفصیل سے ہیں۔ اسی طرح بندۂ مومن اپنے نفس کو ہر عضو کے باب میں نصیحت کرے۔

خصوصاً زبان وشکم کے باب میں تاکید زیادہ کرے۔ اس لئے کہ زبان سرشت کی رو سے چلی جاتی ہے اور ہلنے میں اس کو کوئی مشقت معلوم نہیں ہوتی مگر اس کی غلطیاں مثلِ غیبت، جھوٹ، چغلی، اپنے نفس کو صاف بنانا، دوسروں کو برا کہنا، کھانوں کی مذمت کرنا، دشمنوں پر لعنت و بددعا کرنا اور کلام میں خصومت کرنا وغیرہ بہت خراب ہیں۔

پس زبان ان آفات کے درپے رہتی ہے باوجود یہ کہ پیدا اس لئے ہوئی ہے کہ ذکر کرے اور لوگوں کو ذکر کی نصیحت کرے، علمی بحث و تعلیم، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندوں کو سیدھا راستہ بتانے اور آپس میں دو اشخاص کے درمیان بگاڑ کو درست کرنے میں مصروف رہے۔

تو بندۂ مومن کو چاہئے وہ نفس سے شرط کرے کہ بجز ذکر کے زبان کو نہ ہلائے۔ کیونکہ ایماندار کی گفتگو ذکر ہی ہوتی ہے اور اس کی نظر عبرت کے لیے اور سکوت فکر کے لیے ہوتا ہے۔

☆ علاوہ ازیں اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ﴿۱۸﴾

ترجمۂ کنز الایمان: ''کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک

محافظ تیار نہ بیٹھا ہو۔" (پارہ 26، سورۃ ق، آیت 18)

توسوائے ذکر کے سکوت ہی مناسب ہے۔ اور بندۂ مومن کو چاہئے وہ شکم کو بزور اس بات پر لائے کہ وہ حرص چھوڑ دے اور حلال روزی سے تھوڑا کھانے کا عادی ہو۔ شک کی چیزوں سے اِحتِرَاز کرے اور شہوات سے اس کو روک کر مقدار ضرورت پر اکتفا کرے اور اپنے نفس پر یہ شرط بھی لگائے کہ اگر ان باتوں میں سے کسی کے خلاف کرے گا تو تجھے یہ سزا دوں گا کہ شکم کی شہوات سے بالکل روک دوں گا۔ تاکہ جتنا اپنی شہوات کے باعث اس نے حاصل کیا ہو اس سے زیادہ جاتا رہے۔

ہر بندۂ مومن اسی طرح نفس پر تمام اعضاء کے باب میں شرط کرے۔ پھر اعضاء کے باب میں وصیت کرنے کے بعد نفس کو ان طاعات کی وصیت کرے جو دن رات میں کئی بار ہوتی ہیں۔

پھر نوافل کے باب میں وصیت کرے جن پر نفس قادر ہے۔ اور ان نوافل کی تفصیل اور کیفیت اور ان کے اسباب سے آمادگی کی کیفیت تمام مرتب کر دے۔

اہم بات: یاد رکھو یہ شرائط ایسی ہیں کہ ان کی ضرورت ہر دن ہوا کرتی ہے۔ مگر انسان جب ان کا چند دن عادی رہتا ہے اور نفس ان سب شرائط کے پورا کرنے میں پیروی کرتا ہے تو پھر بار بار شرط کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

ہاں اگر بعض شرائط میں اطاعت کرتا ہے تو نئے سرے سے شرائط طے کرنے کی ضرورت باقی ہے۔ اور موت تک کوئی دن ایسا نہیں ہوتا جس میں ایک نئی مُہم اور نیا واقعہ نہ ہوتا ہو اور اس کا حکم الگ اور اللہ تعالیٰ کا حق اس میں نئے طور کا نہ ہوتا ہو اور یہ بات دنیا کے اعمال میں مشغول ہونے والوں کو اکثر ہو جایا کرتی ہے۔

مثلاً حکومت و تجارت اور تعلیم میں کم کوئی دن ہوتا ہوگا جس میں کوئی نیا معاملہ نہ ہوتا ہو اور اس میں اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کی ضرورت نہ پڑتی ہو، تو اس لیے نفس سے یہ شرائط بھی کرے کہ ایسے معاملات میں مستقیم رہے۔ اور امرِ حق کی اطاعت کرے، نیز بے کار

رہنے کے انجام سے نفس کو ڈرائے اور اس کو نصیحت اسی طرح کرے جیسے بھاگے ہوئے سرکش انسان کو نصیحت کی جاتی ہے۔

کیونکہ نفس طبع کی رو سے طاعات سے سرکشی اور عبودیت سے مُنْحَرِف ہونے کو چاہتا ہے مگر نصیحت اس میں تاثیر کر جاتی ہے۔

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾

(پارہ 27، سورۃ الذّٰریٰت، آیت 55)

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔''

(احیاء العلوم جلد 4، صفحہ 730 تا 733)

{4} غفلت برتنے پر نفس کو سزا دینا:

نفسِ اَمَّارَہ کو مغلوب کرنے کے طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نفس جب اطاعت میں غفلت برتے اور مَعاصِی پر جری ہو تو اس کو غفلت پر سزا دی جائے تاکہ آئندہ وہ ان اُمور کی جرأت نہ کر سکے۔

☆ امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی ''اِحیاءُ العلوم'' میں نفس کے غفلت برتنے پر اس کو سزا دینے کے بارے میں کچھ یوں رقم فرماتے ہیں: ''جب سالِک اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور وہ اِرتکابِ گناہ اور قصور سے سالم نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے حقوق میں اس کی سستی ثابت ہو تو چاہیے کہ اسے مہلت نہ دے۔ اس لیے کہ مہلت دے گا تو گناہوں کا کرنا اس پر آسان ہوگا اور مَعاصِی سے اس کو ایسا اُنس ہوگا کہ پھر باز آنا دشوار ہوگا اور یہی امر اس کی تباہی کا موجب ہو جائے گا۔ بلکہ یوں چاہیے کہ ایسی صورت میں اس کو سزا دے۔ مثلاً اگر اِقتضائے شہوت سے کوئی لقمہ مشکوک کھالے تو اسے بھوک کی سزا دے۔

☆ اگر غیر محرم کو دیکھا ہو تو آنکھ کی سزا یہ مقرر کرے کہ کچھ نہ دیکھنے دے۔

اسی طرح ہر ہر عضو کی سزا یہی دے کہ جس چیز کی طرف اس کی رغبت ہو اس سے اس کو روک دے کیونکہ سالکین اَسلاف کا دستور یونہی تھا۔"

(احیاء العلوم باب المراقبہ والمحاسبہ جلد 4، صفحہ 257)

☆ سیدی اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت فرماتے ہیں۔ "عقل و نقل اور تجربہ سب شاہد ہیں کہ **نفسِ اَمَّارہ** کی باگ کھینچیے دبتا ہے اور جس قدر ڈھیل دیجئے زیادہ پاؤں پھیلا تا ہے۔" (فتاوی رضویہ جلد نمبر 12، صفحہ 469)

ہمارے بزرگانِ دین عَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃ کا یہ عمل رہا کہ جب کبھی نفس نے کوئی غفلت برتی تو اسکو کڑی سزا دیا کرتے تھے چنانچہ اب ہم کچھ روایات و حکایات بیان کرتے ہیں کہ ہمارے اسلاف عَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃ غفلت برتنے پر اپنے نفس کو کس طرح سزا دیا کرتے تھے۔

باغ کو صدقہ کر دیا:

☆ حضرت ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حال میں مروی ہے: "ایک دن جب ان کو نماز میں پرندہ کا خیال ہوا تو اپنا باغ صدقہ کر دیا یعنی اس فعل کی اتنی ندامت ہوئی کہ باغ صدقہ کر ڈالا اِس توقع پر کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اور دے دے گا۔"

(احیاء العلوم باب المحاسبہ والمراقبہ جلد 4، صفحہ 749)

ننگے بدن کنکروں پر:

☆ حضرت طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: "ایک شخص ایک دن چلا اور اپنے کپڑے اتار کر دھوپ کے دنوں میں کنکروں پر خوب لوٹا اور اپنے نفس سے کہتا تھا: "اے رات کے مردار اور دن کے بیکار! لے مزا چکھ آتشِ جہنم میں اس سے بھی زیادہ حرارت میں ہے۔"

اسی دوران اسکی نظر حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ پر پڑی، آپ صَلَّی

اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ اس وقت ایک درخت کے سائے تلے تشریف فرما تھے۔ وہ شخص آپ صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''میرا نفس مجھ پر غالب ہو گیا ہے۔''

آپ صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے ارشاد فرمایا: ''جو علاج تو نے کیا اس کے سوا کیا اور کوئی تدبیر نہ تھی۔ آگاہ ہو جاؤ کہ تیرے لئے آسمان کے دروازے کھولے گئے اور اللہ تعالیٰ نے تیرے سبب سے فرشتوں پر فخر کیا۔''

پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنْھُمْ کو فرمایا: ''اپنے اس بھائی سے کچھ توشہ لے لو۔''

تو لوگوں نے ہر طرف سے اس کو کہنا شروع کیا: ''حضرت! ہمارے لئے بھی دعا کرنا''۔

حضور اکرم رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''ان سب کیلئے دعا کرو''۔

اس نے کہا کہ ''الٰہی عَزَّوَجَلَّ! تقویٰ ان کا ٹھکانا بنا۔''

سر اوپر نہ اٹھاؤں گا:

☆ مروی ہے کہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنْہُ نے ایک دفعہ سر چھت کی طرف اٹھایا تو ایک عورت پر نگاہ پڑی۔ آپ نے اپنے نفس پر لازم کر لیا کہ ''جب تک دنیا میں رہوں گا اپنا سر اوپر کی طرف نہ اٹھاؤں گا۔''

ایک لاکھ درہم کی زمین صدقہ کر دی:

☆ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنْہُ کو جب عصر کی نماز جماعت سے نہ ملی تو نفس پر یہ سزا کی کہ ایک زمین جسکی قیمت ایک لاکھ درہم تھی صدقہ کر دی۔

دو غلام آزاد کر دیئے:

☆ حضرت ابنِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا دستور تھا کہ جب آپ سے جماعت فوت ہو جاتی تو اس رات میں بیدار رہتے۔ایک دفعہ نمازِ مغرب میں اتنی دیر ہوئی کہ دو ستارے نکل آئے۔تو آپ نے دو غلام آزاد کر دیئے۔

آنکھ پر ضرب:

☆ حضرتِ غزوان اور حضرت ابو موسیٰ عَلَیْہِمَا الرَّحْمَۃُ ایک ساتھ کسی جہاد میں تھے۔ایک عورت سامنے ہوئی تو حضرتِ غزوان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے اس کی طرف دیکھا۔پھر اپنا ہاتھ آنکھ پر اس زور سے مارا کہ ورم ہو گیا اور فرمایا: ''تو اسے دیکھتی ہے جو تیرے لئے مُضِر ہے۔

ٹھنڈے پانی پر پابندی:

☆ کسی نے عورت کی طرف ایک نظر ڈالی تو اس کے کفارے میں اپنے نفس پر اِلتزام کر لیا کہ ''ٹھنڈا پانی عمر بھر نہ پیوں گا''۔پھر ہمیشہ گرم پانی پیا کرتے کہ نفس پر عیش تلخ رہے،

سال بھر روزے:

☆ حضرتِ حسان بن سنان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان ایک دریچے سے گزرے تو پوچھا: ''یہ کب بنا ہے؟''۔پھر اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''فضول سوال کیوں کرتا ہے؟ تیری سزا یہ ہے کہ سال بھر روزہ رکھوں گا۔پھر سال بھر کے روزے رکھے۔''

ایک سال تک زمین پر کمر نہ لگاؤں گا:

☆ مالک بن ضیغم کہتے ہیں: ''ایک دن رباح قیسی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ میرے والد صاحب کو ملنے کے لئے بعدِ عصر آئے۔ان کے اِستِفسار پر ہم نے کہا: ''وہ سو رہے ہیں۔''

انہوں نے فرمایا: ''یہ وقت سونے کا ہے؟''

یہ کہہ کر چلے گئے۔ہم نے ان کے پیچھے ایک آدمی بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ''اگر آپ کہیں تو والد صاحب کو جگا دیں؟''۔

وہ آدمی پھر آیا اور کہا: ''وہ اور شغل میں تھے میری بات سمجھنے کی ان کو فرصت نہ تھی۔ کیونکہ میں نے دیکھا کہ وہ قبرستان میں گئے اور اپنے نفس پر عتاب کیا اور کہا: ''تو نے یہ کیوں کہا کہ کیا یہ سونے کا وقت ہے؟ کیا تیرے ذمہ یہ کہنا واجب تھا۔ جس وقت آدمی چاہے سورہے تو کون ہے اور تو کیا جانے کہ یہ سونے کا وقت ہے یا نہیں۔ تو نے ایسی بات کیوں کہی جو تو نہیں جانتا۔

اے نفسِ امّارہ! خبردار! میں اللہ تعالیٰ سے پکا عہد کرتا ہوں اور اسے کبھی نہیں توڑوں گا کہ تجھے سونے کے لئے ایک سال تک زمین پر کمر نہ لگانے دوں گا بشرطیکہ کوئی مرض حائل نہ ہو اور عقل میں فتور نہ آئے۔

اے نفسِ امّارہ! تجھے شرم نہیں آتی کب تک تو اوروں کو جھڑکے گا اور اپنی گمراہی سے باز نہ آئے گا''۔

یہ کہتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے اور ان کو خبر نہ تھی کہ میں بھی وہاں ہوں۔ جب میں نے ان کا یہ حال دیکھا تو ان کو اسی کیفیت میں چھوڑ کر واپس آ گیا''۔

سال بھر شب بیداری:

☆ حضرتِ تمیم داری رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ ایک رات سو گئے اور تہجد کیلئے نہ اٹھے۔ اس خطا کے بدلے نفس کو یہ سزا دی کہ سال تک شب بیداری کی۔

ہاتھ آگ میں رکھ دیا کہ جل کر کباب ہو گیا:

☆ حضرتِ منصور بن ابراہیم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَدِیْر کے احوال میں ہے کہ ''انہوں نے ایک دن ایک عورت سے باتیں کیں اور رفتہ رفتہ اپنا ہاتھ اس کی ران پر رکھ دیا پھر نادم ہو کر وہی ہاتھ آگ پر رکھ دیا کہ جل کر کباب ہو گیا''۔

پاؤں کٹ کر گر گیا مگر......:

☆ بنی اسرائیل میں ایک راہب (رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ) تھے وہ اپنے عبادت خانہ میں عبادت کرتے اسی طرح ایک مدت تک رہا۔ ایک دن باہر کی طرف جھانکا تو ایک عورت کو دیکھ کر اس پر عاشق ہو گئے۔ فاسد ارادہ دل میں آیا اور اپنا پاؤں باہر نکالا تا کہ عبادت خانہ سے نکل کر اس کے پاس جاؤں۔ اسی وقت رحمتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ ان کی مُعین (مددگار) ہوئی اور وہ اپنے دل میں کہنے لگے "یہ میں کیا حرکات کر رہا ہوں؟"

اس کے بعد ان کا نفس خائف ہوا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو گناہ سے بچا لیا۔ پھر وہ اپنے کئے پر نادم ہوئے جب چاہا کہ پاؤں عبادت خانہ میں داخل کریں تو کہا: "یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو پاؤں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے لیے باہر نکلا تھا وہ میرے ساتھ عبادت خانہ میں آئے بخدا! یہ کبھی نہ ہوگا۔"

یہ کہہ کر پاؤں کو باہر ہی لٹکا رہنے دیا بارش، برف، ہوا اور دھوپ سے وہ پاؤں کٹ کر گر پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور ان کا ذکر اپنی بعض کتبِ آسمانی میں فرمایا۔

کپڑوں سمیت غسل:

☆ حضرتِ جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِیْ نے فرمایا: ابن قریبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: "ایک رات مجھے حاجتِ غسل ہوئی اور سردی کی رات تھی۔ میں نے دیکھا کہ میرا نفس نہانے سے سستی کرتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ اتنا ٹھہر جاؤں کہ صبح ہو جائے اور پانی گرم کر لوں یا حمام میں نہاؤں اور نفس پر مشقت نہ ڈالوں۔"

میں نے کہا: "کیا خوب میں نے تمام عمر اللہ تعالیٰ کا کام کیا تو اس کا میرے اوپر حق واجب ہے۔ کیا وہ جلدی کرنے میں نہ ملے گا تو توقف اور تاخیر میں مل جائے گا۔ قسم ہے کہ میں اسی گدڑی سمیت نہاؤں گا اور اسے بدن سے نہیں اتاروں گا، نہ اسے نچوڑوں گا اور نہ

ہی دھوپ میں سوکھاؤں گا۔"

غلام آزاد کردیا:

☆ حضرتِ ابن ابی ربیعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی فجر کی دو سنتیں قضاء ہو گئیں تو آپ نے ایک غلام کو آزاد کردیا۔

سال بھر روزے، پیادہ حج، تمام مال صدقہ:

☆ بعض اکابر اپنے نفس پر سال بھر کے روزے یا پیادہ حج کرنا یا تمام مال کو صدقہ کردینا مقرر کرلیتے تھے۔ اور یہ امور صرف نفس کی ہدایت کے لئے کرتے تھے اور وہ کام اختیار کرتے کہ جس میں اس کی نجات ہو۔

(احیاء العلوم باب المراقبہ و المحاسبہ جلد4، صفحہ752تا763)

{5} مدنی فیس لے کر خواہش نفس کو پورا کرنا

نفس کو مغلوب کرنے کے طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نفس اگر کوئی جائز خواہش کرے تو اسکی خواہش کو مدنی فیس لے کر پورا کیا جائے۔

مثلاً نفس یہ مطالبہ کرے کہ "آج شربت پیا جائے"۔ تو نفس کو مخاطب کر کے کہئے: "میں تمھاری یہ خواہش پوری کرونگا مگر شرط یہ ہے کہ تم 50 مرتبہ درودِ پاک پڑھو"۔

اس طرح ہر جائز خواہش پوری کرنے سے قبل اس سے مدنی فیس لی جائے تو بھی اِن شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نفس مغلوب ہو گا اور اس پر عبادت کا بوجھ بھی ڈالا جائے تاکہ وہ **نفسِ اَمّارہ** سے نفس لَوَّامہ اور پھر مُطْمَئِنَّہ بن جائے اور بروزِ قیامت اسکو **یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ** کے خطاب سے مخاطب کیا جائے۔

لیکن یہاں پر یہ بھی دھیان رہے۔ ہوسکتا ہے کبھی ایسا ہو کہ نفس نے خواہش ظاہر کی اور آپ نے اس سے مدنی فیس کا مطالبہ کیا لیکن نفس نے یوں چکر دینے کی کوشش کی کہ "میری یہ خواہش پوری کردو بعد میں مَیں تمھارا مطالبہ پورا کردونگا"۔ تو نفس کے اس داؤ سے خود کو بچانا بے حد اہم ہے ورنہ نفس اپنی خواہش پوری کروا کے اپنے وعدے سے مکر جائے گا۔ (نوٹ: یادرہے فیس

لینے کا یہ معاملہ جائز خواہشات میں کیا جائے نہ کہ ناجائز خواہشات میں)

بزرگان دین رَحْمَۃُ اللہِ تعالی عَلَیْہِمْ کا بھی یہ طریقہ رہا ہے کہ جب نفس نے کوئی خواہش کی تو بزرگان دین اس سے مدنی فیس کا مطالبہ کرتے۔ چنانچہ

☆ شیخ فریدالدین عطار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار اپنی تصنیف ''تذکرۃ الاولیاء'' میں تحریر فرماتے ہیں: ''حضرت ذوالنون مصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی 10 سال تک شدید خواہشات کے باوجود نفس کو لذیذ کھانا کھانے سے روکتے رہے، ایک مرتبہ عید کی رات نفس نے پھر مطالبہ کیا کہ اسکی خواہش کو پورا کیا جائے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے اپنے نفس کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ''اگر تو دو رکعت میں مکمل قرآنِ پاک ختم کرے تو میں تیری خواہش پوری کر دوں گا۔''

نفس آپ کی شرط کو پورا کرنے پر رضا مند ہو گیا۔ پھر جب آپ دو رکعتوں میں مکمل قرآنِ پاک ختم کر کے نماز سے فارغ ہوئے تو لذیذ کھانا منگوایا لیکن پہلا لقمہ توڑتے ہی ہاتھ کھینچ لیا اور دوبارہ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ کے خادموں نے کھانا چھوڑنے کی وجہ دریافت کی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے ارشاد فرمایا: ''جب میں نے لقمہ توڑا تو نفس نے خوش ہو کر کہا: ''آج دس برس کے بعد میری خواہش آخر کار پوری ہو ہی گئی۔''

مجھے نفس کا خوش ہونا پسند نہ آیا اور میں نے لقمہ رکھ دیا اور نفس سے مخاطب ہو کر کہا: ''جا تیری یہ خواہش ہرگز پوری نہ ہو گی۔''

تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک شخص عمدہ کھانا لئے حاضر ہو گیا اور عرض کی: ''حضور! میں ایک غریب شخص ہوں آج صبح میں نے اپنے بچوں کے لئے عمدہ کھانا تیار کروایا اور سو گیا خواب میں شَفِیعِ مَحْشَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کی زیارت سے فیضیاب ہوا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تو میدانِ محشر میں مجھ سے ملاقات کی خواہش رکھتا ہے تو یہ کھانا جا کر ذُوالنُّون کو دے آ، اور میری طرف سے اسکو یہ پیغام دو کہ وقتی طور پر اپنے نفس سے صلح کر کے ایک دو لقمے چکھ لو۔''

حضرت ذوالنون مصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے یہ سن کر فرمایا: ''غلام کو اس حکم کی

تکمیل میں کیا دریغ ہوسکتا ہے۔''
پھر آپ نے تھوڑا سا کھانا چکھ لیا''۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ 74)

☆ ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''ایک آدمی جنگل میں کہیں جا رہا تھا ایک کونے میں سخت لہجے سے گفتگو سنائی دی ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی کسی سے لڑ رہا ہے۔ اس جانب وہ شخص پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ صرف ایک بزرگ سفید ریش نہایت ضعیف و نحیف چٹائی پر موجود ہیں اور کوئی دوسرا نظر نہ آیا۔ اس شخص نے بزرگ سے ماجرا پوچھا؟ تو انہوں نے فرمایا: ''میں اپنے نفس کی شرارت پر اسے کوس رہا ہوں۔ یہ مجھ سے ٹھنڈا پانی مانگ رہا ہے اور میں اس سے کہتا ہوں'' جب تک ایک ہزار دوگانہ ختم نہ ہوگا ٹھنڈے پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ ملے گا'' اس پر نفس روتا ہے اور میں اسے کوستا ہوں''

(الحقائق فی الحدائق جلد 6، صفحہ 397)

{6} اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کرتے رہنا

نفس کو مغلوب کرنے کا سب سے بڑا اور اہم ذریعہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کرنا ہے۔ کیونکہ کوئی بھی کام اللہ عَزَّوَجَلَّ کی توفیقِ رفیق کے بغیر ناممکن ہے۔ اور نفس کو مغلوب کرنا ایک ایسا کٹھن عمل ہے کہ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مدد و نصرت شامل نہ ہوئی تو کوئی شخص کتنے ہی مجاہدات کیوں نہ کرلے اسکا نفس مغلوب نہ ہو سکے گا۔ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ نے بھی نفس کو مغلوب کرنے کے لئے دعا کی تلقین ارشاد فرمائی۔

☆ چنانچہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ نے ایک شخص کو یہ دعا مانگنے کی تلقین فرمائی:

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ نَفْسًابِکَ مُطْمَئِنَّۃً تُؤْمِنُ بِلِقَائِکَ وَتَرْضٰی بِقَضَائِکَ وَتَقْنَعُ بِعَطَائِکَ۔''

یعنی: ''اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) میں تجھ سے ایسے نفسِ مُطْمَئِنَّہ کا سوال کرتا ہوں جو تیری ملاقات پر ایمان رکھتا ہو اور تیرے فیصلہ پر راضی ہو اور تیری عطاء پر قناعت اختیار کرنے

والا ہو۔" (المعجم الکبیر للطبرانی، جلد8، صفحہ99، حدیث 7490)

☆ حضرت ابوبکر صیدلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا ارشاد ہے: "اِعانتِ خداوندی کے بغیر کوئی بھی شخص نفس سے رہائی حاصل نہیں کرسکتا۔" (تذکرۃ الاولیاء صفحہ 383)

☆ سیدی اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ ربِّ العِزَّت اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کی بارگاہ میں فریاد کرتے ہیں:

1 اللہ اللہ کے نبی سے فریاد ہے نفس کی بدی سے

تشریح: "اللہ تعالیٰ اور اسکے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کی بارگاہ میں نفس کی شرارت اور سرکشی کے متعلق فریاد ہے۔"

2 دن بھر کھیلوں میں خاک اڑائی لاج آئی نہ ذروں کی ہنسی سے

تشریح: "دن بھر کھیل کود میں بیکار اور فضول کام کیئے۔ ذروں کے ہنسنے سے بھی لحاظ نہ آیا کہ وہ میری اس فضول زندگی پر مذاق اڑا رہے ہیں اور گویا کہتے ہیں کہ ہم ذرہ بمقدار ہو کر یادِ الٰہی میں مشغول ہیں اور تو حضرتِ انسان خلافت کا حامل ہو کر بیکار و فضول وقت گزار رہا ہے۔"

3 شب بھر سونے ہی سے غرض تھی تاروں نے ہزار دانت پیسے

تشریح: "اے نفس! ساری رات تو نے غفلت کی نیند میں گزار دی اگرچہ تیری اس غلط کاری پر ستاروں نے بہت سخت غصہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھائیں صحت وعافیت اور فراغت بھی حاصل ہے پھر بھی تو اے غافل نفس! اپنے مالک کو یاد نہیں کرتا۔ تجھے غفلت نے اتنا غرہ کیا ہے کہ تو نے لمحہ بھر بھی اٹھ کر اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کو یاد نہ کیا تیرا یہ غفلت سے سونا تجھے نقصان دے گا۔ اٹھ کھڑا ہو نیند کے اوقات آگے بہت پڑے ہیں۔"

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سائے تلے حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سائے تلے

4 ایمان پہ موت بہتر او نفس تیری ناپاک زندگی سے

تشریح: "اے نفس کمینے! موت ایمان پہ نصیب ہو یہ تیری اس ناپاک زندگی سے بہتر ہے۔"

5 اوشہد نمائے زہردر جام گم جاؤں کدھر تیری بدی سے

تشریح: ”ارے نفس کمینے! پیالہ میں زہر ڈال کر شہد دکھانے والے۔ تیری شرارت سے کہاں غائب ہوجاؤں۔“

6 گھرے پیارے پرانے دل سوز گزرا میں تیری دوستی سے

تشریح : ”میں تیری دوستی کے راستہ سے گزرا ہوں مجھے معلوم ہے کہ تیرے جیسا شرارتی فسادی اور کوئی نہیں لہذا مجھ سے دور رہ۔“

☆ شیخ سعدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”نفس بہت ہی بڑا فریبی ہے اس سے نرمی کی جائے تو اکڑتا ہے حد سے بڑھ کر نقصان پہنچاتا ہے، نہ صرف دنیاوی بلکہ اخروی حتی کہ دولتِ ایمان سے محروم کردینے تک نہیں چھوڑتا۔ اگر اس پر سختی کی جائے تو غلامِ بے دام بن جاتا ہے۔ اپنے دامِ تزویر (مکر کے جال) میں اس نے بڑوں بڑوں کو پھنسایا۔ بلعم باعوراس کی خباثت سے نہ صرف ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھا بلکہ قیامت میں کتے کی کھال پہن کر دوزخ میں جائیگا۔“

☆ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

نہنگ و اژدہا و شیرِ نر مارا تو کیامارا
بڑے موذی کو مارا نفسِ اَمارہ گر مارا

7 تجھ سے جو اٹھائے میں نے صدمے ایسے نہ ملے کبھی کسی سے

تشریح: ”اے نفس کمینے! تجھ سے جو میں نے صدمے اٹھائے ہیں ایسے صدمے مجھے تیرے سوا کسی سے نہیں پہنچے۔“

نفس وشیطان دونوں انسان کے سخت دشمن ہیں دوستی کا دم بھر کر انسان کو تباہ و برباد کر ڈالتے ہیں۔ اور چالاک ایسے کہ کوئی بھی ان کی مکاری وعیاری سے نہیں بچ سکتا۔

8 اف رے خود کام بے مروت پڑتا ہے کام آدمی سے

تشریح: ”آہ رے نفس کمینے! تُوتو مطلب کا یار اور پرلے درجے کا غدار ہے۔ کام تو کسی عقلمند باشعور سے پڑتا ہے۔ لیکن تُوتو لاشعور اور پرلے درجہ کا بے عقل ہے۔ تیرے جیسے فریبی سے واسطہ پڑ گیا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تیرے مکروفریب سے بچائے۔“

9 تو نے ہی کیا خدا سے نادم تو نے ہی کیا خجل نبی سے

تشریح: ”تو نے ہمیں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے شرمندہ کیا اور تو نے ہی ہمیں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کے سامنے رسوا کیا۔“

قیامت میں برائیوں سے سزا ہوگی (ہاں اللہ اپنے فضل وکرم سے معاف فرمادے تو اور بات ہے) تو اس سے بڑھ کر انسان کے لئے اور سزا کیا ہوگی کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے سامنے شرم ساری اور نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کے ہاں رسوائی اٹھانی پڑے گی۔

10 کیسے آقا کا حکم ٹالا! ہم مر مٹے تیری خودسری سے

تشریح: ”ہم نے کیسے محسن آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کا حکم ٹالا۔ انکے فرمان پر نہ چل سکے (اے نفس!) ہم تو تیری شرارت اور سرکشی سے تباہ و برباد ہوئے۔“

11 آتی نہ تھی جب بدی بھی تجھ کو ہم جانتے ہیں تجھے جبھی سے

تشریح: ”اے نفس! تجھے شرارت کا علم تک نہ تھا ہم اس وقت سے تیری شرارت کو جانتے ہیں۔“

12 حد کے ظالم ستم کے کٹرا پتھر شرمائیں تیرے جی سے

تشریح: ”اے ظالم و ظلم کرنے میں سخت دل! تیرے جی سے تو پتھر بھی شرماتے ہیں۔“

13 ہم خاک میں مل چکے ہیں کب کے نکلا نہ غبار تیرے جی سے

تشریح: ”ہم تو کب کے خاک میں مل چکے اور ذلیل وخوار ہو چکے۔ لیکن تیرے دل

سے تا حال غبار نہ گیا یعنی تو اپنی دشمنی میں تا حال جوں کا توں ہے۔''

14 اے ظالم میں نبا ہوں تجھ سے اللہ بچائے اس گھڑی سے

تشریح: اے ظالم نفس! میں تیرے ساتھ موافقت کر کے زندگی بسر کروں ایسا ہر گز نہ ہوگا۔ بلکہ دعا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس گھڑی سے بچائے جس میں تیرے ساتھ نباہ کا تصور ہو۔ یہ انتہائی منزل ہے کہ نفس سے لمحہ بھر بھی موافقت نہ کرے بلکہ کاملین فرماتے ہیں: ''نفس کو مار ڈالنے ہی میں نجات ہے۔''

15 جو تم کو نہ جانتا ہو حضرت چالیں چلئے اس اجنبی سے

تشریح: ''اے نفس! اس بے خبر اجنبی کو اپنے مکر و فریب دکھا کہ جو تمہارے حالات نہ جانتا ہو۔ اور ہم تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تیرے مکر و فریب کو خوب جانتے ہیں۔''

16 اللہ کے سامنے وہ گن تھے یاروں میں کیسے متقی سے

تشریح: ''تیرے تمام کرتوت اور برے کردار تو اللہ تعالیٰ کے سامنے ہیں وہ تیرے تمام حالات سے باخبر ہے، لیکن تو بزعم خویش دوستوں کے سامنے کیسے متقی اور پرہیزگاروں جیسے بنے پھرتے ہو۔ تیری اس چال سے تو نجات مشکل ہے جب تک کہ تو اپنے مالکِ کریم عَزَّوَجَلَّ کے مخلص بندے نہ بن جاؤ۔''

17 رہزن نے لوٹ لی کمائی فریاد ہے خضرِ ہاشمی سے

تشریح: ''لیٹرے نفس نے تمام کمائی لوٹ لی اسکی فریاد بارگاہ حبیب خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ میں ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ ہی اس لٹیرے ڈاکو سے بچائیں گے کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ ہی ہر طرح کی فریادرسی فرماتے ہیں۔''

18 اللہ کنوئیں میں خود گرا ہوں اپنی نالش کروں تجھی سے

تشریح: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں گناہوں کے کنوئیں میں خود گرا ہوں اپنی شکایت میں

تیری بارگاہ میں خود ہی پیش کر رہا ہوں۔تو بڑا کریم (عَزَّوَجَلَّ) ہے۔تُو تو اِعتراف کرنے کے بغیر ہی بخش دیتا ہے اور جو اِعتراف کرلے اسکے لئے تو تیرے کرم کو اور جوش آجاتا ہے۔"

19 ہیں پشت پناہِ غوثِ اعظم کیوں ڈرتے ہو تم رضاؔ کسی سے

تشریح: "ہمارے وسیلہِ جلیلہ تو حضور غوثِ اعظم سیّدُنا شیخ عبدالقادر جیلانی رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عَنہُ ہیں،تو پھر اے رضاؔ ڈر کا ہے کا؟ نفسِ اَمّارہ ہو یا کوئی اور آپ رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عَنہُ ہی ہماری مدد فرمائیں گے۔"

(نوٹ: مذکور تمام تشریحات "الحقائق فی الحدائق" جلد ۶،تصنیف "حضرتِ علامہ مولانا فیض احمد اویسی" مدظلہ العالی سے لی گئی ہیں۔)

دعا

ہو سکے تو اس دعا کو اپنا وظیفہ بنالیں اور اشک بہا بہا کر یوں گریہ وزاری کریں:

''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے یہ توفیق مرحمت فرما کہ نفسانی وشیطانی خواہشات کو ٹھوکر مار کر تیری اطاعت وفرمانبرداری میں مشغول ہو جاؤں۔

اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تجھے تیرے ان پاک باز بندوں کا واسطہ کہ جنہوں نے اپنے دلوں کو تیری یاد کے غم کی برکت سے پاک کر لیا میرے دل کو اپنے غیر سے ہٹالے تاکہ کوئی سانس تیری یاد کے سوا نہ لے سکوں۔

اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تجھے گوشہ نشین عابدوں کا واسطہ کہ جو ہر وقت تیری عبادت میں مگن رہتے ہیں، اِس گناہوں کے بیمار کو بھی رات دن تیری عبادت میں مشغول رہنے کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تجھے اہل معرفت عارفوں کا واسطہ کہ جو اپنے دل کو عصیاں (گناہ) کے گرد وغبار سے محفوظ رکھتے ہیں۔ غفلت کے پردے کو مجھ سے دور کر دے۔

یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! تجھے تیرے ان مقربین کا واسطہ کہ جن کے دل تجلیات کے انوار سے روشن ہیں، اپنی معرفت کے نور سے میرے باطن کو منور کر دے اور میرے دل کے فانوس کو تجلیات کی شمع سے روشن فرما، تاکہ بے ہودہ خیالوں اور باطنی فکروں سے محفوظ رہ سکوں۔

یا ربَّ العالمین عَزَّوَجَلَّ! مجھے وہ زبان عطا کر کہ ہر دم تیری حمد وثناء کرے۔

اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے ایسا نفس عطا کر کہ جو کلمہ طیبہ کے ساتھ تیری رحمت کی جانب دوڑے۔

یا باری تعالیٰ! اپنے فضل وکرم سے مجھے نفس اَمّارہ کے مکر وفریب سے بچنے کی توفیق عطا فرما، کہیں یہ نفسِ اَمّارہ مجھے ہلاکت میں نہ ڈال دے۔

اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! دن بدن میرا ہر ہر عضو نفسِ امارہ کے ہاتھوں گرفتار ہوتا چلا جا رہا

ہے، مجھے نفسِ بدکار کی قید سے رہائی عطا فرما۔

اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! نفسِ امارہ مجھے تباہی و بربادی کے عمیق گڑھے کی جانب مسلسل دھکیلتا ہی چلا جا رہا ہے، اگر تیری مدد شاملِ حال نہ ہوئی تو میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہوں گا۔

اَللّٰھُمَّ زَکِّھَا۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میرے نفس کو نیک بنادے۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میرے نفس کو نیک بنادے۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ میرے نفس کو نیک بنادے۔

اے اللہ عَزَّوَجَلَّ میں نفسِ اَمّارہ کو دبانے کی کوشش تو کرتا ہوں لیکن آہ! اس پر استقامت نہیں ملتی، اور نفس مجھ پر پھر غالب آجاتا ہے، یا اللہ عَزَّوَجَلَّ میری اس معاملے میں مدد فرما۔

یا باری تعالیٰ! میرے نفس کو مطمئنہ کی صفت سے متصف فرمادے۔

اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! عنایت کی ایک نظرِ رحمت مجھ ناچیز کے حال پر فرما کہ میں سخت درماندہ ہوں، اور مجھے اپنی رضا کا راستہ دکھا کہ میں تیرے در پر کھڑا ہوں۔

اے رزّاق عَزَّوَجَلَّ! مجھے رزقِ حلال عطا فرما اور حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔

اے ستّار عَزَّوَجَلَّ! جس طرح تو نے دنیا میں میرے گناہوں پر پردہ ڈالا اسی طرح بروزِ قیامت بھی میرے گناہوں پر پردہ ڈالنا، مجھے رسوائی سے بچانا۔

اے غفّار عَزَّوَجَلَّ! میرے بارے میں تیری خفیہ تدبیر کیا ہے مجھے معلوم نہیں، تجھے تیرے جنّتی بندوں کا واسطہ میری حتمی مغفرت فرما۔

اے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ! مجھ پر رحم فرما، مجھے بخش دے، مجھے بخش دے، مجھے بخش دے، مجھے بخش دے۔

یا باری تعالیٰ! تجھے تیرے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کا واسطہ مجھے اپنی بارگاہ سے محروم نہ کر، اور میری جھولی کو اپنے فضل و کرم سے بھر دے! میری جھولی بھر دے! میری جھولی بھر دے!"۔ آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

خواہشات نفسانیہ کی بناء پر ہونے والے کچھ گناہ

یاد رکھیئے! کہ ہر گناہ و برائی نفس و شیطان کے بہکانے سے سرزد ہوتی ہے، اور ان تمام گناہوں کا احاطہ کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، لیکن ہم یہاں پر نفس و شیطان کے بہکانے کے نتیجے میں سرزد ہونے والے چند گناہوں کا مختصراً ذکر کرتے ہیں کیونکہ اگر اس پر مفصل کلام کیا جائے تو اس کے لیے سینکڑوں صفحات درکار ہیں۔ آج ہمارے معاشرے میں جو گناہ عام سے عام تر ہوتے چلے جارہے ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

(1) سود، (2) شراب نوشی، (3) والدین کی نافرمانی، (4) نماز نہ پڑھنا، (5) زکوۃ ادا کرنے میں سستی کرنا، (6) روزہ رکھنے میں غفلت برتنا، (7) داڑھی منڈانا۔

اب ہم ان میں سے ہر ایک کے متعلق مختصراً عرض کرتے ہیں کیونکہ عقل مند کے لیے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ باطنی گناہوں کی معرفت کے لئے راقم الحروف کی تالیف "نزہۃ المتقین" کا مطالعہ کریں۔

{1} سود:

سود کا گناہ آج ہمارے معاشرے میں اسی قدر عام ہو گیا ہے کہ خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ رکھنے والا شخص اس صورتِ حال کو دیکھ کر حیران و پریشان رہ جاتا ہے کہ آخر کروں تو کروں کیا؟ لیکن اللہ تعالیٰ جسے توفیق دے وہ کبھی بھی اس گناہ میں مبتلا نہیں ہوتا بلکہ اپنے دامن کو سود کے دھبے سے پاک و صاف رکھتا ہے۔ یاد رکھئے! سود لینا دینا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے اپنے بندوں کے لئے حرام فرما دیا ہے۔

☆ چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ط (پارہ 3، سورۃ البقرہ، آیت 275)

ترجمۂ کنزالایمان: "اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود"۔

سود کی برائی کا ادنیٰ درجہ:

اے میرے بھائی! کیا تجھے یہ پسند ہوگا کہ (معاذ اللہ عَزَّوَجَلَّ) تو اپنی ماں سے زنا کرے، یقیناً یہ تجھے ہرگز منظور نہ ہوگا۔ تو پھر اپنے آپ کو سود کی نحوست سے بچا کر رکھ کیونکہ سود کی برائی کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنی ماں سے زنا کرے۔ چنانچہ

☆ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیضِ گنجینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''سود کی برائی کے ستر درجے ہیں اور سب سے کم درجہ کی برائی ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں سے زنا کرے۔'' (سنن ابن ماجہ صفحہ 164)

سود کھانے والے، کھلانے والے اور اس کے گواہ سب برابر:

☆ حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے: ''رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے سود کھانے والے، کھلانے والے اور اس کی گواہی دینے والوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا: ''یہ تمام گناہ میں برابر ہیں۔'' (مسلم جلد 2، صفحہ 27)

{2} شراب نوشی:

☆ حضرت ابنِ عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے: ''اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے شراب پر، اس کو پینے والے پر، پلانے والے پر، بنانے والے پر، اٹھانے والے پر اور اٹھوانے والے پر''۔ (الترغیب والترھیب جلد 3، صفحہ 147)

☆ حضرت خباب بن ارت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ''شراب سے بچو! کیونکہ اس سے گناہ اس طرح پھلتے ہیں جس طرح درخت سے درخت پھلتے ہیں''۔

(ایضاً صفحہ 186)

☆ حضرت ابو امامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ''رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''قسم ہے میری عزت کی! میرا جو بندہ

شراب کا ایک گھونٹ بھی پیے گا میں اس کو اتنی ہی پیپ پلاؤں اور میرا جو بندہ میرے خوف کی وجہ سے اسے چھوڑ دے گا میں اس کو حوضِ اقدس سے پلاؤں گا"۔ (بہارِ شریعت مخرجہ جلد2، حصہ9، صفحہ387، بحوالہ مسند امام احمد بن حنبل جلد8، صفحہ286)

{3} والدین کی نافرمانی:

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ﴿۲۳﴾ (پارہ15، سورۃ الاسراء، آیت23)

ترجمۂ کنزالایمان: "اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پُوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہُوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا"۔

آج ہمارے معاشرے میں والدین کی نافرمانی وایذا رسانی کا گناہ اس قدر عام ہوتا چلا جارہا ہے کہ اَلْاَمَان وَالْحَفِیظ۔

اس سیلاب کو روکنے کی سرتوڑ کوشش کی جاتی ہیں اور خوش نصیب لوگ اس گناہ سے توبہ کرکے اپنے والدین کے لئے آنکھیں بچھانے والے بن جاتے ہیں۔ لیکن ایک بہت بڑی تعداد برابر اس گناہ میں ملوث نظر آتی ہے۔

والدین کے نافرمان کے لیے احادیثِ مبارکہ میں بکثرت وعیدیں وارد ہیں۔ چنانچہ

☆ رحمت عالمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "ملعون ہے وہ شخص جو اپنے والدین کو ستائے، ملعون ہے (یعنی لعنت ہے اس شخص پر) جو اپنے والدین کو ستائے، ملعون ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے) وہ شخص جو اپنے والدین کو

ستائے''۔(فتاویٰ رضویہ جلد18، صفحہ311، بحوالہ معجم الاوسط جلد9، صفحہ226)

کیسا ڈرانے اور غفلتوں پر رُلانے والا یہ فرمان ہے۔ اے وہ شخص کہ جو اپنے والدین کو ستانے اور ان کو ایذاء پہنچانے سے باز نہیں آتا، ان فرامینِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کو غور سے بار بار پڑھ کہ اگر والدین کی نافرمانی کے باعث تو رحمتِ خداوندی سے دور کر دیا گیا تو تیرا بنے گا کیا؟، اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! بروزِ قیامت سخت ترین مصائب میں مبتلا ہونا پڑے گا، ابھی تو زندہ ہے جھٹ پٹ اپنے گناہوں سے توبہ کر لے، اپنے والدین سے معافی مانگ لے اور والدین کی خدمت کر کے جنت کا سامان اکٹھا کر لے۔

اگر تو اپنے والدین کی خدمت کر کے سامانِ جنت اکٹھا کرنے میں غفلت برتتا ہے تو میرے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کا یہ فرمان سن! اور عبرت سے سر دھن!

☆ کہ مکی مدنی تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ اَدْرَکَ وَالِدَیْہِ اَوْ اَحَدَھُمَا فَلَمْ یَبَرَّہُ فَقَدْ شَقِیَ''۔

یعنی: ''جس نے اپنے والدین یا ان میں سے ایک کو پایا اور اسکے ساتھ حسنِ سلوک نہ کیا تو وہ شخص بد بخت ہو گیا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصیام، جلد3، صفحہ340، الحدیث4773)

اے میرے بھائی! تو نے سُنا کہ جو اپنے والدین یا ان میں سے ایک کو پائے اور پھر ان کی خدمت اور انکے ساتھ حسنِ سلوک نہ کرے تو گویا کہ بارگاہِ نبوی سے اس کو بد بختی کا سرٹیفیکٹ دیا جا رہا ہے، لہذا والدین کی خدمت سے تُو ہرگز ہرگز غفلت نہ کر بلکہ اپنا تن، من، دھن، ان پر وار دے۔

کیا تجھے یاد نہیں کہ جب تو بالکل چھوٹا سا مُنّا تھا اس وقت تو خود سے اُٹھ بھی نہ سکتا تھا، خود سے چل بھی نہ سکتا تھا، خود سے کوئی کام بھی نہ کر سکتا تھا اور ایک رات تو نے سخت سردی

میں اپنے بستر پر پیشاب کر دیا تو تیری والدہ نے سردی کی پرواہ کئے بغیر تیرے کپڑے تبدیل کر کے تجھے خشک جگہ پر سلایا تا کہ کہیں تجھے سردی نہ لگ جائے ،اور خود گیلی جگہ پر سوئی کہ ''میرے بیٹے کو گیلی جگہ پر کوئی تکلیف نہ ہو''۔اے میرے بھائی!

- ☆ تجھے بولنا تک نہ آتا تھا تیرے والدین نے تجھے بولنا سکھایا۔
- ☆ تجھے چلنا نہ آتا تھا تیرے والدین نے تجھے چلنا سکھایا۔
- ☆ تیرے والدین نے تجھے زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھایا۔
- ☆ تجھے کھانا، پینا، سونا، جاگنا، لکھنا، پڑھنا وغیرہ وغیرہ سکھایا۔
- ☆ اپنے مال وجان سے تیری پرورش کر کے تجھے پروان چڑھایا۔
- ☆ کل تو کمزور تھا اور یہ طاقتور، انہوں نے تیری تربیت میں حتی الامکان کوئی کسر نہ چھوڑی۔
- ☆ آج تو طاقتور ہے اور یہ کمزور ہیں،لیکن آہ!صد ہزار آہ! آج تو اپنے والدین کی خدمت کو اپنے اوپر ایک بوجھ جانتا ہے۔

میرے بھائی! ذرا ہوش کر اور ان کی قدر پہچان آج تیرے پاس وقت ہے لہذا رو روکر، پاؤں پکڑ کر اپنے والدین کو منالے اور جنت میں اپنا گھر بنالے،ورنہ یاد رکھ! بروزِ قیامت پچھتاوے کے سوا کچھ بھی تیرے ہاتھ نہ آئے گا

اولاد ہو تو ایسی:

ابن مہدی فرماتے ہیں: ''میں حضرت عبداللہ بن عون رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی صحبت میں 24 سال تک رہا مجھے نہیں معلوم کہ ملائکہ (عَلَیْہِمُ السَّلَام) نے آپ پر ایک بھی غلطی لکھی ہو۔آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اپنے والدین کے ساتھ نہایت ہی عمدہ سلوک کرتے،آپ نے کبھی بھی ان کے ساتھ مل کر کھانا نہ کھایا، اس بارے میں آپ سے پوچھا گیا،تو فرمایا: ''میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میں کسی ایسے لقمے کو نہ اٹھالوں جس پر میرے

والدین کی نظر پڑ گئی ہو۔"

ایک دفعہ آپ کی آواز اپنی والدہ کی آواز سے بلند ہو گئی تو اس کے کفارے میں دو غلام آزاد کئے"۔ (طبقاتِ امام شعرانی صفحہ 159)

{4} نماز نہ پڑھنا

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: "بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے"۔

(پارہ 5، سورۃ النساء، آیت 103)

آہ! آج اگر ہم اپنے اردگرد نظر دوڑائیں تو مسلمانوں کی اکثریت بے نمازی نظر آتی ہے۔ حالانکہ نماز فرائض میں سے سب سے اعلیٰ وارفع فرض ہے حتی کہ بعض آئمہ رَحْمَةُ اللهِ تعالی عَلَيْهِمْ نے تو یہاں تک فرمایا کہ "بے نمازی پر حکم کفر ہے"۔ لیکن اس فرض میں کس قدر کوتاہی برتی جاتی ہے یہ کسی پر پوشیدہ نہیں ہے۔

☆ نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشادِ عبرت بنیاد ہے:

"مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ جِهَارًا"

یعنی: "جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی اس نے علانیہ کفر کیا"۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1، صفحہ 145)

اے میرے بھائی! اس فرمان کو بار بار پڑھ اور اپنی سابقہ غفلت سے بھرپور زندگی میں ہونے والی کوتاہیوں سے توبہ کر لے اور نمازوں کی پابندی اختیار کر لے، ورنہ یاد رکھ!

☆ ہمارے مدنی آقا صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کا یہ فرمان حق اور سچ ہے کہ:

"مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا كُتِبَ اسْمُهٗ عَلٰى بَابِ النَّارِ مِمَّنْ يَدْخُلُهَا۔"

یعنی "جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی اس کا نام جہنم کے اس دروازے پر لکھ دیا

جائے گا کہ جس سے وہ جہنم میں داخل ہوگا''۔

(کنز العمال کتاب الصلوۃ، جلد 7، صفحة 132، الحدیث 19086)

اے اللہ عزوجل! ہمیں نمازِ پنجگانہ مسجد کی پہلی صف میں تکبیر اولی کے ساتھ باجماعت ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ تعالی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ

{5} زکوۃ کی ادائیگی میں سستی

☆ اللہ عزوجل قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۳۴﴾ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾ (پارہ 10، سورۃ التوبہ، 34، 35)

ترجمہ کنز الایمان: ''اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی۔ جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں، یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزا اس جوڑنے کا''۔

اس آیت کے تحت ''خزائن العرفان'' میں ہے:

یعنی: ''بخل کرتے ہیں اور مال کے حقوق ادا نہیں کرتے زکوۃ نہیں دیتے۔

شانِ نزول: سدی کا قول ہے کہ یہ آیت مانعینِ زکوۃ کے حق میں نازِل ہوئی جب کہ اللہ تعالی نے اَحبار اور رُہبان کی حرصِ مال کا ذکر فرمایا تو مسلمانوں کو مال جمع کرنے اور اس کے حقوق ادا نہ کرنے سے حذر (ڈر) دلایا''۔

(خزائن العرفان، پارہ 10، سورۃ التوبہ، 34، 35)

گنجا سانپ:

اللّٰہ کے مَحبوب ، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشادفرمایا: ''جس مال کی زکوۃ نہیں دی گئی بروزِ قیامت وہ گنجا سانپ ہوگا، مالک کودوڑائے گا وہ بھاگے گا حتی کہ وہ اپنی انگلیاں اس کے مُنہ میں ڈال دے گا۔'' (مسندامام احمدبن حنبل جلد3، صفحہ262)

قحط سالی کا سبب:

☆ ایک اور حدیث شریف میں ارشادفرمایا: ''جوبھی قوم زکوۃ کوروکے اللہ تعالیٰ اس کو قحط سالی میں مبتلا فرمائے گا۔'' (المجعم الاوسط، جلد3، صفحہ276، الحدیث 4577)

اے اللہ عَزَّوَجَلَّ ! ہمیں بخل کی آفت سے محفوظ فرما اور ہمیں یہ توفیق عطا فرما کہ ہم زکوۃ، عشر، فطرہ وغیرہ ادا کرنے میں غفلت نہ برتیں بلکہ بڑھ چڑھ کر خوش دلی کے ساتھ اس فرض کو ادا کریں اور تیری رحمت سے اپنی جھولیاں لبالب بھر لیں۔ آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ

{6} فرض روزہ رکھنے میں غفلت برتنا

آج ہمارے معاشرے میں جن گناہوں کا سلسلہ روز بروز بڑھتا چلا جارہا ہے ان گناہوں میں سے ایک گناہ روزہ خوری بھی ہے۔ ایک زمانہ وہ بھی تھا کہ رمضان المبارک میں ہر طرف روزوں کی بہاریں نظر آتی تھیں۔ اوراس مبارک ماہ کا روزہ چھوڑ دینا ایک بہت بڑا جرم وعیب جانا جاتا ہے جو کہ بالکل درست صحیح ہے۔ لیکن آہ! اسلام تیرے چاہنے والے نہ رہے، اب وہ دور آیا کہ ایک تو روزہ خوری اوراوپر سے سینہ زوری، گلیوں، بازاروں، محلوں میں معاذ اللہ عَزَّوَجَلَّ رمضان المبارک کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے علانیہ کھاتے پیتے نظر آتے ہیں اور ان کو ذرا بھر بھی شرم نہیں آتی کہ ہم کس احکم الحاکمین جَلَّ جَلَالُہ کی نافرمانی پہ جری ہو رہے ہیں۔

☆ کیا انہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اس ارشاد کو نہیں سنا:

''مَنْ اَدْرَکَ شَھْرَ رَمَضَانَ وَلَمْ یَصُمْہُ فَقَدْ شَقِیَ۔''

یعنی: ''جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کے روزے نہ رکھے تو وہ بدبخت ہو گیا''۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصیام، جلد 3، ص 340، الحدیث 4773)

اے رمضان المبارک کے مہینے میں روزہ خوری کرنے والے! کیا تو اب بھی غفلت سے باز نہ آئے گا؟ مذکورہ حدیث میں تو نے یہ بات سن لی کہ اگر تو نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کے روزے نہ رکھے اور توبہ وقضاء ادا کئے بغیر تو اس دارِ فانی سے رخصت ہو گیا تو بدبختی کی سند تیرے ہاتھ میں پکڑا دی جائے گی۔ اس وقت پچھتانے اور سر پچھاڑنے سے کچھ نہ ہوگا بلکہ جو کرنا ہے آج کر لے، اپنے ہاتھ اس تَوَّاب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اٹھا دے اور اشکِ ندامت بہا بہا کر اس کی بارگاہ سے معافی طلب کر لے اور روزوں کی قضا بھی ادا کر لے ورنہ یاد رکھ! بروزِ قیامت اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ ناراض ہوا، تو جہنم کے سوا کوئی اور ٹھکانہ نہ ہوگا۔

اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم روزوں سے محبت کرنے والے اور تیرے فرمانبردار بندے بن جائیں۔ آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

{7} داڑھی منڈانا

گذشتہ صفحات میں جن گناہوں کا تذکرہ کیا گیا اگرچہ مسلمانوں کی ایک تعداد ان گناہوں میں ملوث ہے لیکن ایک مسلمان ان کو گناہ ضرور سمجھتا ہے۔ جبکہ داڑھی منڈانا یہ ایک ایسا گناہ ہے کہ ہماری اکثریت اس کو گناہ کا کام ماننے کے لیے تیار ہی نہیں ہے، اور یہ کہہ کر سبک دوشی کی کوشش کی جاتی ہے کہ ''داڑھی رکھنا کوئی فرض وواجب تھوڑی ہے۔ صرف سنت ہے رکھیں گے تو ثواب ملے گا نہ رکھیں تو کوئی حرج نہیں''۔

تو یاد رکھئے! داڑھی ایک مشت تک (یعنی مٹھی بھر) رکھنا واجب ہے۔

☆ سیدی اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن نے داڑھی کے وجوب پر ایک مفصل

رسالہ بنام "لَمْعَةُ الضُّحٰی فِی اِعْفَاءِ اللُّحٰی" تحریر فرمایا ہے جو کہ فتاویٰ رضویہ جدید جلد 22، میں شامل ہے۔اس میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے تقریباً 18 آیات، 157 احادیث، اور 60 نصوص سے یہ ثابت کیا ہے کہ "داڑھی رکھنا واجب ہے"۔

اب ہم اس باب میں کچھ احادیث نقل کرتے ہیں چنانچہ

☆ مکی مدنی تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیاں کثیر وافر رکھو"

(صحیح البخاری، کتاب اللباس جلد 2، صفحہ 875)

مذکورہ حدیث کے مفہوم کی کئی اور احادیث بھی کتب احادیث میں موجود ہیں۔

شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا ہے اس رسالہ کو پڑھ کر نہ جانے کتنے لوگ اب تک داڑھی شریف اپنے چہرے پر سجا چکے ہیں۔

اب ہم اس رسالہ کا کچھ حصہ یہاں نقل کرتے ہیں اگر کسی کے پاس عقلِ سلیم ہوئی تو وہ اس اقتباس کو پڑھ کر تڑپ اٹھے گا اور اپنے چہرے پر داڑھی سجانے کا عزمِ مصمم کرلے گا۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

☆ چنانچہ شیخ طریقت، امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ اپنے رسالے "کالے بچھو" میں تحریر فرماتے ہیں: "اے غافل اسلامی بھائی! ذرا ہوش کر!! مرنے کے بعد تیری ایک نہ چلے گی، تیرے ناز اٹھانے والے تیرے کپڑے بھی اتار لیں گے۔

تو کتنا ہی بڑا سرمایہ دار سہی تجھے وہ کورے لٹھے کا کفن پہنائیں گے، تیری کار ہے تو گیرج میں کھڑی رہ جائے گی، تیرے بیش قیمت لباس صندوق میں دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔ تیرا مال ومتاع اور خون پسینے کی کمائی پر ورثاء قابض ہو جائیں گے، اپنے اشک بہائیں گے، بیگانے خوشیاں منائیں گے۔ تیرے ناز اٹھانے والے تجھے اپنے کندھوں پر لاد کر چل دیں گے اور ایک ایسے ویرانے میں لے جائیں گے کہ تو کبھی اس

ہولناک سناٹے میں خصوصاً رات کے وقت ایک گھڑی بھی تنہا نہ آیا تھا اور نہ آ سکتا تھا بلکہ اس کے تصور ہی سے کانپ جایا کرتا تھا۔

اب گڑھا کھود کر تجھے منوں مٹی تلے دفن کر کے تیرے سارے عزیز چلے جائیں گے، تیرے پاس ایک رات کجا ایک گھنٹہ ٹھہرنے کے لئے بھی کوئی تیار نہ ہوگا، خواہ تیرا چہیتا بیٹا ہی کیوں نہ ہو، وہ بھی بھاگ جائے گا۔ اب اس تنگ و تاریک قبر میں نہ جانے کتنے ہزار سال تیرا قیام ہوگا۔ تو حیران و پریشان ہوگا، افسردگی چھائی ہوئی ہوگی، قبر بھینچ رہی ہوگی، تو چلا رہا ہوگا، حسرت بھری نگاہوں سے عزیزوں کو نگاہوں سے اوجھل ہوتا ہوا دیکھ رہا ہوگا، دل ڈوبتا جا رہا ہوگا۔ اتنے میں قبر کی دیواریں ہلنا شروع ہوں گی اور دیکھتے ہی دیکھتے دو خوفناک شکلوں والے فرشتے (منکر نکیر) اپنے لمبے لمبے دانتوں سے قبر کی دیوار کو چیرتے ہوئے تیرے سامنے آ موجود ہونگے، کالے مہیب بال سر سے پاؤں تک لٹک رہے ہوں گے، تجھے جھڑک کر بٹھائیں گے۔

کرخت (یعنی نہایت ہی سخت) لہجے میں اس طرح سوالات کریں گے۔

"مَنْ رَّبُّکَ؟" (یعنی "تیرا رب کون ہے؟")

"مَا دِیْنُکَ؟" (یعنی "تیرا دین کیا ہے؟")

اتنے میں تیرے اور مدینے کے درمیان جتنے پردے حائل ہوں گے سب اٹھا دیئے جائیں گے کسی کی موہنی دلربا اور پیاری پیاری صورت سامنے آ جائے گی۔ یا وہ عظیم اور پیاری ہستی خود تشریف لے آئیگی کیا عجب! تیری آنکھیں شرم سے جھک جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ تو سوچ میں پڑ جائے کہ نگاہیں اٹھاؤں تو کیسے اٹھاؤں، اپنی بگڑی ہوئی صورت دکھاؤں تو کیسے دکھاؤں۔ یہ تو وہی میرے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ ہیں جن کا میں کلمہ پڑھا کرتا تھا۔ اپنے آپ کو ان کا غلام بھی کہتا تھا۔ لیکن میں نے یہ کیا کیا! میٹھے میٹھے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ نے تو یہ فرمایا: "داڑھی بڑھاؤ مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیوں کو معافی دو یہودیوں جیسی صورت مت بناؤ۔"

لیکن ہائے میری بدبختی ! میں چندروزہ دنیا کی زینت میں کھوگیا۔فیشن نے میرا ستیاناس کردیا۔آقاصَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسلَّمْ کے سختی سے منع کرنے کے باوجود میں نے چہرہ یہودیوں یعنی مدنی آقا صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسلَّمْ کے دشمنوں جیسا ہی بنایا۔ہائے اب کیا ہوگا؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری بگڑی ہوئی شکل دیکھ کر سرکارِعالی وقار صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسلَّمْ منہ پھیر لیں اور یہ فرمادیں کہ **"یہ تو میرے دشمنوں والا چہرہ ہے میرے غلاموں والا نہیں!!"**

اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو سوچ اس وقت تجھ پر کیا گزرے گی۔

نہ اٹھ سکے گا قیامت تلک خدا کی قسم
اگر نبی نے نظر سے گرا کے چھوڑ دیا

ایسا نہیں ہوگا، ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ ہرگز نہیں ہوگا۔ابھی تو زندہ ہے۔مان جا! اپنے کمزور بدن پر ترس کھا! جھٹ ہمّت کر! انگریزی فیشن،فرنگی تہذیب کو تین طلاقیں دے ڈال اور اپنا چہرہ میٹھے میٹھے آقا، مکّی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسلَّمْ کی پاکیزہ سنت سے آراستہ کرلے اور ایک مٹھی داڑھی سجالے۔ہرگز ہرگز شیطان کے اس وسوسہ کی طرف توجہ مت لا کہ **"ابھی تو میں اس قابل نہیں ہوا میری عمر ہی کیا؟ میرا علم بھی اتنا کہاں ہے؟ اگر کسی نے سوال کردیا تو جواب نہیں آئیگا میں تو جب قابل ہو جاؤنگا اس وقت داڑھی رکھوں گا۔"**

یادرکھ! یہ شیطان کا کامیاب ترین وار ہے کہ انسان اپنے بارے میں یہ سمجھ بیٹھے کہ ہاں اب میں قابل ہوگیا ہوں۔یادرکھ! اپنے آپ کو قابل سمجھنا ہی ناقابلیت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔عاجزی اختیار کر! بڑے بڑے علماء کرام بھی ہر سوال کا جواب نہیں دیتے کیا ہر سوال کا جواب دینے کی تو نے ذمہ داری لی ہوئی ہے؟۔

نفس کی حیلہ بازیوں میں مت آ! اور مان جا۔خواہ ماں روکے، باپ منع کرے، معاشرہ آڑے آئے، شادی میں رکاوٹ کھڑی ہو۔کچھ بھی ہوجائے۔اَللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس

کے پیارے رسول صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کا حکم ماننا ہی پڑیگا۔ تسلّی رکھ! اگر جوڑا لوحِ محفوظ پر لکھا ہوا ہے تو تیری شادی ہو کر رہے گی۔ اور اگر نہیں لکھا تو دنیا کی کوئی طاقت تیری شادی نہیں کرواسکتی۔ (کالے بچھو صفحہ 4تا9)

☆ امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ اسی رسالہ کے صفحہ نمبر 19 پر مزید تحریر فرماتے ہیں:

''اے مدنی محبوب صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کے چاہنے والو! مان جاؤ! اپنی جوانی پر مت اتراؤ! دنیوی مجبوریوں کو حیلہ مت بناؤ! آؤ! آؤ! رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کے دامنِ کرم سے لپٹ جاؤ! ان کے پروردگار ربِّ غفّار عَزَّوَجَلَّ سے بھی مغفرت کی بھیک طلب کرلو! یہ بارگاہ کرم والی بارگاہ ہے۔ یہاں سے کوئی سائل مایوس نہیں جاتا۔ سنت کی خیرات لے لو۔ اپنے چہرے سے دشمن خدا عَزَّوَجَلَّ و مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کی نحوست کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دھوڈالو اور پیاری پیاری سنت چہرے پر سجالو۔

اور ہاں شیطان بڑا مکار و عیار ہے، کہ آپ انگریزوں اور یہودیوں سے تو پیچھا چھڑا لیں اور داڑھی بھی سجالیں، مگر شیطان دوسرے زاویئے سے پھر گھیر لے اور آپ کو کہیں فرانسیسیوں کے قدموں میں نہ پٹخ دے۔ مطلب یہ ہے کہ کہیں ''فرنچ کٹ'' یعنی خشخشی داڑھی نہ رکھ لینا کہ داڑھی منڈانا اور کتروا کر ایک مٹھی سے کم کر دینا دونوں ہی حرام ہے۔ داڑھی رکھئے اور ضرور رکھئے مگر میٹھے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کی پسند کی رکھئے یعنی ایک مٹھی پوری رکھئے۔

☆ میرے آقا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فتاوٰی رضویہ جلد 22، صفحہ 652 پر فرماتے ہیں: ''جب تک داڑھی ایک مٹھی سے کم ہے اس میں سے کچھ لینا جس طرح کہ بعض مغربی مخنث کرتے ہیں یہ کسی کے نزدیک حلال نہیں، اور بالکل ہی لے لینا (یعنی منڈا دینا) آتش پرستوں، یہودیوں، اور بعض فرنگیوں (یعنی انگریزوں) کا فعل ہے''۔

اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لیے فتاویٰ رضویہ جدید 22، میں موجود رسالہ بنام ''لَمعَۃُ الضُّحٰی فِی اِعفَاءِ اللُّحٰی'' کا مطالعہ کریں۔اور مکتبہ المدینہ کا مطبوعہ 24 صفحات پر مشتمل رسالہ بنام ''کالے بچھو'' کا مطالعہ فرمائیں۔

اِستِقَامَت پانے کا ایک بے حد عمدہ ذریعہ:

آپ نے اس کتاب میں یہ ملاحظہ فرمایا کہ انسان کا سب سے بڑا دشمن راہِ حق میں نفسِ اَمّارہ ہے اور اس کو مغلوب کرنے کے آپ نے چھ (6) طریقے بھی ملاحظہ فرمائے۔نفسِ اَمّارہ آپکو یہ علاج ہرگز اپنانے نہ دے گا اور سستی میں ڈال کر اپنے شکنجے میں جکڑے ہی رکھے گا۔

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپکو اِن پر اِستِقَامَت نصیب ہو جائے تو اِن پر اِستِقَامَت پانے کا ایک بے حد عمدہ ذریعہ مدنی انعامات پر عمل بھی ہے۔

مدنی انعامات کیا ہیں؟:

میرے شیخِ شریعت و شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت حضرتِ علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطارؔ قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے صرف اپنے مریدین ہی کے لئے نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے آسانی سے نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کے طریقوں پر مشتمل شریعت وطریقت کا جامع مجموعہ بنام ''مدنی انعامات بصورتِ سوالات'' عطا فرمائے ہیں۔جس میں یومیہ، ہفتہ وار، ماہانہ اور سالانہ مدنی انعامات رکھے گئے ہیں۔

بعض مدنی انعامات پر روزانہ عمل کرنا ہوتا ہے۔مثلاً مدنی انعامات میں سے دوسرا مدنی انعام ہے، کہ ''کیا آج آپ نے پانچوں نمازیں مسجد کی پہلی صف میں تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ باجماعت ادا فرمائیں؟ نیز ہر بار کسی ایک کو اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کی؟'' اس طرح سوال وجواب کی صورت میں یہ مدنی انعامات ہیں اگر ان پر کوئی صحیح معنوں میں عمل کرلے تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ولی بن جائے گا۔

اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

نفس کو مغلوب کرنے کا آسان طریقہ:

آخر میں عرض ہے کہ نفس کو مغلوب کرنے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ تدریجاً اس کے خلاف اقدامات کئے جائیں۔ لہذا سب سے پہلے آپ اپنے نفس پر یہ لازم کرلیں کہ ''میں حرام کاموں سے بچوں گا اور فرائض وواجبات کی بجا آوری کروں گا۔''

جب ان امور پر آپ کو استقامت مل جائے تو اب اپنے نفس پر یہ لازم کرلیں کہ ''میں فضولیات وشبہات سے بچوں گا۔''

جب ان امور پر بھی آپ کو استقامت مل جائے تو اب اپنے نفس پر یہ لازم کرلیں کہ ''میں مباحات سے بچتے ہوئے نوافل ومستحبات پر عمل کروں گا۔''

اس طریقہ پر عمل مدنی انعامات کے ذریعے بھی آسان ہوسکتا ہے کہ پہلے ماہ آپ نے اپنے اوپر یہ لازم کرلیا کہ ''میں 26 مدنی انعامات پر عمل کروں گا''۔

تو دوسرے ماہ اپنے اوپر یہ لازم کرلیں کہ ''میں 41 مدنی انعامات پر عمل کروں گا''۔ یوں آہستہ آہستہ خود کو 72 مدنی انعامات کا عامل بنالیں۔

دوسرا طریقہ: ایک طریقہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ اولاً روزانہ ایک عمل خواہشِ نفس کے خلاف کریں۔

اس پر استقامت حاصل ہوجائے تو روزانہ دو عمل خواہشِ نفس کے خلاف کریں۔

اس پر استقامت حاصل ہوجائے تو روزانہ تین عمل خواہشِ نفس کے خلاف کریں،

اس پر استقامت حاصل ہوجائے تو روزانہ چار عمل خواہشِ نفس کے خلاف کریں۔

اس پر استقامت حاصل ہوجائے تو روزانہ پانچ عمل خواہشِ نفس کے خلاف کریں، علی ہذا القیاس۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ضرور فلاح وکامرانی حاصل ہوگی۔

نفس کی آفات سے حفاظت کے اوراد

☆ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک شخص کو یہ دعا مانگنے کی تلقین ارشاد فرمائی:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ نَفْسًا بِکَ مُطْمَئِنَّةً تُؤْمِنُ بِلِقَائِکَ وَتَرْضٰی بِقَضَائِکَ وَتَقْنَعُ بِعَطَائِکَ۔"

ترجمہ: "اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) میں تجھ سے ایسے نفسِ مُطْمَئِنَّہ کا سوال کرتا ہوں جو تیری ملاقات پر ایمان رکھتا ہو، تیرے فیصلہ پر راضی ہو اور تیری عطاء پر قناعت اختیار کرنے والا ہو۔" (المعجم الکبیر للطبرانی، جلد8، صفحہ99، حدیث7490)

☆ "اَللّٰھُمَّ لَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ"۔

ترجمہ: "اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) پلک جھپکنے کی مقدار بھی مجھے میرے نفس کے حوالے نہ فرمانا"۔ (کنز العمال جلد3 صفحہ62 حدیث نمبر3495 ملتقطا)

☆ یَا خَبِیْرُ: جو کوئی نفسِ اَمّارہ کے ہاتھ گرفتار ہو ہر روز اس کا وظیفہ کرلیا کرے، اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نجات پائے گا۔ (مدنی پنج سورہ صفحہ250)

حرفِ آخر

فقیرِ بے علم ادنیٰ سا طالب علم نفس کے موضوع پر کیا لکھ سکتا تھا لیکن ہمت کر کے بزرگان دین عَلَیْهِمُ الرَّحْمَةُ کے ملفوظات آپکی بارگاہ میں حاضر کر دیئے ہیں۔ اس میں نہ کوئی میری اپنی تحقیق ہے اور نہ ہی کوئی میری طرف سے اضافہ ہے، ہاں اگر اس میں کوئی غلطی پائی جائے تو وہ میری کم علمی کی وجہ سے ہوگی، لہٰذا اگر آپ کسی بھی غلطی پر مطلع ہوں تو اس گناہ گار کو ضرور مطلع فرمایئے گا تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کا تدارک کیا جا سکے۔ جو کوئی بھی اس تالیف کا مطالعہ کرے اُس سے عرض ہے کہ راقم الحروف کے لئے خاتمہ بالخیر کی دعا ضرور کرے۔

راقم الحروف یہ آخری سُطور غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں حضرت علامہ مولانا احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے مزارِ پُر انوار پر لکھ رہا ہے۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس عظیم ہستی کے صدقے میری اس ادنیٰ کاوش کو قبول فرمائے اور اس مضمون کو میرے لئے اور تمام مسلمانوں کے لیے نافع بنائے۔

آمین بجاہ النبی الامین وما علینا الا البلغ المبین والحمدللہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ المطھرین

16 جُمادی الاولیٰ بروز جمعۃ المبارک 1428 ھجری 28 مئی 2008

ابوالحسن خضر حیات عطاری عفی عنہ الباری ساکن: ڈیرہ غازی خان، پاکستان

اس کتاب کے پہلے ایڈیشن میں جو پروف ریڈینگ کی جو اغلاط تھیں ان کو حتی الامکان دور کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی غلطی ہے تو ضرور مطلع فرمائیں۔

14 رمضان المبارک 1433ھ، اگست 2012ء

ابوالحسن خضر حیات عطاری مدنی مدرس جامعۃ المدینہ فیضان زکریا، ملتان

مراجع وماخذ

نمبر شمار	کتاب	مصنف	مطبوعہ
1	کنز الایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن	ضیاء القرآن لاہور
2	تفسیر کبیر	امام فخر الدین رازی علیہ رحمۃ الباری	داراحیاء التراث بیروت
3	روح البیان	علامہ اسماعیل حقی علیہ رحمۃ القوی	مطبوعہ کوئٹہ
4	تفسیر خازن	ابوالحسن علی بن محمد بن ابراہیم الشیحی علیہ رحمۃ القوی	صدیقیہ کتب خانہ اڈہ بازار خٹک
5	تفسیر جلالین	جلال الدین محلی وسیوطی علیہما رحمۃ القوی	مطبوعہ لاہور
6	تفسیر صاوی	علامہ احمد بن محمد الصاوی المالکی علیہ رحمۃ الہادی	مطبوعہ لاہور
7	تفسیر جمل	علامہ الشیخ سلیمان الجمل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	مطبوعہ مدینۃ المرشد کراچی
8	تفسیر مظہری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ رحمۃ القوی	ضیاء القرآن لاہور
9	احکام القرآن للقرطبی	ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی علیہ رحمۃ القوی	دارالفکر بیروت
10	خزائن العرفان	صدرالافاضل نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ الہادی	ضیاء القرآن لاہور
11	نور العرفان	مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن	نعیمی کتب خانہ گجرات
12	صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ رحمۃ الباری	مطبوعہ مدینۃ المرشد کراچی
13	مراٰۃ المناجیح	مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن	ضیاء القرآن لاہور
14	سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید القزوینی ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ	دارالمعرفۃ بیروت
15	المعجم الکبیر	امام سلیمان بن احمد طبرانی علیہ رحمۃ الہادی	داراحیاء التراث بیروت
16	المقاصد الحسنۃ	امام عبدالرحمن سخاوی علیہ رحمۃ الہادی	مرکز اہل سنت برکات رضا الھند
17	شعب الایمان	امام احمد بن حسین بیہقی علیہ رحمۃ اللہ القوی	دارالکتب العلمیہ بیروت
18	الترغیب والترہیب	ذکی الدین عبدالعظیم المنذری علیہ رحمۃ اللہ القوی	دارالفکر بیروت
19	مسند الامام احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ	دارالفکر بیروت
20	الزہد الکبیر	امام بیہقی علیہ رحمۃ اللہ القوی	مؤسسۃ الکتب الثقافیہ بیروت
21	المعجم الاوسط	امام سلیمان بن احمد طبرانی علیہ الرحمۃ	دارالکتب العلمیہ بیروت

22	المعجم الزوائد	حافظ نورالدین علی بن ابوبکر علیہ رحمۃ	دارالفکر بیروت
23	سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید ابن ماجہ علیہ الرحمۃ	مطبوعہ مدینۃ المرشد کراچی
24	صحیح مسلم	امام مسلم بن الحجاج القشیری علیہ الرحمۃ	مطبوعہ مدینۃ المرشد کراچی
25	شرح معانی الآثار	امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی علیہ الرحمۃ	مطبوعہ مدینۃ المرشد کراچی
26	کشف الخفاء	امام اسماعیل بن محمد عجلونی علیہ رحمۃ القوی	دارالکتب العلمیہ بیروت
27	الجامع الصغیر	جلال الدین سیوطی علیہ رحمۃ القوی	دارالکتب العلمیہ بیروت
28	کنزالعمال	علاء الدین علی المتقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ	دارالکتب العلمیہ بیروت
29	المستدرک	امام محمد بن عبداللہ حاکم رحمۃ اللہ تعالی علیہ	دارالمعرفۃ بیروت
30	مشکوۃ المصابیح	امام محمد بن عبداللہ خطیب علیہ رحمۃ المجید	دارالکتب العلمیہ بیروت
31	منہاج العابدین	امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ الوالی	شبیر برادرز لاہور
32	کیمیائے سعادت	امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ الوالی	پروگریسو بکس لاہور
33	مکاشفۃ القلوب	امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ الوالی	مکتبۃ المدینہ مدینۃ المرشد کراچی
34	مجموعہ رسائل	امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ الوالی	مطبوعہ مدینۃ المرشد کراچی
35	احیاء العلوم	امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ الوالی	شبیر برادرز لاہور
36	فتوح الغیب	سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ	قادری رضوی کتب خانہ لاہور
37	غنیۃ الطالبین	منسوب الی سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ	پروگریسو بکس لاہور
38	تذکرۃ الاولیاء	شیخ فریدالدین عطار علیہ رحمۃ الغفار	شبیر برادرز لاہور
39	الرسالۃ القشیریہ	ابوالقاسم عبدالکریم القشیری علیہ رحمۃ اللہ القوی	مطبوعہ لاہور
40	قصیدہ بردہ شریف	امام شرف الدین بوصیری علیہ رحمۃ اللہ القوی	ضیاء القرآن لاہور
41	شرح قصیدہ بردہ	ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ تعالی علیہ	ضیاء القرآن لاہور
42	عین الفقر	حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالی علیہ	العارفین پبلی کیشنز لاہور
43	عوارف المعارف	شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ رحمۃ اللہ القوی	پروگریسو بکس لاہور
44	بہجۃ الاسرار	علامہ ابوالحسن الشطنوفی علیہ رحمۃ اللہ القوی	پروگریسو بکس لاہور
45	عیون الحکایات	امام عبدالرحمن بن علی الجوزی علیہ رحمۃ القوی	مکتبۃ المدینہ مدینۃ المرشد کراچی

46	حلیۃ الاولیاء	امام ابو نعیم اصفہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ	مکتبۃ المدینہ مدینۃ المرشد کراچی
47	حدائقِ بخشش	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن	مکتبۃ المدینہ مدینۃ المرشد کراچی
48	الحقائق فی الحدائق	علامہ مفتی فیض احمد اویسی مدظلہ العالی	برکاتی پبلیشرز مدینۃ المرشد کراچی
49	التعریفات	سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ	مطبوعہ لاہور
50	الملفوظ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن	مکتبۃ المدینہ مدینۃ المرشد کراچی
51	فتاوی رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن	رضا فاؤنڈیشن لاہور
52	رسائلِ نعیمیہ	مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن	ضیاء القرآن لاہور
53	مکتوبات	مجدد الفِ ثانی امام ربانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ	مطبوعہ لاہور
54	فیضانِ سنت	امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ	مکتبۃ المدینہ مدینۃ المرشد کراچی
55	ارمغانِ مدینہ	امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ	مکتبۃ المدینہ مدینۃ المرشد کراچی
56	نماز کے احکام	امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ	مکتبۃ المدینہ مدینۃ المرشد کراچی
57	مدنی پنج سورہ	امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ	مکتبۃ المدینہ مدینۃ المرشد کراچی
58	مغیلان مدینہ	امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ	مکتبۃ المدینہ مدینۃ المرشد کراچی
59	رفیق الحرمین	امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ	مکتبۃ المدینہ مدینۃ المرشد کراچی
60	کالے بچھو	امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ	مکتبۃ المدینہ مدینۃ المرشد کراچی
61	بحر الدموع	علامہ ابن جوزی علیہ رحمۃ القوی	مطبوعہ دمشق
62	الزواجر عن اقتراف الکبائر	علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ القوی	دار الحدیث دمشق
63	مقاصد السالکین	علامہ ضیاء اللہ نقشبندی علیہ الرحمۃ القوی	مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور
64	بہارِ شریعت	مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ الغنی	مکتبۃ المدینہ مدینۃ المرشد کراچی
65	ذم الھویٰ	علامہ ابن جوزی علیہ رحمۃ القوی	مطبوعہ پشاور
66	طبقاتِ امام شعرانی	عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ	نوریہ رضویہ پبلیکیشنز لاہور
67	کشف المحجوب	سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ رحمۃ اللہ القوی	زاویہ پبلیشرز لاہور
68	الروض الفائق	علامہ شعیب بن سعد رحمۃ اللہ تعالی علیہ	مکتبۃ المدینہ مدینۃ المرشد کراچی
69	پندنامہ	شیخ فرید الدین عطار علیہ رحمۃ الغفار	مطبوعہ ملتان

سال بھر کے روزے:

☆ حضرت حسان بن سنان رضی اللہ عنہ ایک خوبصورت عمارت کے پاس سے گزرے تو پوچھا: ''یہ عمارت کس نے بنوائی ہے؟''

پھر اپنے آپ سے کہا: ''جس چیز سے تجھ کو کام نہیں ہے اسکے بارے میں کیوں پوچھتا ہے؟ وَاللہ (اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم) اسکی سزا یہ ہے کہ سال بھر تک تم روزے رکھو گے۔''

(کیمیائے سعادت صفحہ نمبر 469)

☆ ایک اور حدیثِ مبارکہ میں ارشاد فرمایا: ''مونچھیں خوب پست کرو، داڑھیوں کو معافی دو اور یہودیوں کی سی صورت مت بناؤ۔''

(شرح معانی الآثار جلد 2، صفحہ 376، فتاویٰ رضویہ جلد 22، صفحہ 246)